تاریخ تسمیع
ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

غلام حسن محرمی

ناشر: مجمع جهانی اہل بیت (ع)

حرف اول

- پہلی فصل:منابع پر ایک سرسری نظر ۱۹
خصوصی منابع ۲۱
(۱)مقاتل الطالبین ۲۱
(۲)الدرجات الرفیعہ فی طبقات الشیعہ ۲۲
(۳)اعیان الشیعہ ۲۵
(۴)تاریخ شیعہ ۲۷
(۵)شیعہ در تاریخ ۲۹
(۶)جہاد الشیعہ ۳۰
(۷)ایران میں تاریخ تشیع اپنے آغاز سے ساتویں ہجری تک ۳۲
عمومی منابع ۳۲
(۱) تاریخ عمومی ۳۳
(۲) ائمہ علیہم السلام کی زندگانی ۳۵
(۳) کتب فتن و حروب ۳۵
(۴)کتب رجال و طبقات ۳۶
(۵)کتب جغرافیہ ۳۸
(۶)کتب اخبار ۳۹
(۷) کتب نسب ۴۰
(۸)کتب احادیث ۴۱
(۹)کتب ملل و نحل ۴۲
- دوسری فصل:شیعوں کے آغاز کی کیفیت ۴۳
شیعہ لغت اور قرآن میں ۴۵
آغاز تشیع ۵۱
شیعوں کے دوسرے نام ۶۵
صحابہ کے درمیان حضرت علی کا مقام ۶۹
سقیفہ کی تشکیل میں قریش کا کردار ۸۷
خاندان پیغمبرؐ سے قریش کی دشمنی کے اسباب ۸۹
قریش کی ریاست طلبی ۸۹
قبیلوں کی رقابت و حسادت ۹۲
حضرت علی سے قریش کی دشمنی ۹۵
حضرت علی کا سکوت ۹۷
(۱) مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ۹۸
(۲)مرتد ہونے کا خطرہ ۹۸
(۳) عترت پیغمبرؐ کی حفاظت ۱۰۱
سقیفہ کے بعد شیعوں کے سیاسی حالات ۱۰۱
شیعہ صحابی ۱۰۷

تیسری فصل : شیعہ تاریخ میں تحول و تغیر کا دور ۱۱۳

- (۱) شیعہ خلفا کے زمانے میں ۱۱۵
- (۲) شیعہ بنی امیہ کے زمانے میں ۱۲۱
- اموی دور میں تشیع کی وسعت ۱۲۵
- الف: عصر امام حسن و حسین ۱۲۶
- تشیع کی وسعت میں انقلاب کربلا کا اثر ۱۲۸
- ب: عصر امام سجاد ۱۳۵
- شیعی قیام ۱۴۰
- مروانیوں کی حکومت کا استحکام ۱۴۳
- عباسیوں کی دعوت کا آغاز اور شیعیت کا فروغ ۱۴۶
- ج: تشیع عصر امام باقر و امام صادق میں ۱۴۹
- جعفریہ یونیورسٹی ۱۵۳
- شیعہ عباسیوں کے دور میں ۱۵۷
- عباسی خلفاء کی شیعہ رپروں پر کڑی نظر ۱۶۶
- عباسیوں کے زمانے میں شیعوں کی کثرت کے اسباب ۱۷۳
- (۱) ہاشمی اور علوی بنی امیہ کے زمانے میں ۱۷۴
- (۲) بنی امیہ کا خاتمہ اور عباسیوں کا آغاز ۱۷۶
- (۳) علویوں کی ہجرت ۱۷۷
- سادات کی ہجرت کے اسباب ۱۸۲
- (۱) علویوں کے قیام کی شکست ۱۸۲
- (۲) حکومتی دبائو کے عوامل ۱۸۳
- (۳) مناسب موقع کا فراہم ہونا ۱۸۳
- چوتھی فصل: شیعوں اور علویوں کا قیام ۱۸۵**
- بنی امیہ کے زمانے میں شیعوں اور علویوں کا قیام ۱۸۷
- الف: قیام زید ۱۸۹
- ب: قیام یحییٰ بن زید ۱۹۲
- عباسیوں کے زمانے میں شیعوں اور علویوں کا قیام ۱۹۴
- (۱) زیدیوں کا قیام ۱۹۵
- الف: قیام محمد نفس زکیہ ۱۹۸
- ب: قیام ابن طباطبائی حسنی ۱۹۹
- ج: قیام حسن بن زید حسنی (طبرستان کے علوی حضرات) ۲۰۰
- د: قیام یحییٰ بن حسین (یمن کے زیدی) ۲۰۳
- (۲) پراگندہ قیام ۲۰۳
- الف: قیام شہید فخر ۲۰۴
- ب: قیام محمد بن قاسم ۲۰۵
- ج: قیام یحییٰ بن عمر طالبی ۲۰۷
- قیام و انقلاب کے شکست کے اسباب ۲۰۸
- پانچویں فصل: جغرافیائی اعتبار سے تشیع کی وسعت ۲۱۱**
- شیعہ اجتماعی مراکز ۲۱۶
- الف: پہلی صدی ہجری میں شیعہ نشین علاقے ۲۱۷
- مدینہ ۲۱۷
- یمن ۲۲۰

کوفہ ۲۲۵
بصرہ ۲۳۱
مدائن ۲۳۶
جبل عامل ۲۳۵
ب: دوسری صدی ہجری میں شیعہ نشین علاقے ۲۳۶
خراسان ۲۳۸
قم ۲۴۰
بغداد ۲۴۱
ج: تیسری صدی ہجری میں شیعہ نشین علاقے ۲۴۲
قبائل کے درمیان تشیع ۲۴۵

چھٹی فصل: تشیع کے اندر مختلف فرقے ۲۵۷
شیعہ فرقوں کے وجود میں آنے کے اسباب ۲۶۹
(۱) اختناق (گھٹن، اضطراب) ۲۷۱
(۲) تقیہ ۲۷۳
(۳) ریاست طلبی و حب دنیا ۲۷۶
(۴) ضعیف النفس افراد کا وجود ۲۷۸
غالیوں کے خلاف ائمہ کا مبارزہ ۲۸۰

ساتویں فصل: شیعوں کی علمی میراث ۲۸۳

علم حدیث ۲۹۰
پہلا طبقہ ۲۹۰
دوسرا طبقہ ۲۹۱
تیسرا طبقہ ۲۹۲
چوتھا طبقہ ۲۹۲
علم فقہ ۲۹۳
عصر صحابہ و تابعین میں فقہ کی موقعیت و وضعیت ۲۹۴
شیعوں کے درمیان فقہ کی وضعیت و حیثیت ۲۹۵
آغاز اجتہاد ۲۹۷
فقہاء اصحاب ائمہ ۲۹۸
پہلا طبقہ ۲۹۸
دوسرا طبقہ ۲۹۸
تیسرا طبقہ ۲۹۹
علم کلام ۳۰۹

آٹھویں فصل: شیعیت کے فروغ میں شیعہ شاعروں کا کردار ۳۰۰

شیعہ شعراء اور اشعار کی اہمیت ۳۰۹
غیبت صغریٰ تک کے شیعہ شعراء ۳۱۴
پرستہ شیعہ شعراء ۳۱۶
شیعوں کے ممتاز اور نمائندہ شعراء ۳۲۰
شیعہ شعراء کا میدان ۳۲۲
(۱) غاصبین حقوق اہل بیت کے مقابلہ میں احتجاج ۳۲۲
(۲) شیعہ شعراء کا بنی امیہ اور بنی عباس کے شعراء سے مقابلہ ۳۲۸

(۳) مرثیہ گوئی ۳۳۴

الف: امام حسین اور شہدائے کربلا کا مرثیہ ۳۳۵

ب: اولاد رسولؐ اور دیگر تمام شہداء کے لئے مرثیہ ۳۴۳

(۴) خاندان پیغمبرؐ کے فضائل و مناقب ۳۴۶

(۵) خاندان پیغمبرؐ کے دشمنوں کی بجو ۳۵۰

نام کتاب: تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغری تک

تالیف : غلام حسن محرمی

ترجمہ : سید نسیم رضا آصف

تصحیح : فیروز حیدر فیضی

نظر ثانی: مرغوب عالم عسکری (سمندپوری)

پیشکش: معاونت فرہنگی، ادارہ ترجمہ

ناشر: مجمع جهانی اہل بیت (ع)

طبع اول: ۱۴۲۹ھ - ۲۰۰۸ء

تعداد : ۳۰۰۰ پ

مطبع : لیلیٰ

ISBN:978-964-529-330-5

info@ahl-ul-bay.org www.ahl-ul-bayt.org

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتیٰ ننھے ننھے بودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کر لیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پر نور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمہ حق و حقیقت سے سیراب کر دیا، آپ کے تمام الہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمران ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب عقل و آگہی سے رو برو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کر لیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرانبھا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے

سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنہوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشت پناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھیں اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامران زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین وبے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچانے گا وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کے پیروں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی پیدا کرنے کو وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال کے ساتھ دنیا تک پہنچائی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خون خواروننیز نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔ ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علامہ "غلام حسن محرمی" کی گرانقدر کتاب "تاریخ تشیع (ابتدا سے غیبت صغریٰ تک)" کو فاضل جلیل مولانا سید نسیم رضا آصف زیدی نے اردو زبان میں اپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام
مدیر امور ثقافت،
مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

پہلی فصل

منابع پر ایک سرسری نظر

ہم اس کتاب میں وہ تمام چیزیں جو تاریخ تشیع سے مربوط ہیں ان پر تمام جوانب سے تحقیق و جستجو نہیں کریں گے بلکہ اہم ترین منابع و مآخذ کی طرف اشارہ کریں گے، تاریخی کتابیں یا وہ کتابیں جو معصومین کی زندگی کے بارے میں لکھی گئی ہیں کتب احادیث، رجال و غیرہ بھی جو شیعہ تاریخ سے مربوط ہیں، ان کا مختصر طور سے خلاصہ بھی پیش کریں گے، اس وجہ سے شیعہ تاریخ کے منابع کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے :

(۱) خصوصی منابع

(۲) عمومی منابع

ہم عمومی منابع کو بعد میں بیان کریں گے -

خصوصی منابع

(۱) مقاتل الطالبین

شیعہ تاریخ کے حوالے سے ایک بہترین منبع کتاب مقاتل الطالبین ہے، اس کتاب کے مؤلف ابو الفرج علی ابن حسین اصفہانی ہیں جو ۲۸۴ھ میں اصفہان میں پیدا ہوئے اور بغداد میں پروان چڑھے، آپ نے بغداد کے بزرگ علماء سے علم حاصل کیا، آپ کا سلسلہ نسب بنی امیہ تک پہنچتا ہے لیکن آپ کا مذہب علوی ہے۔ اس کتاب کا موضوع جیسا کہ خود اس کتاب کے نام سے واضح اور روشن ہے ان طالبین کے بارے میں ہے جو ظالموناور ستمگاروں کے ہاتھوں قتل ہوئے جیسا کہ مؤلف فرماتے ہیں:

انشاء اللہ ہم اس کتاب میں خدائے متعال کی مدد سے ابوطالب کی وہ اولاد جو زما نہ رسولؐ سے لے کر اس وقت تک (جس دن یہ کتاب لکھی شروع کی ہے یعنی جمادی الاول ۳۱۳ھ میں لکھی گئی ہے) قتل اور شہید ہوئے ہینا س مینمختصراً ذکر کیا ہے کہ کون زبر سے شہید ہوا، کون وقت کے بادشاہوں کے ظلم سے مخفی و روپوش ہو گیا اور پھر وہیں انتقال کیا اور کن لوگوں نے زندان میں انتقال فرمایا وغیرہ اور ان تمام چیزوں کے ذکر کرنے میں ترتیب کی رعایت کی ہے نہ کہ ان کے فضل کی (۱)

یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ زمانہ رسول اللہؐ سے بنی عباس کی تشکیل حکومت تک اور دوسرا حصہ عباسیوں کے زمانہ سے مربوط ہے -

اگرچہ اس کتاب میں ابوطالب کے شہداء کی تحقیق اور چہان بین کی گئی ہے لیکن اس اعتبار سے کہ اماموں، رببروں اور علوی شہیدوں کے ماننے والوں کے حالات بھی معرض تحریر میں آگئے ہیں اور کتاب کے کسی حصہ سے بھی آپ تاریخ شیعہ کا استخراج کر سکتے ہیں کتاب تشیع کی سیاسی تاریخ سے مربوط ہے اس لئے اس میں تاریخ شیعہ پر تمام جوانب سے کم بحث کی گئی ہے -

.....

(۱) ابولفرج اصفہانی، مقدمہ کتاب مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، طبع دوم ۱۴۱۶ھ، ص ۲۴

(۲) الدرجات الرفیعیہ فی طبقات الشیعہ

اس کتاب کے مؤلف سید علی خان شیرازی ہیں جو ۱۰۵۲ھ مدینہ میں پیدا ہوئے اور وہیں آپ نے علم حاصل کیا، ۱۰۶۸ھ میں حیدرآباد ہندوستان ہجرت کر گئے، ۴۸ سال وہیں قیام کیا اور وہیں سے امام رضا کے زیارت کے لئے ایران کا سفر کیا، ۱۱۱۷ھ میں شاہ سلطان حسین صفوی کے زمانہ میں اصفہان تشریف لے گئے دو سال اسی شہر میں قیام کیا اور دو سال کے بعد شیراز تشریف لے گئے اور اس شہر کی علمی و دینی زعامت کو اپنے ذمہ لیا (۱)

کتاب الدرجات الرفیعیہ فی طبقات الشیعہ اس بلند مرتبہ شیعہ دانشور کی تالیفات میں سے ایک ہے اگرچہ اس کتاب کا

موضوع شیعوں کے حالات کی وضاحت اور ان کی تاریخ ہے نہ کہ تاریخ تشیع، لیکن اس سے تشیع کی عام تاریخ کے بارے میں دو دلیلوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے ایک تو یہ کہ مختلف زمانوں میں شیعوں کے حالات کی چھان بین، دوسرے یہ کہ خود مؤلف کتاب نے مقدمہ میں اختصار کے ساتھ شیعہ تاریخ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ خصوصاً بنی امیہ کے سخت دور کا ذکر کیا ہے، آپ نے کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے، خدا تم پر رحمت نازل کرے تم یہ جان لو کہ امیر المومنین اور تمام ائمہ کے شیعہ ہر زمانے میں حاکموں کے ڈر سے خفیہ زندگی بسر کرتے تھے اور بادشاہ وقت کی نگاہ سے دور رہتے تھے۔ (۲)

اس کے بعد معاویہ کے استبدادی زمانے سے لے کر عباسیوں کے دور تک کو بیان کیا ہے، یہ کتاب جیسا کہ مؤلف نے مقدمہ میں ذکر کیا ہے بارہ طبقات پر مشتمل ہے یعنی شیعوں کو بارہ طبقوں میں تقسیم کرنے کے بعد ان کی تحقیق اور چھان بین کی ہے جو اس طرح سے ہے۔

.....

- (۱) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، طبع دوم، ۱۶، ۱۷ بجری، ص ۲۴۔
 (۲) الشیرازی، سید علی خان، الدرجات الرفیعة فی طبقات الشیعة، مؤسسة الوفا، بیروت ص ۳، ۴۔

(۱) صحابہ

(۲) تابعین

(۳) وہ محدثین جنہوں نے ائمہ طاہرین علیہم السلام سے حدیثیں نقل کی ہیں

(۴) علماء دین

(۵) حکماء اور متکلمین

(۶) عرب علمائے

(۷) صوفی سردار

(۸) بادشاہ اور سلاطین

(۹) روسا

(۱۰) وزرائے

(۱۱) شعرائے

(۱۲) خواتین

اس قیمتی کتاب سے اس وقت جو ہماری دسترس میں ہے وہ مذکورہ مطالب پر مشتمل ہے پہلا طبقہ یعنی صحابہ کا حصہ بطور کامل۔ چوتھا طبقہ یعنی علماء کے باب کا کچھ حصہ، گیارہواں طبقہ یعنی شعراء کے باب سے بہت تھوڑا۔ یہ کتاب صحابہ کے درمیان تشیع کے موضوع پر ایک اہم اور بہترین کتاب ہے نیز اس سلسلے میں جامعیت رکھتی ہے، اس کتاب کے مؤلف نے شیعہ رجال اور علماء کے نظریات کو شیعہ صحابہ کے بارے میں جمع کیا ہے لیکن اس کے باوجود ان کے بارے میں اظہار نظر نیز تحقیق و تجزیہ بہت کم کیا ہے۔

(۳) اعیان الشیعة

اس بے نظیر اور قیمتی کتاب کے مؤلف شیعوں کے عظیم محقق اور عالم دین مرحوم سید محسن امین ہیں، کتاب اعیان الشیعة خود ہی جیسا کہ اس کے نام سے معلوم ہے ایک ایسی کتاب ہے جو بزرگان شیعہ کے حالات اور ان کے زندگی نام کو بیان کرتی ہے، اس کتاب میں تین مقدمے ہیں جن میں سے پہلے مقدمہ میں مصنف کی روش کو بیان کیا گیا ہے اس مقدمہ کے شروع میں آیا ہے: "فی ذکر طریقتنا فی هذا الكتاب وهي امور..." یعنی اس کتاب میں ہماری روش کے ذکر کے متعلق جس میں یہ چند امور ہیں... پھر چودہ حصوں میں اپنی روش کی تفصیل بیان کی ہے لیکن دوسرا مقدمہ شیعوں کی عمومی تاریخ کے بارے میں ہے جو بارہ ابحاث پر مشتمل ہے اور تیسرا مقدمہ کتاب کے منابع و مصادر کے بارے میں ہے: پہلی بحث: شیعیت کا مفہوم اور اس کے معنی: تمام شیعہ اصطلاحات، شیعہ فرقوں کے بارے میں اہل سنت مصنفین کے نظریات اور تنقید۔

دوسری بحث: شیعیت کی ابتدا اور اس کا فروغ پانا، شیعہ صحابہ، شیعوں کی کثرت تیسری بحث: بعض مظالم کی طرف اشارہ ہے جو اہل بیت اور ان کے شیعوں پر ہوئے ہیں۔

چوتھی بحث: شیعان اہل بیت سے غیر منصفانہ برتاؤ -

پانچویں بحث: اہل بیت پر مسلسل حملے -

چھٹی بحث: شیعوں پر بہت زیادہ بہتان و افترا پردازی اور شیعہ اثنا عشری عقائد کا خلاصہ۔

ساتویں بحث: اسلامی ممالک میں تشیع کے پھیلنے کے اسباب -

آٹھویں بحث: اہل بیت کی فضیلت اور اسلام کے لئے ان کی خدمات -

نویں بحث: شیعہ امامیہ کے عقائد -

دسویں بحث: شیعہ ادبا، علما، شعراء اور مؤلفین اور ان کی کتابوں کے بارے میں -

گیارہویں بحث: وزرا، امرا، قضات اور نقیبان شیعہ کے بارے میں -

بارہویں بحث: شیعہ نشین شہروں کا ذکر - (۱)

کتاب اعیان الشیعہ کی ارزش و اہمیت ہمارے بیان سے باہر ہے اس لئے کہ یہ کتاب تاریخی معلومات اور معارف کا ایک ایسا دریا ہے جس کی گہرائی تک ہم نہیں پہنچ سکتے اور نہ ہی پوری طرح سے اس پر مسلط ہوسکتے ہیں کہ جس سے اس کا اندازہ لگائیں اور اس کے بررسی کرینگے کہ اپنی توانائی کے مطابق اس سے استفادہ کریں، قلم کی فصاحت و بلاغت، مطالب کی گہرائی، مباحث کا نفوذ، عناوین کی تقسیم بندی اور منطقی ترتیب جیسے پہلو اس کتاب کے خاص امتیازات ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں تنقیدی اعتبار سے ایک جزئی اشارہ کیا جاسکتا ہے جیسے

.....

(۱) سید محسن امین، اعیان الشیعہ، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۲۰۹، ۱۸۰۔

شیعہ کے دوسرے ناموں کی بحث بہت مختصر کی گئی ہے اور صرف امامیہ، متاولہ، قزلباش، رافضیہ، جعفریہ اور خاصہ

جیسے بی کے ناموں کو شمار کیا گیا ہے (۱) جبکہ جو نام شیعوں پر صادق آتے ہیں وہ اس سے کہیں زیادہ ہیں فقط پہلی

صدی میں علوی، ترابی، حسینی وغیرہ نام شیعوں کے بارے میں بیان ہوئے ہیں۔

دوسرا اعتراض جو اس کتاب پر ہو سکتا ہے وہ معنای شیعیت اور اس کے حدود کے بارے میں ہے، بعض ایسے اشخاص کو

مؤلف نے شیعہ شمار کیا ہے جن کو خود شیعہ علمائے رجال شیعہ نہیں جانتے، اس لئے کہ اگرچہ یہ لوگ سیاسی اعتبار

سے شیعہ تھے لیکن اعتقادی اعتبار سے شیعہ نہیں تھے یعنی سی اسی کشمکش میں اہل بیت کے طرفدار تھے لیکن عقائد

کے لحاظ سے اہل بیت کے سرچشمہ سے استفادہ نہیں کرتے تھے۔

تیسرا اعتراض یہ کہ ایک فصل کو اس بحث سے مخصوص کرنا چاہیے تھا اور کتاب کے شروع میں کہنا چاہیے تھا کہ

شیعوں سے مراد کون لوگ ہیں۔

(۴) تاریخ الشیعہ

کتاب تاریخ شیعہ کے مؤلف علامہ بزرگ مرحوم شیخ محمد حسین مظفر ہیں یہ کتاب تاریخ تشیع کا ایک اہم ماخذ و منبع ہے

یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے اور استاد ڈاکٹر سید محمد باقر حجتی صاحب کے توسط سے فارسی میں بھی اس کا

ترجمہ ہو چکا ہے۔

مرحوم مظفر نے تاریخ شیعہ کو دور پیغمبرؐ سے لے کر اپنے زمانے تک مورد بحث قرار دیا

.....

(۱) اعیان الشیعہ، سید محسن امین، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۲۱، ۲۰۔

ہے جو بیاسی عناوین پر مشتمل ہے بطور کلی اس کتاب کے عناوین کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(۱) تشیع کی وسعت کے زمانے

(۲) شیعہ نشین علاقے

(۳) شیعہ حکومتیں

مرحوم مظفر جو ایک عظیم مصنف، عالم، ماہر صاحب قلم اور انشاء پردازی میں بھرپور تجربہ رکھتے تھے جن کے قلم

میں روانی اور طرز تحریر کی خوبی کے علاوہ قادر الکلامی اور استحکام بھی پایا جاتا ہے۔ کتاب تاریخ شیعہ کی ایک

خوبی اور امتیاز یہ بھی ہے کہ روئے زمین پر ہر زمانہ میں شیعوں کے پائے جانے کے بارے میں تحقیق کی گئی ہے۔ یہ کتاب تاریخ تشیع پر تحقیق کرنے والوں کے لئے ہر زمانہ میں ایک اہم ترین ماخذ و منبع ہوسکتی ہے، تاریخ شیعہ دوسری تمام کتابوں پر امتیاز رکھتی ہے لیکن اختصار کی وجہ سے حق مطالب کو ادا نہیں کیا گیا ہے، ہاں بعض موارد جیسے، شیعہ، کے مفہوم اور اس کے نام کو اہلبیت کے دوستوں سے مختص ہونے کا زمانہ، آغاز تشیع اور شیعیت کا فروغ پانا کہ جس کا تعلق اس شیعیت سے ہے، ان سب کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔ مرحوم مظفر مقدمہ کتاب میں تحریر کرتے ہیں:

مینکسی چیز کا طالب نہیں ہوں مگر یہ کہ لوگ اس بات کو جان لیں کہ تشیع کا سلسلہ رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے شروع ہوا ہے ایرانی اور ابن سبا کی تائیس میں کوئی دخالت نہیں رکھتے ہیں۔ دوسرا اعتراض جو اس کتاب کے بارے میں ہے وہ یہ ہے کہ یہ کتاب تحقیقی نہیں ہے مؤلف محترم نے اختصار کی وجہ سے دوسروں کے نظریوں، آرا کو نقل نہیں کیا ہے اور تنقید بھی نہیں کی ہے۔

مناسب تھا کہ اس کتاب کا ایک حصہ جو اسلامی حکومت کے بارے میں تھا اسے مکمل کیا جاتا اس لئے کہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ اور ان تحولات و تغیرات کے پیش نظر گئی جو شیعہ حکومتوں کو درپیش تھے مورد بحث قرار دئے گئے بینا اور ان میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں لیکن مترجم محترم نے بعض نئی حکومتوں کا ذکر نہیں کیا ہے اور مزید مطالعہ کی زحمت گوارا نہیں کی ہے، نتیجہ میں اسی شکل میں ترجمہ کر دیا ہے بلکہ بعض شیعہ حکومتوں کی بحث سے کہنگی اور قدامت کی بو آتی ہے۔

(۵) شیعہ در تاریخ

کتاب شیعہ در تاریخ، جو محمد حسین زین عاملی کی تالیف ہے اور محمد رضا عطائی نے اس کتاب کا فارسی ترجمہ کیا ہے، یہ کتاب آستانہ قدس رضوی کے توسط سے چھپی ہے شیعہ تاریخ کے بارے میں لکھی جانی والی کتابوں کے لئے یہ ایک اہم منبع و ماخذ ہے، یہ کتاب پانچ فصلوں اور ایک خاتمہ پر مرتب ہوئی ہے:

پہلی فصل: شیعہ عقائد کا مختصر خاکہ اس کے معنی اور مفہوم نیز سابقہ شیعیت کے بیان میں ہے۔

دوسری فصل: شیعوں سے وجود میں آنے والے گروہ اور فرقوں کے بیان میں ہے۔

تیسری فصل: پیغمبرؐ کے بعد سے امام حسین کی شہادت تک کی تاریخ اور اس پر تجزیہ و تبصرہ کے علاوہ اس دوران جو حادثات و واقعات واقع ہوئے ہیں ان کا بیان ہے۔

چوتھی فصل: اموی اور عباسی خلفاء کے زمانے میں شیعوں کا اپنے موقف پر قائم رہنا سے مربوط ہے۔

پانچویں فصل: غلو اور غالیوں سے شیعوں کا اظہار بیزاری کرنا۔

"شیعہ در تاریخ" شیعوں کے اندرونی فرقوں کے بارے میں ایک اچھا منبع و ماخذ ہے بالخصوص شیعوں کے فرقوں کے وجود میں آنے کے علل و اسباب کو بیان کیا گیا ہے اور اچھا تجزیہ و تبصرہ کیا ہے۔

یہ کتاب تاریخ تشیع کے عنوان سے بہت زیادہ جامع نہیں ہے کیونکہ کہیں کہیں ایسی بحثیں جو بیان ہوئی ہیں جو تاریخ تشیع کے دائرے سے خارج ہیں، جیسے وہ بحثیں تاریخ خلافت اور خوارج کے بارے میں پیش کی گئی ہیں وہ تاریخ تشیع سے بالکل خارج ہیں۔

(۶) جہاد الشیعہ

تاریخ شیعہ کے منابع میں سے ایک کتاب جہاد شیعہ ہے اگرچہ اس کی اصلی بحثیں شیعہ اور شیعہ فوجیوں کے جہاد و انقلاب کے بارے میں ہیں، اس کتاب کی مؤلفہ محترمہ ڈاکٹر سمیرہ مختار لیثی (استادہ دین شمس یونیورسٹی، مصر) ہیں کتاب جہاد شیعہ دار الحیلم مطبع بیروت و زیری سائز میں بصورت مجلد ۱۳۹۶ھ میں شائع ہوئی جو ۴۲۴ صفحات پر مشتمل ہے، یہ کتاب مقدمہ کے بعد پانچ ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے، اس کتاب کا موضوع جہاد شیعہ ہے کہ اس کتاب میں تقریباً دوسری صدی ہجری کے آخر تک کے حالات کو مورد بحث و بررسی قرار دیا گیا ہے، یہ عبارت دیگر: اس کتاب کی مؤلفہ ایک طرف عباسیوں کے خلاف شیعوں کی فوجی تحریک اور جہاد، نیز علویوں کے قیام اور ان کی شکست کے اسباب کو بیان کرتی ہیں، شیعہ فرقوں، ان کی تحریکیں، ان کے اجتماعی اور سیاسی موقف کو جو اس زمانہ میں موجود تھے بیان کرتی ہیں دوسری طرف خلفاء کی سیاست جو ائمہ اطہار علیہم السلام اور شیعوں کے بارے میں تھی اس پر بھی انہوں نے روشنی ڈالی ہے۔ عام شیعہ تاریخ کے مباحث پہلے باب کے ایک حصہ میں بیان کئے ہیں جیسے: شیعہ در لغت، مفہیم شیعہ شیعوں کے وجود میں آنے کی تاریخ، امام حسین کے جہاد کا اثر، عراق میں شیعوں کا جہاد، شیعہ کیسانہ کا وجود، شیعہ امامیہ کے

فرقے نیز تحقق شیعیت اور تاریخ شیعہ کے بارے میں مختلف نظریوں کو بیان کیا ہے۔ تنہا ایک اعتراض جو اس کتاب پر وارد ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ائمہ اطہار علیہم السلام کے سیاسی نظریات کو اپنے لحاظ سے بیان کیا ہے چونکہ وہ شیعہ نہیں تھے اسی وجہ سے وہ ائمہ کے سیاسی تفکر کے اصول کو نہیں سمجھ سکیں اور اسی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کے بعد وہ امامت کے مبنی اور اصول کور وحانی و علمی امامت بتاتی ہیں وہ ان (بقیہ نو ائمہ) کی روش کو امیرالمومنین، امام حسن اور امام حسین کی روش سے جدا جانتی ہیں۔ (۱)

.....

(۱) مختار لیشی، سمیرہ، جہاد شیعہ، دارالجلیل، بیروت، ۱۳۹۶ھ ص ۳۶۔

(۷) ایران میں تاریخ تشیع اپنے آغاز سے ساتویں صدی ہجری تک

اس کتاب کے لکھنے والے جناب رسول جعفریان، حوزہ علمیہ قم کے ایک بزرگ محقق ہیں، یہ کتاب اپنی صنف میں محققاً نہ و بے نظیر ہے مؤلف مذکور کی بہت سی تالیفات میں ایک بہترین تالیف ہے نیز تاریخ تشیع پر تحقیق کے لئے بہترین منابع میں سے ایک ہے، یہ کتاب تاریخ کی معلومات کے حوالہ سے نہایت قیمتی ہے کہ تاریخ تشیع میں کوئی بھی محقق اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہو سکتا، اس کتاب کی خوبیوں میں سے ایک خوبی اس کے متن کی بے نیازی ہے اگر کوئی نقص اس میں پایا بھی جاتا ہے تو اس کی شکل و صورت کے اعتبار سے بے مثلاً جو شیعہ ہیں وہ فنی اعتبار سے اعلیٰ اور معیاری نہیں ہیں، دوسرے یہ کہ بعض مطالب جیسے منابع پر تنقید و تبصرہ خود مطالب کے درمیان ذکر کیا گیا ہے جو پڑھنے والوں کے لئے دشواری کا سبب ہوا ہے بہتر یہ تھا کہ ان مطالب کو علیحدہ اسی عنوان سے لکھا جاتا یا کم از کم حاشیہ میں جدا گانہ لکھا جاتا تا کہ اصل کتاب کا امتیاز اپنی جگہ باقی رہتا۔

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

عمومی منابع:

تاریخ تشیع کے بارے میں بعض خصوصی کتابوں کی مختصر تحقیق کے بعد تاریخ کے عمومی منابع سے متعلق ہم تحقیق کریں گے، موضوع کی حیثیت سے عمومی منابع اس طرح ہیں۔

(۱) تاریخ عمومی

(۲) ائمہ کی زندگی

(۳) کتب فتن و حرور

(۴) کتب رجال و طبقات

(۵) کتب جغرافیہ

(۶) کتب اخبار

(۷) کتب نسب

(۸) کتب حدیث

(۹) کتب ملل و نحل

(۱) تاریخ عمومی

اس کتاب میں تاریخ تشیع کی تحقیق زیادہ تر ان کتابوں سے کی گئی ہے جو پہلی صدی ہجری یا تاریخ خلفاء یا اس جیسے

دور میں لکھی گئی ہیں، جیسے تاریخ یعقوبی، مروج الذهب، تاریخ طبری، الكامل فی التاریخ، الامامة والسياسة، العبر، تاریخ خلفاء، شرح نهج البلاغه ابن ابی الحدید، حتیٰ وہ تحقیقی اور تاریخی کتابیں جو معاصرین نے لکھی ہیں، تاریخ کی عمومی کتابوں میں سے زیادہ جس سے فائدہ اٹھا یا گیا ہے وہ تاریخ یعقوبی اور مروج الذهب ہے، ان دو کتابوں میں تقریباً طرف ہو کر تاریخی حوادث اور واقعات کو لکھا گیا ہے اور اس میں حقیقت پوشی سے کام نہیں لیا گیا ہے، یعقوبی نے اصحاب پیغمبر کی ابو بکر کی خلافت سے مخالفت کو تفصیل سے بیان کیا ہے (۱) نیز پیغمبرؐ کی رحلت کے بعد جو گروہ بندیوں ہوئیں انہیں بھی بیان کیا ہے، وہ ان واقعات اور حوادث کو ذکر کرتے ہیں جو تاریخ شیعہ

.....

(۱) ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج: ۲، ص ۱۲۳ تا ۱۲۶.

سے مربوط ہیں جیسے حکومت امیر المومنین (۱)، صلح امام حسن (۲)، شہادت حجر بن عدی (۳)، شہادت عمرو بن حمق (۴) اور شہادت امام حسین (۵) کو اپنی قدرت و توانائی کے مطابق بیان کیا ہے اور اس نے حق مطلب کو تقریباً ادا کیا ہے۔ مسعودی ایسے مؤرخ ہیں جنہوں نے کتاب مروج الذهب اور التنبیہ والاشراف میں حقیقت کو چھپانے میں تعمد سے کام نہیں لیا ہے، نیز کتاب مروج الذهب اور التنبیہ والاشراف میں سقیفہ کا خلاصہ بیان کیا ہے، اصحاب کے درمیان اختلاف اور بنی ہاشم کا ابو بکر کی بیعت نہ کرنے کو ذکر کیا ہے (۶) مسعودی نے اس کتاب میں دوسری جگہ قضیہ فدک کو تحریر کیا ہے، (۷) جو بھی واقعات امیر المومنین اور شہادت امام حسین کے دوران وجود میں آئے ہیں ان کو تفصیل سے بیان کیا ہے (۸) اس کے علاوہ مروج الذهب میں

.....

(۱) ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۳، ص ۱۷۹، ۱۷۸.

(۲) گزشتہ حوالہ، ص ۲۱۵، ۲۱۴.

(۳) گزشتہ حوالہ، ص ۲۳۱، ۲۳۰.

(۴) گزشتہ حوالہ، ص ۲۳۲، ۲۳۱.

(۵) گزشتہ حوالہ، ص ۲۴۶، ۲۴۳.

(۶) مسعودی علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۱۱ھ، ج ۲، ص ۳۱۶، التنبیہ والاشراف دار الصاوی للطبع والنشر والتالیف، قاہرہ، (بغیر تاریخ کے) ص ۴۲

(۷) مروج الذهب، ج ۳، ص ۲۶۲.

(۸) گزشتہ حوالہ، ج ۲، ص ۲۴۶ تا ۲۶۶.

جگہ جگہ شیعوں کے نام ان کے قبیلوں اور دشمنان اہل بیت کے ناموں کو ذکر کیا ہے، اسی طرح ائمہ اطہار علیہم السلام کی وفات کے تمام سال کو ان کی مختصر حیات طیبہ کے ساتھ بیان کیا ہے خصوصی طور سے دوسری صدی ہجری میں غلوؤں کے قیام کی بطور مفصل وضاحت کی ہے۔ (۱)

(۲) ائمہ علیہم السلام کی زندگانی

ائمہ علیہم السلام کی زندگی سے مربوط جو کتابیں ہیں ان میں شیخ مفید کی کتاب الارشاد، ابن جوزی کی تذکرۃ الخواص کی بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔

کتاب الارشاد مہم ترین شیعوں کا پہلا مآخذ ہے جس میں بارہ اماموں کی زندگی موجود ہے اس اعتبار سے کہ امیر المومنین کی زندگی کا بعض حصہ رسول اسلامؐ کے زمانہ میں تھا، پیغمبرؐ کی سیرت کو بھی اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے خصوصاً حضرت کی جنگیں، جنگ تبوک کے علاوہ حضرت علیؑ تمام جنگوں میں موجود تھے، اس کتاب کے بارے میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ تاریخ تشیع اور امام معصوم کی زندگی کی تاریخ کے بارے میں کوئی بھی محقق اس کتاب سے بے نیاز نہیں ہے۔

(۳) کتب فتن و حروب

یہ کتاب ان جنگوں کے بیان سے مخصوص ہے جو مسلمانوں کی تاریخ نگاری میں کافی

.....
(۱) مروج الذہب، ج ۲، ص ۳۲۴ - ۳۲۶ - ۳۵۸.

اہمیت کی حامل ہیں، ان میں سے قدیم ترین کتاب وقعةالصفین ہے جو نصرین مزاحم منقری (متوفی ۲۱۲ھ) کی تالیف ہے۔ جس میں صفین کے واقعہ میں اور جنگ کو بیان کیا گیا ہے، اس کتاب میں حضرت علی اور معاویہ کے درمیان مکاتبات اور حضرت کے خطبات اور مختلف تقریروں کے سلسلہ میں اہم اطلاعات موجود ہیں، اس کتاب کے مطالب کے درمیان مفید معلومات اصحاب پیغمبرؐ کے حضرت علی سے متعلق خیالات اور عرب کے مختلف قبائل کے درمیان تشیع کے نفوذ کی عکاسی پائی جاتی ہے۔

کتاب الغارات مؤلف ابراہیم ثقفی کوفی ۲۸۳ھ یہ کتاب بھی ایک اہم منابع مینسے ہے جو اسی سلسلے میں لکھی گئی ہے اس کتاب میں امیر المومنین کی خلافت کے زمانے کے حالات بیان کئے گئے ہیں، اس کتاب میں معاویہ کے کارندوں اور غارت گروں کے بارے میں کہ جو حضرت علی کی حکومت میں تھے تحقیق کی گئی ہے، اس کتاب سے امیر المومنین کے دور کے شیعوں کے حالات کو سمجھا جا سکتا ہے۔

الجمل یا نصرۃ الجمل شیخ مفید کی یہ کتاب ارزش مند منابع میں سے ایک ہے کہ جس میں جنگ جمل کے حالات کی تحقیق کی گئی ہے چونکہ یہ کتاب حضرت علی کی پہلی جنگ جو آپ کی خلافت کے زمانے میں واقع ہوئی ہے اس کے متعلق ہے لہذا اس بات کی نشان دہی کرتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا مرتبہ عراق کے لوگوں کے درمیان آپ کے وہاں جانے سے پہلے کیا تھا۔

(۴) کتب رجال و طبقات

علم رجال ان علوم میں سے ہے کہ جن کا ربط علم حدیث سے ہے اور اس علم کا استعمال احادیث کی سند سے مربوط ہے، اس علم کے ذریعہ راویان حدیث اور اصحاب پیغمبرؐ کے حالات زندگی کا پتہ چلتا ہے، رجال شیعہ میں اصحاب پیغمبرؐ کے علاوہ ائمہ معصومین کے اصحاب کو بھی مورد بحث قرار دیا گیا ہے، علم رجال شناسی دوسری صدی ہجری سے شروع ہو اور آج تک جاری ہے اور زمانہ گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تکامل و ترقی ہوتی جا رہی ہے، اہل سنت کی بعض معروف و معتبر کتابیں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، ابن عبدالبر قرطبی ۴۶۳ھ

(۲) اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، ابن اثیر جزری ۶۳۰ھ

(۳) تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۴۶۳ھ

(۴) الاصابہ فی معرفة الصحابہ، ابن حجر عسقلانی

اسی طرح شیعوں کی بھی اہم ترین کتابیں درج ذیل ہیں:

(۱) اختیار معرفة الرجال کشی، شیخ طوسی ۴۶۰ھ

(۲) رجال نجاشی (فہرست اسماء مصنفی الشیعة)

(۳) کتاب رجال یا فہرست شیخ طوسی

(۴) رجال برقی، احمد بن محمد بن خالد برقی ۲۸۰ھ

(۵) مشیخہ، شیخ صدوق ۳۸۱ھ

(۶) معالم العلماء، ابن شہر آشوب مازندرانی ۵۸۸ھ

(۷) رجال ابن دائود، تقی الدین حسن بن علی بن دائود حلی ۷۰۷ھ

البتہ شیعوں کے درمیان علم رجال نے زیادہ تکامل و ارتقاپیدا کیا ہے اور مختلف حصوں میں تقسیم ہوا ہے۔

بعض کتب رجال جیسے اسد الغابہ، فہرست شیخ، رجال نجاشی اور معالم العلماء کو حروف کی ترتیب کے لحاظ سے لکھا گیا ہے اور کچھ کتابیں جیسے رجال شیخ اور رجال برقی رسول اکرم اور ائمہ کے اصحاب کے طبقات حساب سے لکھی گئی ہیں، علم رجال پر اور بھی کتابیں ہیں جن میں لوگوں کو مختلف طبقات کی بنیاد پر پرکھا گیا ہے ان میں سے اہم کتاب طبقات ابن سعد ہے۔

(۵) کتب جغرافیہ

کچھ جغرافیائی کتابیں سفر ناموں سے متعلق ہیں، جن میں اکثر کتابیں تیسری صدی ہجری کے بعد لکھی گئی ہیں چونکہ اس کتاب میں تاریخ تشیع کی تحقیق شروع کی تین ہجری صدیوں میں ہوئی ہے، اس بنا پر ان سے بہت زیادہ استفادہ نہیں کیا گیا ہے، ہاں بعض جغرافیائی کتابیں جن میں سند کی شناخت کرائی گئی ہے اس تحقیق کے منابع میں سے ہیں، ان کتابوں میں معجم البلدان جامع ہونے کے اعتبار سے زیادہ مورد استفادہ قرار پائی ہے، اگرچہ مؤلف کتاب "یاقوت حموی" نے شیعوں کے متعلق تعصب سے کام لیا ہے اور کوفہ کے بڑے خاندان کا ذکر کرتے وقت کسی بھی شیعہ عالم اور بڑے شیعہ خاندانوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(۶) کتب اخبار

کتب اخبار سے مراد احادیث کی وہ کتابیں نہیں ہیں جن میں حلال و حرام سے گفتگو کی گئی ہے بلکہ ان سے مراد وہ قدیم ترین تاریخی کتابیں ہیں جو تاریخ کی تدوین کے عنوان سے اسلامی دور میں لکھی گئی ہیں کہ ان کتابوں میں تاریخی اخبار اور حوادث کو راویوں کے سلسلہ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، یعنی تاریخی اخبار کے ضبط و نقل میں اہل حدیث کا طرز اپنایا گیا ہے۔ اس طرح کی تاریخ نگاری کی چند خصوصیات ہیں، پہلی خصوصیت یہ کہ ایک واقعہ سے متعلق تمام اخبار کو دوسرے واقعہ سے الگ ذکر کیا جاتا ہے وہ تنہا طور پر مکمل ہے اور کسی دوسری خبر اور حادثہ سے ربط نہیں ہے، دوسری خصوصیت یہ کہ اس میں ادبی پہلوئوں کا لحاظ کیا گیا ہے یعنی مؤلف کبھی کبھی شعر، داستان مناظرے سے استفادہ کرتا ہے یہ خصوصیت خاص طور پر سے ان اخبار میں کے آثار میں زیادہ دیکھنے میں آتی ہے جو "ایام العرب" کی روایات سے متاثر تھے، اسی وجہ سے بعض محققین نے "خبر" کی تاریخ نگاری کو زمانہ جاہلیت کے واقعات کے اسلوب و انداز سے ماخوذ جانا ہے تیسری خصوصیت یہ کہ ان میں روایات کی سند کا ذکر ہوتا ہے۔

در حقیقت تاریخ نگاری کا یہ پہلا طرز خصوصاً اسلام کی پہلی دو صدیوں میں کہ جس میں اکثر تاریخ کے خام مواد مطالب کا پیش کرنا ہوتا تھا اسلامی دور کے مکتوب آثار کا ایک اہم حصہ رہا ہے۔ اسی طرح سے اخبار کی کتابوں کے درمیان کتاب الاخبار الموفقیات جو زبیر بن بکر کی تالیف کردہ ہے زیادہ اہمیت رکھتی ہے، اس کتاب کا لکھنے والا خاندان زبیر سے ہے کہ جس کی اہل بیت سے پرانی دشمنی تھی اس کے علاوہ اس کے، متوکل عباسی (جو امیر المومنین اور ان کی اولاد کا سخت ترین دشمن تھا) سے اچھے تعلقات تھے اور اس کے بچوں کا استاد بھی تھا۔ (۱) نیز اس کی جانب سے مکہ میں قاضی کے عہدے پر فائز تھا (۲) ان سب کے باوجود اس کتاب میں ابوبکر کی خلافت پر اصحاب پیغمبرؐ کے اعتراضات کے بارے میں نامعلوم ہیں خصوصاً اس میں ان کے وہ اشعار بھی نقل کئے گئے ہیں جو حضرت علی کی جانشینی اور وصایت پر دلالت کرتے ہیں۔

(۷) کتب نسب

نسب کی کتابوں میں انساب الاشراف بلاذری سب سے زیادہ قابل استفادہ قرار پائی ہے جو نسب کے سلسلہ میں سب سے بہترین ماخذ جانی جاتی ہے، دوسری طرف اس کتاب کو سوانح حیات کی کتابوں میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ علم نسب کے لحاظ سے کتاب جمہرة الانساب العرب جامع ترین کتاب ہے کہ جس میں مختصر وضاحت بھی بعض لوگوں کے بارے میں کی گئی ہے۔

کتاب منقلہ الطالبيين میں ذریت پیغمبرؐ اور سادات کی مہاجرت سے متعلق تحقیق کی گئی ہے، ان مطالب سے استفادہ کرتے ہوئے ابتدائی صدیوں میں اسلامی سرزمینوں پر تشیع سے متعلق تحقیق کی جا سکتی ہے۔

.....

(۱) خطیب بغدادی، الحافظ ابی بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، مطبعة السعادة، مصر، ۱۳۴۹ھ ج ۸، ص ۶۷

(۲) ابن ندیم، الفہرست، بیروت، (بی تا) ص ۱۶۰

(۸) کتب احادیث

تاریخ تشیع کے دوسرے منابع میں سے حدیث کی کتابیں ہیں عرف اہل سنت میں حدیث سے مراد قول، فعل اور تقریر رسولؐ ہے، لیکن شیعوں نے رسولؐ کے ساتھ ائمہ معصومین کو بھی شامل کیا ہے اور شیعہ رسول کے ساتھ ائمہ معصومین

کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حجت مانتے ہیں، اہل سنت کی کتابوں میں صحیح بخاری (۲۵۶-۱۹۴) مسند احمد بن حنبل (۲۴۱-۱۶۴) مستدرک علی الصحیحین حاکم نیشاپوری (ف ۴۵۰) صحابہ کے درمیان تشیع اور امیر المومنین کی حقانیت (جو تشیع کی بنیاد ہے) کی تحقیق کے لئے بہترین کتابیں ہیں۔

شیعہ حضرات کی حدیث کی کتابیں جیسے کتب اربعہ: الکافی کلینی (۳۲۹ھ)، من لا یحضرہ الفقیہ صدوق (ف ۳۸۱ھ) تہذیب الاحکام و استبصار شیخ طوسی (وفات ۳۶۰ھ) اور دوسری کتابیں جیسے امالی، غرر الفوائد درر القلائد سید مرتضیٰ (۴۳۶-۳۵۵) الاحتجاج طبرسی (چھٹی صدی) شیعہ احادیث کا عظیم دائرۃ المعارف (انسائیکلو پیڈیا) بحار الانوار مجلسی (۱۱۱۱ھ) وغیرہ کہ جو اہل سنت کی کتابوں پر امتیازی حیثیت رکھتی ہیں، اس کے علاوہ شیعوں کے فروغ، ان کے رہائشی علاقے، ان کے اجتماعی روابط اور ائمہ معصومین کے ساتھ انکے ارتباط کے طریقہ کار کا اندازہ ان کی حدیثوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

(۹) کتب ملل و نحل

اس سلسلہ میں اہم ترین ماخذ شہرستانی (۴۷۹-۵۴۸) کی کتاب ملل و نحل ہے، یہ کتاب جامعیت اور ماخذ کے قدیم ہونے کے اعتبار سے بہترین منابع میں شمار ہوتی ہے بلکہ یہ کتاب محققین اور دانشمندیوں کے لئے مرجع ہے اگرچہ مؤلف نے مطالب کو بیان کی میں تعصب سے کام لیا ہے، اس نے کتاب کے مقدمہ میں ۷۳ فرقہ والی حدیث کا ذکر کیا ہے اور اہل سنت کو فرقہ ناجیہ قرار دیا ہے حتی الامکان شیعہ فرقوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ثابت کرے کہ شیعہ فرقوں کی کثرت شیعوں کے بطلان پر دلیل ہے، شہرستانی نے مختاریہ، باقریہ، جعفریہ، مفضلہ، نعمانیہ، ہشامیہ، یونسیہ جیسے فرقوں کو بھی شیعہ فرقوں میں شمار کیا ہے جب کہ ان فرقوں کا خارج میں کوئی وجود ہی نہیں ہے، جیسا کہ مقریزی نے اپنی کتاب خطط میں کہا ہے کہ شیعہ فرقوں کی تعداد تین سو ہے لیکن ان کو بیان کرتے وقت بیس سے زیادہ فرقہ نہ بنیایں کر سکا۔

ملل و نحل کی جملہ قدیم ترین اور اہم ترین، اشعری قمی کی مقالات والفرق اور نو بختی کی فرق الشیعہ ہے۔ اشعری قمی اور نو بختی کا شمار شیعہ علماء اور دانشوروں میں ہوتا ہے جن کا زمانہ تیسری صدی ہجری کا نصف دوم ہے۔ کتاب "المقالات والفرق" معلومات کے لحاظ سے کافی وسیع ہے اور جامعیت رکھتی ہے لیکن اس کے مطالب پر آگندہ ہیں اور مناسب ترتیب کی حامل نہیں ہے۔ بعض محققین کی نظر میں نو بختی کی کتاب فرق الشیعہ حقیقت میں کتاب المقالات والفرق ہی ہے۔

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

دوسری فصل

شیعوں کے آغاز کی کیفیت

شیعہ: لغت اور قرآن میں

- (۱) لفظ شیعہ لغت میں مادہ شیع سے ہے جس کے معنی پیچھے پیچھے چلنے اور کامیابی اور شجاعت کے ہیں۔ (۱)
- اسی طرح اکثر لفظ شیعہ کا اطلاق حضرت علی کی پیروی کرنے والوں اور ان کے دوستوں پر ہوتا ہے۔ (۲)
- جیسا کہ ازہری نے کہا ہے: شیعہ یعنی وہ گروہ جو عترت اور خاندان رسول کو دوست رکھتا ہے۔ (۳)
- ابن خلدون نے کہا ہے: لغت میں شیعہ دوست اور پیروکار کو کہتے ہیں، لیکن فقہاء اور

(۱) اس شعر کی طرح:

والخزرجی قلبہ مشیع
لیس من الامر الجلیل یفزح

ترجمہ: خزرجی لوگ شجاع اور بہادر ہیں اور بڑے سے بڑا کام انجام دینے سے بھی نہیں ڈرتے۔ الفرابیڈی 'الخلیل بن احمد' ترتیب کتاب العین' انتشارات اسوہ' تھران، ج ۲، ص ۹۶۰

(۲) فیروزہ آبادی 'قاموس اللغۃ' طبع سنگی ص ۳۳۲۔

(۳) الحسینی الواسطی الزبیدی الحنفی، ابو فیض السید مرتضیٰ، تاج العروس، ج ۱ ص ۲۵۷

گذشتہ متکلمین کی نظر میں علی اور ان کی اولاد کی پیروی کرنے والوں پر اطلاق ہوتا ہے (۱) لیکن شہرستانی نے معنای شیعہ کے سلسلے میں دائرہ کو تنگ اور محدود کرتے ہوئے کہا ہے: شیعہ وہ ہیں جو صرف علی کی پیروی کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کی امامت اور خلافت نص سے ثابت ہے اور کہتے ہیں کہ امامت ان سے خارج نہیں ہو گی مگر ظلم کے ذریعہ۔ (۲)

قرآن میں بھی لفظ شیعہ متعدد مقامات پر پیروی کرنے والوں پر مددگار کے معنی میں آیا ہے جیسے "ان من شیعته لایراہیم"، (۳) (نوح کی پیروی کرنے والوں میں ابراہیم ہیں) دوسری جگہ ہے "فاستغاثہ الذی من شیعته علی الذی من عدوہ"، (۴) موسیٰ کے شیعوں میں سے ایک شخص نے اپنے دشمن کے خلاف جناب موسیٰ سے نصرت کی درخواست کی، روایت نبوی میں بھی لفظ شیعہ پیروان اور علی کے دوستوں کے معنی میں ہے (۵) لفظ شیعہ شیعوں کے منابع میں صرف ایک ہی معنی اور مفہوم میں استعمال ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ شیعہ، علی اور ان کے گیارہ فرزندوں کی جانشینی کے معتقد ہیں جن میں پیغمبرؐ کی وفات کے بعد سے لے کر غیبت صغریٰ تک کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے، جس طرح سے تیسری ہجری کے دوسرے حصہ کے نصف میں مکمل بارہ اماموں پر یقین

(۱) ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد، مقدمہ، دار احیا التراث العربی بیروت ۱۹۶ ص ۵۱۴، ۵۱۸

(۲) شہرستانی، الملل والنحل، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ھ، ج ۱ ص ۱۳۱

(۳) سورہ صافات، ۸۳، ۳۷

(۴) سورہ قصص، ۱۵، ۲۸

(۵) بعد والی فصل میں اس روایت پر اشارہ کیا جائے گا۔

رکھتے تھے، پہلے دور کے شیعہ جو پیغمبرؐ کے اصحاب تھے وہ بھی اس بات کے معتقد تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے بارہ اماموں کے نام حدیث نبوی سے یاد کئے تھے اگرچہ ستمگار حاکموں کے خوف کی بنا پر کچھ شیعہ ان روایات کو حاصل نہیں کر پائے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اپنے زمانے کے امام کی معرفت واجب ہے جیسا کہ پیغمبرؐ نے فرمایا: (من مات لایعرف امامہ مات میتة جاهلیة) (۱) جو اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانے اور مر جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔

اس رو سے ہم دیکھتے ہیں جس وقت امام جعفر صادق - کی شہادت واقع ہوئی

(۱) ابن حجر بیہمی جو اہل سنت کے دانشمندوں میں سے ایک ہیں انہوں نے اس حدیث کو جو بارہ اماموں کے بارے میں آئی ہے ذکر کیا ہے اور اس حدیث کے صحیح ہونے پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا ہے جو مختلف طریقوں سے نقل ہوا ہے، وہ اس حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے اہل سنت کے علماء اور دانشوروں کے متضاد و متناقض اقوال پیش کرتے ہیں کہ جو اس سلسلہ میں وارد ہوئے ہیں اور آخر میں کسی نتیجہ تک نہیں پہنچتے ہیں، ان میں سے قاضی عیاض نے کہا: شاید اس سے مراد بارہ خلیفہ ہیں کہ جو اسلام کی خلافت کے زمانہ میں حاکم تھے کہ جو ولید بن یزید کے زمانہ تک جاری رہا، بعض دوسروں نے کہا: بارہ سے مراد خلیفہ برحق ہیں کہ جو قیامت تک حکومت کریں گے جن میں سے چند کا دور گزر چکا ہے جیسے خلفائے راشدین، امام حسن، معاویہ، عبداللہ بن زبیر، عمر بن عبد العزیز اور مہدی عباسی، دوسرے اور جو دو باقی بینان میں سے ایک مہدی منتظر ہیں جو اہل بیت میں سے ہوں گے، نیز بعض علماء نے بارہ امہ کی حدیث کی تفسیر بارہ اماموں سے کی ہے کہ جو مہدی کے بعد آئیں گے ان میں سے چھ امام حسن کے فرزندوں میں سے اور پانچ امام حسین کے فرزندوں میں سے ہونگے (الصواعق المحرقة، مکتبہ قاہرہ، طبع دوم، ۱۳۸۵، ص ۳۷۷)

زرارہ جو کہ بوڑھے تھے انہونے اپنے فرزند عبید کو مدینہ بھیجا تاکہ امام صادق کے جانشین کا پتہ لگائیں لیکن اس سے پہلے کہ عبید کوفہ واپس آتے، زرارہ دنیا سے جاچکے تھے، آپ نے موت کے وقت قرآن کو ہاتھ میں لے کر فرمایا: اے خدا! گواہ رہنا میں گواہی دیتا ہوں اس امام کی امامت کی جس کو قرآن میں معین کیا گیا ہے۔ (۲)

البتہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ لفظ شیعہ کا معنی اور مفہوم اپنی اصلی شکل اختیار کرنا ہو گیا اور اس کے حدود مشخص ہو گئے، اسی لئے ائمہ اطہار نے باطل فرقوں اور گروہوں کی طرف منسوب لوگوں کو شیعہ ہونے سے خارج جانا ہے، چنانچہ شیخ طوسی حمران بن اعین سے نقل کرتے ہیں، میں نے امام محمد باقر سے عرض کیا: کیا میں آپ کے واقعی شیعوں میں سے ہوں؟ امام نے فرمایا: ہاں تم دنیا اور آخرت دونوں میں ہمارے شیعوں میں سے ہو اور ہمارے پاس شیعوں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں، مگر یہ کہ وہ ہم سے روگردانی کریں، پھر وہ کہتے ہیں، میں نے کہا: میں آپ پر قربان ہوجاؤں کیا کوئی آپ کا شیعہ ایسا ہے کہ جو آپ کے حق کی معرفت رکھتا ہو اور ایسی صورت میں آپ سے روگردانی بھی کرے؟ امام نے فرمایا: ہاں حمران تم ان کو نہیں دیکھو گے۔

حمزہ زیات جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس حدیث کے سلسلہ میں بحث کی لیکن ہم امام کے مقصد کو نہیں سمجھ سکے لہذا ہم نے امام رضا کو خط لکھا اور امام سے اس حدیث کے متعلق دریافت کیا تو امام نے فرمایا: امام صادق

.....

(۱) کلینی، اصول کافی، دارالکتب الاسلامیہ طبع پنجم تھران، ۱۳۶۳ ش، ج ۱ ص ۳۷۷
(۲) شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال، مؤسسہ آل البيت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۴ ہ، ص ۳۷۱

کا مقصود، فرقہ وافیہ تھا (۱)

اس بنا پر رجال شیعہ میں صرف شیعہ اثنا عشری پر عنوان شیعہ کا اطلاق ہوتا ہے، اور فقہا کبھی کبھی اس کو اصحابنا یا اصحابنا الامامیہ سے تعبیر کرتے ہیں اور وہ لوگ جو صحیح راستہ یعنی راہ تشیع سے منحرف ہو گئے تھے ان کو فطحی، واقفی، ناؤوسی وغیرہ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر ان کا نام شیعوں کی کتب رجال میں آیا بھی ہے تو انہوں نے منحرف ہونے سے قبل روایتینقل کی ہیں، چنانچہ اہل سنت کے چند راویوں کے نام اس کتاب میں آئے ہیں جنہوں نے ائمہ اطہار سے روایتیں نقل کی ہیں لیکن اہل سنت کے دانشمندان اور علماء رجال نے شیعہ کے معنی کو وسیع قرار دیا ہے اور تمام وہ فرقے جو شیعوں سے ظاہر ہوئے ہیں جیسے غلاہ وغیرہ ان پر بھی شیعہ کا اطلاق کیا ہے، اس کے علاوہ اہلبیت پیغمبرؐ کے دوستوں اور محبوں کو بھی شیعہ کہا ہے جب کہ ان میں سے بعض اہل بیت کی امامت اور عصمت پر اعتقاد نہیں رکھتے تھے، جیسے سفیان ثوری جو مفتیان عراق میں سے تھا اور اہلسنت کے مبنیٰ پر فتویٰ دیتا تھا لیکن ابن قتیبہ نے اس کو شیعوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ (۲)

ابن ندیم کہ جو اہل سنت کے چار فقہامیں سے ایک ہے شافعیوں ان کے بارے میں یوں کہتا ہے کہ شافعیوں میں تشیع کی شدت تھی (۳) البتہ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں شیعہ اثنا عشری کے بعد شیعوں کی زیادہ تعداد کو زیدیوں نے تشکیل دیا ہے، وہ لوگ اکثر سیاسی معنی

.....

(۱) شیخ طوسی، معرفۃ الرجال مؤسسہ آل البيت لاحیاء التراث، ج ۲ ص ۷۶۳.
(۲) ابن قتیبہ، المعارف منشورات شریف الرضی، قم، طبع اول، ۱۳۷۳، ۱۴۱۵، ص ۶۲۴.
(۳) ابن ندیم، الفہرست، دارالمعرفۃ للطبع والنشر، بیروت، ص ۲۹۵، (کان الشافعی شدیدافی التشیع)

میں شیعہ تھے نہ کہ اعتقادی معنی میں، اس لئے کہ فقہی اعتبار سے وہ فقہ جعفری کے پیروی نہیں کرتے تھے بلکہ فقہ حنفی کے پیرو تھے، (۲) اصول اعتقادی کے اعتبار سے شہرستانی نقل کرتا ہے، زید ایک مدت تک واصل بن عطا کا شاگرد تھا جس نے مذہب معتزلہ کی بنیاد ڈالی اور اصول مذہب معتزلہ کو زید نے پھیلایا ہے، اس وجہ سے زیدہ اصول میں معتزلی ہیں اسی باعث یہ مفضول کی امامت کو افضل کے ہوتے ہوئے جائز جانتے ہیں اور شیخین کو برا بھی نہیں کہتے ہیں اور اعتقادات کے اعتبار سے اہل سنت سے نزدیک ہیں۔ (۳)

چنانچہ ابن قتیبہ کہتا ہے: زیدہ رافضیوں کے تمام فرقوں سے کم تر غلو کرتے ہیں۔ (۴)

اس دلیل کی بنا پر محمد نفس زکیہ کے قیام (جو زیدیوں کے قائدین میں سے ایک تھے) کو بعض اہل سنت فقہا کی تاکید اور

رہنمائی حاصل تھی اور واقدی نے نقل کیا ہے، ابوبکر بن ابیسیرہ (۵) ابن عجلان (۶) عبد اللہ بن جعفر (۷) مکتب مدینہ کے بڑے محدثین میں سے تھے اور خود واقدی نے ان سے حدیث نقل کی ہے، وہ سب محمد نفس زکیہ کے قیام میں شریک تھے، اسی طرح شہرستانی کہتا ہے محمد نفس زکیہ کے شیعوں میں ابوحنیفہ بھی تھے۔ (۸)

بصرہ کے معتزلی بھی محمد کے قیام کے موافق تھے اور ابو الفرج اصفہانی کے نقل کے مطابق بصرہ میں معتزلیوں کی ایک جماعت نے جن میں واصل بن عطا اور عمرو بن عبید تھے ان لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی (۱) اس لحاظ سے زیدہ صرف سیاسی اعتبار سے شیعوں میں شمار ہوتے تھے اگرچہ وہ اولاد فاطمہ سلام اللہ علیہا کی افضلیت و اولویت کے معتقد بھی تھے۔

.....

- (۲) شہرستانی، ملل و نحل، منشورات شریف الرضی، قم ۱۳۶۴ھ، ج ۱، ص ۱۴۳
- (۳) شہرستانی، ملل و نحل، منشورات شریف الرضی، قم ۱۳۶۴ھ، ج ۱، ص ۱۳۸
- (۴) ابن قتیبہ، المعارف، ص ۶۲۳
- (۵) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم ۱۳۷۴ ص ۲۵۱
- (۶) گزشتہ حوالہ ص، ۵۴
- (۷) گزشتہ حوالہ ص، ۲۲۵
- (۸) شہرستانی، ملل و نحل، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ھ، ص ۱ مج ۱ ص ۱۴۰

آغاز تشیع

آغاز تشیع کے سلسلہ میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں، جنہاں جمالی طور پر دو طبقوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) وہ صاحبان قلم اور محققین جن کا کہنا ہے: شیعیت کا آغاز رسول اعظم کی وفات کے بعد ہوا، خود وہ بھی چند گروہ میں تقسیم ہو جاتے ہیں۔

(الف) پہلے گروہ کا کہنا ہے: شیعیت کا آغاز سقیفہ کے دن ہوا، جب بزرگ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے کہا: حضرت علی علیہ السلام امامت و خلافت کے لئے اولویت رکھتے ہیں۔ (۲)

.....

- (۱) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۲۵۸۔
- (۲) یعقوبی بیان کرتے ہیں: چند بزرگ صحابہ نے ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کیا اور کہا: حضرت علی خلافت کے لئے اولویت رکھتے ہیں، تاریخ یعقوبی، جلد ۲، ص ۱۲۴، طبع، منشورات الشریف الرضی قم ۱۴۱۴ھ

(ب) دوسرے گروہ کا کہنا ہے: آغاز تشیع خلافت عثمان کے آخری زمانے سے مربوط ہے اور یہ لوگ اس زمانہ میں، عبد اللہ بن سبا کے نظریات کے منتشر ہونے کو آغاز تشیع سے مربوط جانتے ہیں۔ (۱)

(ج) تیسرا گروہ معتقد ہے کہ شیعیت کا آغاز اس دن سے ہوا جس دن عثمان قتل ہوئے، اس کے بعد حضرت علی کی پیروی کرنے والے شیعہ حضرات ان لوگوں کے مدمقابل قرار پائے، جو خون عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے، چنانچہ ابن ندیم رقم طراز ہیں: جب طلحہ و زبیر نے حضرت علی کی مخالفت کی اور وہ انتقام خون عثمان کے علاوہ کسی دوسری چیز پر قانع نہ تھے، نیز حضرت علی بھی ان سے جنگ کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ حق کے سامنے تسلیم ہو جائیں، اس دن جن لوگوں نے حضرت علی کی پیروی کی وہ شیعہ کے نام سے مشہور ہو گئے اور حضرت علی بھی خود ان سے فرماتے تھے: یہ میرے شیعہ ہیں، (۲) نیز ابن عبد ربہ اندلسی رقم طراز ہیں:

"شیعہ وہ لوگ ہیں جو حضرت علی کو عثمان سے افضل قرار دیتے ہیں۔ (۳)

(د) چوتھا گروہ معتقد ہے کہ شیعہ فرقہ روز حکمیت کے بعد سے شہادت حضرت علی تک وجود میں آیا۔ (۴)

.....

- (۱) مختار اللیثی، سمیرہ، جہاد الشیعہ، دار الجیل، بیروت، ۱۳۹۶ھ، ص ۲۵:
- (۲) ابن ندیم الفہرست "دار المعرفة" طبع، بیروت (بی تا) ص ۲۴۹

(۳) ابن عبد ربہ اندلسی احمد بن محمد ، العقد الفرید ، دار الاحیاء التراث العربی ، بیروت ۱۴۰۹ھ ج ۲ ص ۲۳۰
(۴) بغدادی ، ابو منصور عبد القادر بن طاہر بن محمد "الفرق بین الفرق" طبع، قاہرہ، ۱۳۹۷، ص ۱۳۴

(۵) پانچواں گروہ آغاز تشیع کو واقعہ کربلا اور شہادت امام حسین سے مربوط قرار دیتا ہے۔ (۱)
(۲) دوسرا طبقہ ان محققین کا ہے جو معتقد ہیں کہ شیعیت کا ریشہ رسول خدا کی حیات طیبہ میں پایا جا تا تھا، تمام شیعہ علما بھی اس کے قائل ہیں۔ (۲)
بعض اہل سنت دانشوروں کا بھی یہی کہنا ہے، چنانچہ محمد کرد علی جو اکابر علمائے اہل سنت سے ہیں، کہتے ہیں: "رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے زمانے میں بعض صحابہ کرام شیعین علی کے نام سے مشہور تھے۔ (۳)
مذکورہ بالا نظریات کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ روز سقیفہ ، خلافت عثمان کا آخری دور، جنگ جمل ، حکمیت اور واقعہ کربلا وغیرہ وہ موارد ہینجن میں رونما ہونے والے کچھ حادثات تاریخ تشیع میں مؤثر ثابت ہوئے، چونکہ عبد اللہ بن سبا نامی کے وجود کے بارے میں شک و ابہام پایا جاتا ہے، لہذا ان ادوار میں شیعیت کا تشکیل پا نا بعید ہے۔
کیونکہ اگر احادیث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر محققانہ نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی زبانی بہت سی احادیث میں لفظ شیعہ حضرت علی کے چاہنے والوں کے لئے استعمال ہوا ہے، جن میں سے ہم بعض کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، نیز یہ تمام احادیث اہل سنت و الجماعت کے نزدیک مقبول بینا اور منابع احادیث میں ہیں، جیسا کہ سیوطی جو کہ اہل سنت و الجماعت کے مفسروں

.....

(۱) مختار اللیثی، ڈاکٹر سمیرہ " جہاد الشیعہ " ۳۵۔ نقل از برنا " رولویس " اصول الاسماعیلیہ ص ۸۴
(۲) دفاع از حقانیت شیعہ، ترجمہ غلام حسن محرمی، مومنین، طبع اول ۱۳۷۸ ص ۴۸، اور شیعہ در تاریخ، ترجمہ محمد رضا عطانی، انتشارات آستانہ قدس رضوی، طبع دوم، ۱۳۷۵، ش، ص، ۳۴
(۳) خط الشام، مکتبۃ النوری، دمشق، طبع سوم، ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳، ج ۶، ص ۲۴۵

میں سے ہیں اس آیت کریمہ: "اولئک ہم خیر البریۃ" کی تفسیر میں پیغمبر اکرم سے حدیث نقل کرتے ہیں، منجملہ یہ حدیث کہ پیغمبر اسلام نے فرمایا: اس آیت کریمہ: "اولئک ہم خیر البریۃ" میں خیر البریۃ سے مراد حضرت علی اور ان کے شیعہ ہیں اور وہ قیامت کے دن کامیاب ہیں۔ (۱)
رسول اکرم نے حضرت علی سے فرمایا: خداوند کریم نے آپ کے شیعوں کے اور شیعوں کو دوست رکھنے والے افراد کے گناہوں کو بخش دیا ہے، (۲) نیز پیغمبر اسلام نے حضرت علی سے فرمایا: آپ اور آپ کے شیعہ حوض کوثر پر میرے پاس آئیں گے در حالانکہ آپ حوض کوثر سے سیراب ہونگے اور آپ کے چہرے (نور سے) سفید ہوں گے اور آپ کے دشمن پیاسے اور طوق و زنجیر میں گرفتار ہو کر میرے پاس آئیں گے (۳) رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ایک طولانی حدیث میں حضرت علی کے فضائل بیان کرتے ہوئے اپنی صاحبزادی فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا: اے فاطمہ! علی اور ان کے شیعہ کل (قیامت میں) کامیاب (نجات پانے والوں میں) ہیں۔ (۴)
اسی طرح ایک دوسری حدیث میں رسول اعظم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:
اے علی! خداوند عالم نے آپ کے اور آپ کے خاندان اور آپ کے شیعوں کو

.....

(۱) الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور، ج: ۶، ص: ۳۷۹، منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ مرعشی نجفی، قم ۱۴۰۴ھ
(۲) ابن حجر ہیثمی المکی صواعق محرقة، ص ۲۳۲ طبع دوم مکتب قاہرہ، ۱۳۸۵
(۳) ابن حجر مجمع الزوائد، نور الدین علی ابن ابی بکر - ج ۹، ص ۱۷۷، دار الفکر ۱۴۱۴ھ
(۴) المناقب، ص ۲۰۶، الخطب خوارزمی منشورات مکتبۃ الحیدریہ، نجف ۱۳۸۵

دوست رکھنے والوں کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔ (۱)
نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:
اے علی! جب قیامت برپا ہوگی تو میں خدا سے متمسک ہوں گا اور تم میرے دامن سے اور تمہارے فرزند تمہارے دامن سے اور تمہاری اولاد کے چاہنے والے تمہاری اولاد کے دامن سے متمسک ہوں گے۔ (۲)
نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی سے فرمایا:

تم قیامت میں سب سے زیادہ مجھ سے نزدیک ہو گے اور (تمہارے) شیعہ نور کے منبر پر ہوں گے۔ (۳)
ابن عباس نے روایت کی ہے کہ جناب جبرئیل نے خبر دی کہ (حضرت) علی اور ان کے شیعہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ جنت میں لے جائے جائیں گے۔ (۴)
جناب سلمان فارسی نقل کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! سیدھے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو تاکہ مقرب لوگوں میں قرار پاؤ، حضرت علی نے پوچھا: مقربین کون ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا:

.....

(۱) مذکورہ مصدر کے علاوہ، ینابیع المودة، قندوزی حنفی، منشورات مؤسسہ اعلمی طبع اول، ۱۴۱۸ھ ج ۱، ص ۳۰۲

(۲) المناقب، ص ۲۱۰، اخطب خوارزمی

(۳) المناقب، ص ۱۵۸، ۱۳۸۵ھ

(۴) مذکورہ مصدر، ص ۳۲۲ - ۳۲۹ حدیث کے ضمن میں، فصل ۱۹

جبرئیل و میکائیل، پھر حضرت علی نے پوچھا: کون سی انگوٹھی ہاتھ میں پہنوں؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: وہ انگوٹھی جس میں سرخ عقیق ہو، کیونکہ عقیق وہ پہاڑ ہے، جس نے خدائے یکتا کی عبودیت، میری نبوت، آپ کی وصایت اور آپ کے فرزندوں کی امامت کا اقرار و اعتراف کیا ہے اور آپ کو دوست رکھنے والے اہل جنت بناور آپ کے شیعوں کی جگہ فردوس بریں ہے، (۱) پھر رسول خدا نے فرمایا: ستر ہزار (۷۰۰۰۰) افراد میری امت سے بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، حضرت علی نے دریافت کیا: وہ کون ہیں؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: وہ تمہارے شیعہ ہیں اور تم ان کے امام ہو۔ (۲)
انس ابن مالک حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "جبرئیل نے مجھ سے کہا: خدائے کریم حضرت علی کو اسقدر دوست رکھتا ہے کہ ملائکہ کو بھی اتنا دوست نہیں رکھتا، جتنی تسبیحیں پڑھی جاتی ہیں، خدائے کریم اتنے ہی فرشتوں کو پیدا کرتا ہے تاکہ وہ حضرت علی کے دوستوں اور ان کے شیعوں کے لئے تاقیامت استغفار کریں۔ (۳)

جابر بن عبد اللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: خدائے یکتا کی قسم جس نے مجھے پیغمبر بنا کر مبعوث کیا کہ خداوند عالم کے مقرب بارگاہ

.....

(۱) مذکورہ مصدر ص ۲۳۴

(۲) مذکورہ مصدر ص ۲۳۵

(۳) ینابیع المودة، القندوزی الحنفی، شیخ سلمان، ص ۳۰۱

فرشتے حضرت علی کے لئے طلب مغفرت کرتے ہیں نیز ان کے اور ان کے شیعوں کے لئے باپ کی طرح الفت و محبت اور اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔ (۱)
خود حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: اے علی! اپنے شیعوں کو خوش خبری دیدو کہ میں روز محشر (ان کی) شفاعت کروں گا جس دن میری شفاعت کے علاوہ مال و فرزند کوئی فائدہ نہیں دیں گے۔ (۲)

رسالت مآب نے فرمایا: اے علی! سب سے پہلے جنت میں جو چار افراد داخل ہوں گے وہ میں، تم اور حسن و حسین، ہماری ذریت ہمارے پیچھے اور ہماری ازواج ہماری ذریت کے پیچھے اور ہمارے شیعہ دائیں، بائیں ہوں گے۔ (۳)
خلاصہ، بہت سے محققین اور مؤرخین اہل سنت، منجملہ ابن جوزی، بلذری، شیخ سلیمان قندوزی حنفی، خوارزمی اور سیوطی نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حضرت علی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا:
"یہ اور ان کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہیں" (۴) حتیٰ بعض شیعہ حضرات

.....

(۱) ینابیع المودة ص ۳۰۱

(۲) ینابیع المودة ص ۳۰۲

(۳) مجمع الزوائد ص ۱۷۸، ہیثمی نور الدین علی بن ابی بکر
(۴) تذکرة الخواص ص ۵۴، ابن جوزی، منشورات المطبعة الحیدریہ نجف ۱۳۸۳ھ، ص ۵۴، بلا ذری انساب الاشراف، تحقیق محمد باقر محمودی، موسسه اعلمی بیروت، ج ۲، ص ۱۸۲، قندوزی حنفی ینابیع المودة منشورات اعلمی للمطبوعات، طبع بیروت، طبع اول ۱۴۱۸ھ ج ۱، ص ۳۰۱، اخطب خوارزم المناقب، منشورات المطبعة الحیدریہ، نجف، ۱۳۸، ص ۲۰۶، سیوطی جلال الدین، الدر المنثور فی تفسیر بالمأثور، مکتبة آية الله العظمیٰ مرعشی نجفی، قم، ۵۱۴۰۴ھ، ج ۶، ص ۳۷۱۹

کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے روایات منقول ہیں اور کمال کی بات یہ ہے کہ شیعوں کے مخالفین کی زبانی روایات نقل ہوئی ہیں، جیسے جناب عائشہ سے حجر بن عدی کے بارے میں روایت منقول ہے، جب معاویہ حجر اور ان کے دوستوں کے قتل کے بعد حج کر کے مدینہ آیا تو عائشہ نے اس سے کہا:
"اے معاویہ! جب تم نے حجر بن عدی اور ان کے دوستوں کو قتل کیا تو تمہاری شرافت کہاں چلی گئی تھی؟ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے سنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: ایک جماعت "مرج عنزائی" نام کی جگہ قتل ہوگی، ان کے قتل کی وجہ سے اہل آسمان غضب ناک ہوں گے۔ (۱)
چونکہ یہ احادیث قابل انکار نہیں ہیں اور انہیں بزرگان اہل سنت نے نقل کی ہیں، لہذا بعض صاحبان قلم نے ان میں بیجا و ناروا تاویلیں کی ہیں، چنانچہ ابن ابی الحدید معتزلی کہتے ہیں:
"بہت سی روایات میں ان شیعوں سے مراد جن سے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ افراد ہیں جو حضرت علی کو تمام مخلوق میں سب سے افضل و برتر سمجھتے ہیں، اس وجہ سے ہمارے معتزلی علمائے اپنی تصانیف اور کتابوں میں لکھا ہے کہ در حقیقت ہم شیعہ ہیں اور یہ جملہ قریب بہ صحت اور حق سے مشابہ ہے" (۲)
نیز ابن حجر بیہمی نے اپنی کتاب "الصواعق محرقة فی الرد علی اهل البدع والزندقة" میں جو کہ شیعوں کے اصول و اعتقاد کے خلاف لکھی گئی ہے، اس حدیث کو نقل

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ھ ج ۲، ص ۲۳۱
(۲) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ج ۲۰، ص ۲۲۶

کرتے وقت بیان کیا: اس حدیث میں شیعوں سے مراد موجودہ شیعہ نہیں ہیں بلکہ ان سے مراد حضرت علی کے خاندان والے اور ان کے دوست بیجو کبھی بدعت میں مبتلا نہیں ہوئے اور نہ ہی انہوں نے اصحاب کرام کو سب و شتم کیا" (۱)
مرحوم مظفر ان کے جواب میں بیان کرتے ہیں:
بڑے تعجب کی بات ہے کہ ابن حجر نے گمان کیا ہے کہ یہاں شیعوں سے مراد اہل سنت حضرات ہیں مجھے نہیں معلوم کہ یہ مطلب لفظ شیعہ و سنی کے مترادف ہونے کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے کہ یہ دونوں فرقے ایک ہی ہیں؟ یا یہ کہ اہل سنت حضرات شیعوں سے زیادہ خاندان پیغمبر اسلام کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں اور انہیں دوست رکھتے ہیں۔ (۲)
مرحوم کاشف الغطاء کہتے ہیں:
لفظ شیعہ کو شیعان حضرت علی سے منسوب کرنے ہی کی صورت میں یہ معنی سمجھ میں آتے ہیں، ورنہ پھر اس کے علاوہ شیعہ کے کوئی دوسرے افراد ہیں۔ (۳)
احادیث اور اقوال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم میں شیعہ معنی کا ظہور روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے اور یہ حضرات اس طرح کی بے جا تاویلات کے ذریعہ حقیقت سے روگردانی کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے خود اپنے نفسوں کو دھوکا دیا، کیونکہ لفظ شیعہ کے

(۱) بیہمی مکی، ابن حجر، صواعق محرقة، مکتبۃ قاہرہ، ۱۳۸۴ھ، ص ۲۳۲
(۲) مظفر، محمد حسین تاریخ الشیعہ، منشورات مکتبۃ بصیرتی، ص ۵
(۳) دفاع از حقانیت شیعہ، ترجمہ غلام حسن محرمی، مؤمنین، طبع اول ۱۳۷۸ھ، ص ۴۹-۴۸

مصادیق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے زمانے میں موجود تھے اور کچھ اصحاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم شیعان علی کے نام سے مشہور تھے۔ (۱)
اصحاب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بھی حضرت علی علیہ السلام کے پیروکاروں کو شیعہ کہتے تھے، ہاشم

مقال نے 'حضرت علی سے' محل بن خلیفہ طائی 'نامی شخص کے بارے میں کہا:

"اے امیر المؤمنین! وہ آپ کے شیعوں میں سے ہیں۔" (۲)

اور خود شیعہ بھی آپس میں ایک دوسرے کو شیعہ کہتے تھے، چنانچہ شیخ مفید نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے حضرت علی کی خدمت میں شرفیاب ہو کر عرض کی: "اے امیر المؤمنین! ہم آپ کے شیعوں میں سے ہیں۔" نیز حضرت علی نے فرمایا:

.....

(۱) سعد بن عبد اللہ اشعری اس بارے میں کہتے ہیں: سب سے پہلا فرقہ شیعہ ہے اور یہی فرقہ علی بن ابی طالب کے نام سے مشہور ہے کہ جس کے افراد زمانہ پیغمبرؐ میں شیعان علی کہے جاتے تھے اور وفات پیغمبرؐ کے بعد بھی مشہور تھا کہ یہ افراد حضرت علی کی امامت کے معتقد ہیں، جن میں مقداد بن اسود کندی، سلمان فارسی اور ابوذر و عمار ہیں، یہ حضرات حضرت علی کی اطاعت و پیروی کو ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے اور آنجناب کی اقتدا کرتے تھے، دیگر کچھ افراد ایسے تھے کہ جن کا نظریہ حضرت علی کے موافق تھا اور یہ اس امت کا پہلا گروہ ہے، جس کو شیعیت کے نام دیا گیا، نیز شیعہ ایک قدیم نام ہے جیسا کہ اس سے پہلے بھی لفظ شیعہ کا استعمال ہوا ہے مثلاً، شیعہ نوح، شیعہ ابراہیم، شیعہ موسیٰ اور شیعہ عیسیٰ نیز دیگر انبیاء کے سلسلہ میں بھی ملتا ہے "المقالات والفرق، مرکز انتشارات علمی، فرہنگی، تہران ص ۳۔"

(۲) شیخ مفید محمد، بن محمد نعمان "الجمل" مکتبۃ العلوم الاسلامی، مرکز نشر ط دوم ۲۶ ۱۴۲۶ ص ۲۴۳

"ہمارے شیعوں کے چہرے راتوں میں عبادت کی وجہ سے زرد پڑ جاتے ہیں اور گریہ و زاری کی وجہ سے ان کی آنکھیں کمزور ہوجاتی ہیں...، (۱) مذکورہ بالا روایت کی طرح حضرت علی نے بہت سے مقامات پر اپنی پیروی کرنے والوں کو شیعوں کے نام سے یاد کیا ہے، مثلاً جب طلحہ وزبیر کے ہاتھوں بصرہ میں رہنے والے شیعوں کی ایک جماعت کی خبر شہادت پہنچی تو حضرت نے (ان قاتلوں) کے حق میں نفرین کرتے ہوئے فرمایا:

خدایا! انہوں نے میرے شیعوں کو قتل کر دیا، تو بھی انہیں قتل کر" (۲)

حتیٰ دشمنان حضرت علی بھی اس زمانہ میں آپ کی پیروی کرنے والوں کو شیعہ کہتے تھے، چنانچہ جب عائشہ و طلحہ و زبیر نے مکہ سے سفر عراق کی طرف سفر کیا تو آپس میں گفتگو کی اور کہا:

"بصرہ چلیں گے اور حضرت علی کے عاملین کو وہاں سے باہر نکالیں گے اور ان کے شیعوں کو قتل کریں گے۔" (۳)

بہر حال حقیقت تشیع وہی حضرت علی سے دوستی و پیروی اور آپ کو افضل و برتر اور مقدم قرار دینا ہے جو کہ زمانہ پیغمبرؐ سے مربوط ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے اپنی احادیث و اقوال میں لوگوں کو حضرت علی اور آپ کے خاندان کی دوستی و پیروی کا حکم دیا۔

منجملہ غدیر خم کا واقعہ ہے جیسا کہ ابن ابی الحدید معتزلی کہتے ہیں: یہ روایات، ان

.....

(۱) شیخ مفید، محمد بن محمد نعمان، "الارشاد" ترجمہ محمد باقر ساعدی خراسانی، کتاب فروشی اسلامیہ، طبع دوم، ص ۲۲۸

(۲) شیخ مفید، محمد بن محمد نعمان "الجمل" ص ۲۸۵

(۳) شیخ مفید، محمد بن محمد نعمان ص ۲۳۵

لوگوں نے نقل کی ہیں جنہیں رافضی اور شیعہ ہونے سے کسی نے بھی متہم نہیں کیا ہے یہاں تک کہ وہ دوسروں کی نسبت حضرت علی کی افضلیت و برتری اور تقدم کے قائل بھی نہیں تھے۔ (۱)

ہم اس سلسلہ کی بعض احادیث کی طرف (مزید) اشارہ کرتے ہیں:

بریدہ اسلمی کہتے ہیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے مجھے چار لوگوں سے دوستی کرنے کا حکم دیا ہے اور مجھ سے فرمایا ہے: میں بھی انہیں دوست رکھتا ہوں، لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ان کا نام بتائے؟

آنحضرت نے تین بار فرمایا: "علی" اور پھر ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی کا نام لیا۔ (۲)

طبری جنگ احد کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا:

"میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں" (۳)

جناب ام سلمہ سے روایت ہے کہ آپ نے کہا:

"جب کبھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم غصہ ہوتے تھے تو حضرت علی کے علاوہ کوئی ان سے گفتگو

کرنے کی جرأت نہیں کرتا تھا، سعد ابن ابی وقاص نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا :

.....

- (۱) شرح نہج البلاغہ ، ابن ابی الحدید معتزلی ، ج ۲ ، ص ۳۴۹ ، طبع دار الاحیاء التراث العربی
(۲) بیہمی مکی صواعق المحرقہ ، ص ۱۲۲ ، مکتبۃ القاہرہ ، طبع دوم ۱۳۵۸
(۳) تاریخ طبری ، ج ۲ ص ۶۵ طبع سوم ، دار الکتب العلمیۃ ، بیروت ، تیسری طباعت ۱۴۰۸ھ

"جس نے علی کو دوست رکھا ، اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا ، اس نے خدا کو دوست رکھا اور جس نے علی سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی گویا اس نے خدا سے دشمنی کی۔ (۱)

ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا :
"اے علی ! تم جنت اور جہنم کو تقسیم کرنے والے ہو ، تم جنت کے دروازہ کو کھولو گے اور بغیر حساب داخل ہو جاؤ گے (۲) ،

کتاب مناقب خوارزمی میں جناب ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا :
"جب مجھے معراج پر لے جا یا گیا ، تو میں نے جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا : لا الہ الا اللہ ، محمد رسول اللہ ، علی حبیب اللہ ، الحسن والحسین صفوۃ اللہ ، فاطمۃ امۃ اللہ ، علیٰ مبغضہم لعنۃ اللہ" (۱)
زبیر بن بکار جو زبیر کے پوتے ہیں اور حضرت علی سے انحراف اختیار کرنے میں مشہور ہیں ، بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا :
" جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور میری نبوت کو قبول کیا ، میں انہیں علی بن ابیطالب علیہما السلام کی ولایت اور دوستی کی وصیت کرتا ہوں ، جس نے انہیں دوست رکھا ، اس نے مجھے

.....

- (۱) صواعق محرقہ ص ۱۲۳ ، بیہمی مکی
(۲) بیہمی مکی الصواعق المحرقہ ، ص ۱۲۳ ، تذکرۃ الخواص ، ص ۲۰۹ ، سبط ابن جوزی طبع ، منشورات مطبعہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۸۳
(۳) مناقب ، ص ۲۱۴ ، اخطب خوارزمی ۱۳۸۵

دوست رکھا اور جس نے مجھے دوست رکھا ، اس نے خدا کو دوست رکھا" (۱)
ابن ابی الحدید ، زید بن ارقم سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے فرمایا :
"میں تمہیں اس چیز کی طرف راہنمائی کر رہا ہوں کہ اگر جان لو گے تو ہلاک نہیں ہو گے ، تمہارے امام علی بن ابی طالب (علیہما السلام) ہیں ، ان کی تصدیق کر و کہ جناب جبرئیل نے مجھے اس طرح خبر دی ہے ۔"
ابن ابی الحدید معتزلی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں اگر لوگ کہیں کہ یہ حدیث صریحی طور پر حضرت علی کی امامت پر دلالت کرتی ہے تو پھر معتزلہ کس طرح اس اشکال کو حل کریں گے ؟
ہم جواب میں کہتے ہیں : ہوسکتا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی مراد یہ ہو کہ حضرت علی فتویٰ دینے اور احکام شرعی میں لوگوں کے امام ہیں ، نہ کہ خلافت کے سلسلہ میں ، جس طرح ہم نے بغدادی علمائے معتزلہ کے اقوال کی شرح مینجو بات کہی ہے وہ (اس اشکال کا) جواب ہوسکتی ہے ، جس کا خلاصہ یہ ہے :
در حقیقت امامت و خلافت حضرت علی کا حق تھا ، اس شرط کے ساتھ کہ آنجناب اس کی طرف میل و رغبت کا اظہار کرتے اور اس کی خاطر دوسروں کے مد مقابل آجاتے لیکن چونکہ آپ نے اس عہدہ امامت و خلافت کو دوسروں پر چھوڑ کر سکوت اختیار کیا ، لہذا ہم نے ان کی ولایت و سربراہی کو قبول کرتے ہوئے ان کی خلافت کے صحیح ہونے کا اقرار

.....

(۱) الاخبار الموفقیات ، انتشارات الشریف الرضی ، قم ، ۱۶ ۱۴۱۶ھ ص ۳۱۲

واعتراف کر لیا، چنانچہ حضرت علی نے خلفائے ثلاثہ کی مخالفت نہیں کی اور ان کے مقابلہ میں تلوار نہیں اٹھائی اور نہ ہی لوگوں کو ان کے خلاف بھڑکایا، پس آپ کا یہ عمل اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ نے ان کی خلافت کی تصدیق کی، اسی وجہ سے ہم ان کو قبول کرتے ہیں اور ان کے بے قصور ہونے اور ان کے حق میں خیر و صلاح کے قائل ہیں، ورنہ اگر حضرت علی ان حضرات سے جنگ کرتے اور ان کے خلاف تلوار اٹھا لیتے اور ان سے جنگ کرنے کے لئے لوگوں کو دعوت دیتے تو ہم بھی ان کے فاسق و فاجر اور گمراہ ہونے کا اقرار و اعتراف کر لیتے " (۱)

شیعوں کے دوسرے نام:

حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے بعد جب تشیع وسیع تر ہوئی تو شیعہ نام کے علاوہ آہستہ آہستہ اور دوسرے عناوین جیسے علوی، امامی، حسینی، اثنا عشری، خاصہ، جعفری ترابی، رافضی، خاندان رسالت کے دوستوں کے لئے استعمال ہونے لگے اگرچہ عام طور پر اہل بیت کے دوستوں کو شیعہ ہی کہتے تھے، یہ القاب اور عناوین مختلف مناسبتوں سے شیعوں کے متعلق کہے گئے کبھی مخالفین یہ القاب شیعوں کی سرزنش اور ان کو تحقیر کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے، چنانچہ معاویہ کے زمانے میں بنی امیہ اور اہل شام علی کے القاب اور کنیت مینسے آپ کو ابو تراب اور آپ کے شیعوں کو ترابی کہتے تھے، معاویہ نے صفین

(۱) شرح نہج البلاغہ، ج ۳، ص ۹۸ ابن ابی الحدید معتزلی، طبع، دار الاحیاء الکتب العربیہ مصر، طباعت اول، ۱۳۷۸ھ ق اور حکمیت کے بعد جب عبداللہ بن خزرمی کو بصرہ بھیجنا چاہتو تمام قبیلوں کے بارے میں اس نے بہت تاکید کی لیکن قبیلہ ربیعہ کے بارے میں کہا کہ: ربیعہ کو چھوڑو اس لئے کہ اس کے تمام افراد ترابی ہیں۔ (۱) مسعودی کے بقول ابو مخنف کے پاس ایک کتاب تھی جسکا نام " اخبار الترابیین" تھا، مسعودی اس کتاب سے نقل کرتا ہے کہ جس میں (عین الورد کے حوادث) کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (۲) رافضی عنوان کو مخالفین، شیعوں پر اطلاق کرتے تھے اور اکثر جب کسی کو چاہتے تھے کہ اس پر دین کو چھوڑنے کی تہمت لگائیں تو اس کو رافضی کہتے تھے۔

چنانچہ شافعی کہتے ہیں:

ان کان رفضاً حب آل محمد

فلیشہد النّقلان انی رافضی

یعنی اگر آل محمد علیہم السلام کی دوستی رفض ہے تو جن وانس گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔ (۳) (۴)

تاریخ میں آیا ہے کہ زید بن علی کے قیام کے بعد شیعوں کو رافضی کہا جاتا تھا،

.....

(۱) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ ج ۲ ص ۴۲۳

(۲) مسعودی، مروج الذهب، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۱۴۱ھ ج ۳ ص ۱۵

(۳) بیہمی مکی، الصواعق المحرقة ص ۱۲۳،

(۴) الامین، سید محسن، اعیان الشیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۲۱

شہرستانی کہتا ہے: جس وقت شیعیان کوفہ نے زید بن علی سے سنا کہ وہ شیخین پر تیرا نہیں کرتے اور افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت کو جائز جانتے ہیں تو ان کو چھوڑ دیا اور وہ اسی وجہ سے رافضی کہلانے لگے، کیونکہ رفض کے معنی چھوڑنے کے ہیں۔ (۱)

علوی لقب کے بارے میں سید محسن امین لکھتے ہیں: عثمان کے قتل نیز معاویہ کے حضرت علی سے برسر پیکار ہونے کے بعد معاویہ کی پیروی کرنے والوں کو عثمانی کہا جاتا تھا کیونکہ وہ عثمان کو دوست رکھتے تھے اور حضرت علی سے نفرت کرتے تھے اور حضرت علی کے چاہنے والوں پر شیعہ کے علاوہ علوی ہونے کا بھی اطلاق ہوتا ہے اور یہ طریقہ کار بنی امیہ کے دور حکومت کے آخر تک جاری رہا اور عباسیوں کے زمانے میں علوی اور عثمانی نام منسوخ ہو گئے اور صرف شیعہ اور سنی استعمال ہوئے لگا، (۲) شیعوں کے لئے دوسرا نام امامی تھا جو زیدیوں کے مقابلے میں بولا جاتا تھا۔

چنانچہ ابن خلدون لکھتا ہے: بعض شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ روایات صریح دلالت کرتی ہیں کہ امامت صرف علی کی

ذات میں منحصر ہے اور یہ امامت ان کے بعد ان کی اولاد میں منتقل ہو جائے گی، یہ لوگ امامیہ ہیں اور شیخین سے بیزارى کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے علی کو مقدم نہیں کیا اور ان کی بیعت نہیں کی، یہ لوگ ابو بکر اور عمر کی امامت کو قبول نہیں کرتے بینا اور بعض شیعہ اس بات کے قائل ہیں کہ پیغمبرؐ نے اپنی جگہ پر کسی کو معین نہیں کیا بلکہ

(۱) شہرستانی، ملل و نحل، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ھ ج: ۱، ص ۱۳۹
(۲) امین، سید محسن، اعیان الشیعہ ص ۱۹

امام کے اوصاف بیان کر دینے کہ جو صرف امام علی پر منطبق ہوتے ہیں اور یہ لوگوں کی کو تابى تھی کہ انہوں نے ان کو نہیں پہچانا، وہ لوگ جو شیخین کو برا نہیں کہتے ہیں وہ فرقہ زیدیہ میں سے ہیں۔ (۱)
امام اور ان کے اصحاب کی شہادت کے بعد جو اشعار کہے گئے ہیں اور ابھی تک باقی ہیں ان سے بخوبی معلوم کیا جاسکتا ہے کہ امام مظلوم کی شہادت کے بعد ان کے شیعوں کو حسینی بھی کہا جاتا تھا، ان لوگوں نے اپنے کو اکثر اشعار میں حسینی اور دین حسین پر اپنے آپ کو پہنچوا یا ہے۔ (۲)
ابن حزم اندلسی اس بارے میں کہتے ہیں: رافضیوں میں سے کچھ حسینی ہیں کہ جو ابراہیم (ابن مالک) اشتر کے اصحاب میں سے ہیں کہ جو کوفہ کی گلیوں میں گھومتے پھرتے تھے اور "یا لثارات الحسین" کا نعرہ لگاتے تھے ان کو (حسینی) کہا جاتا تھا۔ (۳)
لیکن قطعاً کانام امام موسیٰ کاظم کی شہادت کے بعد واقفہ کے مقابلہ میں شیعوں پر اطلاق ہوتا تھا یعنی ان لوگوں نے امام موسیٰ کاظم کی شہادت کا قاطعیت کے ساتھ یقین کر لیا تھا اور امام رضا اور ان کے بعد آنے والے اماموں کی امامت کے قائل ہو گئے تھے جب کہ واقفہ امام موسیٰ کاظم کی شہادت کے قائل نہ تھے۔ (۴)

(۱) ابن خلدون، مقدمہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ ص ۱۹۷
(۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، مؤسسہ انتشارات علامہ، قم، ج ۴، ص ۱۰۲
(۳) عبد ربہ اندلسی، العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ ج ۲، ص ۲۳۴
(۴) شہرستانی، ملل و نحل، ص ۱۵۰

آج جعفریہ کالقب، فقہی اعتبار سے زیادہ تر اہل سنت کے چار مذاہب کے مقابل میں استعمال ہوتا ہے کیونکہ فقہ شیعہ امام جعفر صادق کے توسط سے زیادہ شیعوں تک پہنچی ہے اور زیادہ تر روایتیں بھی امام جعفر صادق سے نقل ہوئی ہیں، لیکن سید حمیری کے شعر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلمہ جعفری کانہ صرف فقہی لحاظ سے امام صادق کے زمانہ میں شیعوں پر اطلاق ہوتا تھا بلکہ اصولی لحاظ سے بھی تمام فرقوں کے مقابلہ میں نام استعمال ہوا ہے، سید حمیری اپنے شعر میں کہتے ہیں۔

"تجعفرت باسم الله والله اكبر"

میں خدا کے نام سے جعفری ہو گیا ہوں اور خداوند متعال بزرگ ہے۔ (۱)
سید حمیری کا مقصد جعفری ہونے سے فرقہ حقہ شیعہ اثنا عشری کے راستہ پر چلنا ہے کہ جو کیسانہ کے مقابلہ میں ذکر ہوا ہے۔

(۱) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب منشورات مؤسسة الاعلمی، ج: ۳، ص ۹۲

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغری تک

صحابہ کے درمیان حضرت علی کا مقام

حضرت علی کا اصحاب پیغمبرؐ کے درمیان ایک خاص مقام ہے، مسعودی کہتا ہے: وہ تمام فضائل و مناقب جو اصحاب پیغمبرؐ میں تھے جیسے اسلام میں سبقت، ہجرت، نصرت پیغمبرؐ، آنحضرتؐ کے ساتھ قرابت، قناعت، ایثار، کتاب خدا کا جاننا، جہاد، تقویٰ، ورع پرہیز گاری، زہد، قضا، فقہ وغیرہ یہ تمام فضیلتیں حضرت علی میں بدرجہ اتم موجود تھیں بلکہ ان کے علاوہ بعض فضیلتیں صرف آپ کی ذات گرامی سے مختص ہیں جیسے پیغمبرؐ کا بھائی ہونا اور پیغمبرؐ کا آپ کے بارے میں فرمانا: یا علی: تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی، اور یہ بھی کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، اے اللہ! علی کے دوستوں کو دوست رکھ اور علی کے دشمن کو دشمن قرار دے اور جب انس بھنے ہوئے پرندے کو لے کر حاضر ہوئے تو پیغمبرؐ نے دعا کی: پرور دگار! اپنی محبوب ترین مخلوق کو بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ کھا نا کھائے اس وقت حضرت علی وارد ہوئے اور آپ نے پیغمبرؐ کے ساتھ کھانا کھایا، جب کہ پیغمبرؐ کے تمام اصحاب ان فضائل سے محروم تھے۔ (۱)

بنی ہاشم میں بھی حضرت علی پیغمبرؐ سے سب سے زیادہ نزدیک تھے بچپن ہی سے آپ نے پیغمبرؐ کے گھر اور انہیں کے زیر نظر تربیت پائی۔ (۲)

آپ شب ہجرت پیغمبرؐ کے بستر پر سوئے اور پیغمبرؐ کی امانتوں کو صاحبان امانت تک پہنچایا اور مدینہ میں آپ سے ملحق ہوئے۔ (۳)

ان سب سے اہم بات یہ ہے کہ رسول خداؐ نے اسلام میں حضرت علی کے مقام کو آغاز پیغمبری ہی میں معین فرمادیا تھا، جس وقت پیغمبرؐ کو حکم ہوا کہ اپنے قرابت داروں کو ڈرائیں اس جلسہ میں جو پیغمبرؐ کی مدد کے لئے حاضر ہوئے وہ صرف علی تھے اس کے بعد رسولؐ نے اسی جلسہ میں خاندان کے بزرگوں کے درمیان یہ اعلان کر دیا کہ

- (۱) مسعودی، علی بن حسین مروج الذهب، مؤسسة الاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ ج ۲ ص ۴۶۶
(۲) ابوالفرج اصفہانی، مقتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۶ھ ص ۱
(۳) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۲۹۴

علی میرے وصی وزیر، خلیفہ اور جانشین ہیں جب کہ حضرت علی کا سن تمام حاضرین سے کم تھا (۱)
پیغمبر اکرمؐ نے مختلف مقامات پر مناسبت کے لحاظ سے حضرت علی کی موقعیت اور ان کے مقام کو لوگوں کے سامنے بیان کیا ہے اور ان کے مقام کے لئے خاص تاکید کی ہے، خاص طور پر اسلام کے پھیلنے کے بعد کافی لوگ جو مسلمانوں کے لباس میں آگئے تھے خصوصاً قریش کا حسد خاندان بنی ہاشم و رسالت سے کافی زیادہ ہو چکا تھا، ابن شہر آشوب نے عمر بن خطاب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:
میں علی کو اذیت دے رہا تھا کہ پیغمبرؐ سے ملاقات ہو گئی تو آپ نے فرمایا: اے عمر! تو نے مجھے اذیت دی ہے عمر نے کہا: خدا کی پناہ کہ میں اللہ کے رسول کو اذیت دوں، آپ نے فرمایا تو نے علی کو اذیت دی ہے اور جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

مصعب بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے: مینا اور ایک دوسرا شخص مسجد میں علی کو برا بھلا کہہ رہے تھے، پیغمبرؐ غضب ناک حالت میں ہماری طرف آئے اور فرمایا: کیوں مجھ کو اذیت دے رہے ہو جس نے علی کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

بیشی نقل کرتا ہے: بریدہ اسلمی ان لوگوں میں سے ہے کہ جو حضرت علی کی سپہ سالاری میں یمن گئے تھے وہ کہتا ہے کہ میں لشکر سے پہلے مدینہ واپس آگیا لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا خبر ہے؟ میں نے کہا: خبر یہ ہے کہ خدا نے مسلمانوں کو کامیاب کر دیا ہے پھر لوگوں

- (۱) یوسفی غروی، محمد بادی، موسوعة التاريخ الاسلامی، مجمع الفکر الاسلامی، قم، طبع اول ۱۷۴۱۷ھ ج ۱ ص ۱۰

نے دریافت کیا کہ تو تم کیوں پہلے واپس آگئے؟ میں نے کہا: علی نے ایک کنیز خمس میں سے اپنے لئے مخصوص کر لی ہے مینا یابوں تاکہ اس بات کی خبر پیغمبرؐ کو دوں، جس وقت یہ خبر پیغمبرؐ تک پہنچی تو پیغمبرؐ ناراض ہوئے اور آپ نے فرمایا: آخر کیوں کچھ لوگ علی کے بارے میں چونچرا کرتے ہیں جس نے علی پر اعتراض کیا اس نے مجھ پر اعتراض

کیا ہے جو علی سے جدا ہوا وہ مجھ سے جدا ہوا، علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، وہ میری سرشت سے خالق ہوئے ہیں اور میں سرشت ابراہیم سے، اگرچہ مینابراہیم سے افضل ہوں، اے بریدہ! کیا تم نہیں جانتے کہ علی ایک کنیز سے زیادہ کے مستحق بینا اور وہ میرے بعد تمہارے ولی ہیں۔ (۱)

ابن شہر آشوب نے بھی اس طرح کی حدیث محدثان اہل سنت سے نقل کی ہے جیسے ترمذی، ابو نعیم، بخاری و موصلی وغیرہ۔ (۲)

ابن شہر آشوب انس بن مالک سے نقل کرتے ہیں :

رسول اسلامؐ کے زمانہ میں اگر کسی کو پہچاننا چاہتے تھے کہ کون حرام زادہ ہے اور کون حرام زادہ نہیں ہے تو اس کو علی بن ابی طالب کے بغض سے پہچانتے تھے، جنگ خیبر کے بعد لوگ اپنے بچوں کو اپنی آغوش میں لے کر لے جاتے تھے جب راستہ میں علی کو دیکھتے تھے اور وہ باتھوں سے حضرت علی کی طرف اشارہ کرتے تھے اور بچہ سے پوچھتے تھے کہ اس شخص

(۱) بیہمی، نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ج ۹، ص ۱۷۳

(۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ص ۲۱۱، ۲۱۲

کو دوست رکھتے ہو اگر بچہ نے کہا: ہاں تو اس کا بوسہ لیتے تھے اور اگر وہ کہتا تھا نہیں، تو اس کو زمین پر اتار دیتے اور کہتے کہ اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ، عبادہ بن صامت کا بھی کہنا ہے: ہم اپنی اولاد کو بھی علی بن ابی طالب کی محبت پر آزما تے تھے اگر دیکھتے تھے کہ ان مینسے کوئی ایک بھی حضرت علی کو دوست نہیں رکھتا تو سمجھ لیتے تھے کہ یہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا۔ (۱)

پیغمبر اکرمؐ کی عمر کے آخری سال گزرنے کے ساتھ ساتھ مولا علی کی جانشینی کا مسئلہ عمومی تر ہوتا گیا اور اس قدر عام ہوا کہ لقب وصی حضرت علی سے مخصوص ہو گیا جس کو دوست و دشمن سبھی قبول کرتے تھے خاص کر رسول اکرمؐ نے تیوک جانے سے پہلے حضرت علی سے فرمایا: اے علی! تم میرے لئے ایسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حجۃ الوداع کے موقع پر بھی پیغمبرؐ نے منیٰ و عرفات کے میدان میں اپنی تقریروں کے ذریعہ لوگوں کے کانوں تک یہ بات پہنچا دی تھی کہ میرے بارہ جانشین ہوں گے جو سب کے سب بنی ہاشم سے ہوں گے۔ (۲)

بالآخر مکہ سے واپسی پر غدیر خم کے میدان میں خدا کا حکم آیا کہ تمام مسلمانوں کے درمیان علی کی جانشینی کا اعلان کر دیں، رسول اکرمؐ نے مسلمانوں کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور اونٹ کے کجاؤں کے منبر پر تشریف لے گئے اور مفصل تقریر کے بعد فرمایا:

(۱) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ص ۲۰۷

(۲) مرتضیٰ عاملی، سید جعفر، الغدیر والمعارضون، دار السیر، بیروت، ۱۴۱۷ھ، ص ۶۶، ۶۷

(من کنت مولاہ علی مولاہ اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ)

اس کے بعد لوگوں کو حکم دیا کہ علی کی بیعت کریں اس مطلب کی تفصیل علامہ امینی نے الغدیر کی پہلی جلد میں بیان کی ہے، رسول خداؐ نے مسلمانوں میں اعلان کر دیا کہ کون میرا جانشین ہے اسی بنا پر لوگوں کو یقین تھا کہ پیغمبرؐ کی وفات کے بعد علی ان کے جانشین ہوں گے، زبیر بن بکر اس سلسلے میں لکھتا ہے :

تمام مہاجرین اور انصار کو اس بارے میں بالکل شک نہیں تھا کہ رسول خداؐ کی وفات کے بعد حضرت علی خلیفہ اور صاحب الامر ہونگے۔ (۱)

یہ مطلب زمانہ سقیفہ کے اشعار سے بخوبی آشکار ہے اور یہ اشعار اس مطلب پر دلیل ہیں جب کہ ان اشعار میں مختصر سی تحریف ہوئی ہے عتبہ بن ابی لہب نے سقیفہ کے واقعہ کے بعد اور ابوبکر کے خلیفہ بن جانے کے بعد اس طرح اشعار پڑھے ہیں -

ما کنت احسب ان الأمر منصرف

عن ہاشم ثم منها عن ابی حسن
میں نے اس بات کا گمان بھی نہیں کیا تھا کہ خلافت کو بنی ہاشم اور ان کے درمیان ابوالحسن یعنی حضرت علی سے چھین
لینگے۔

الیس اول من صلیٰ لقبتم
و اعلم الناس بالقرآن و السنن

.....

(۱) زبیر بن بکار، الاخبار الموفقیات، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۶ھ، ص ۵۸

کیا وہ سب سے پہلے شخص نہیں ہیں جنہوں نے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور لوگوں میں قرآن و سنت کو سمجھنے
میں سب سے دانا ہیں۔

و اقرب الناس عهداً بالنبیؐ و من
جبرئیل عون له فی الغسل و الکفن
وہ لوگوں میں سب سے آخری شخص ہیں جس نے پیغمبرؐ کے چہرے پر نگاہ کی، جبرئیل آنحضرت کے غسل و کفن میں ان
کی مدد کر رہے تھے۔

ما فیہ ما فیہم لا یمتروں بہ
و لیس فی القوم ما فیہ من الحسن
جو کچھ ان کے پاس ہے اور جو کچھ دوسروں کے پاس ہے اس کے بارے میں فکر نہیں کرتے در حالانکہ قوم میں کوئی ایسا
شخص نہیں ہے جس کی نیکیاں ان کے برابر ہوں

ماذا الذی ردیم عنہ فتعلمہ
با ان ذا غبننا من اعظم الغبن
کون سی ایسی چیز ہے جس نے ان کو ان سے برگشتہ کر دیا ہے، جان لو کہ یہ ہمارا ضرر بہت بڑا نقصان ہے۔
ان اشعار کے کہنے کے بعد حضرت علی نے اس سے سفارش کی کہ دوبارہ ایسا نہیں کرنا اس لئے ہمارے لئے دین کی
سلامتی سب سے زیادہ اہم نکلے۔ (۱)

.....

(۱) زبیر بن بکار، الاخبار الموفقیات، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۶ھ، ص ۵۸

ابن ابی عبرہ قرشی نے بھی یہ شعر پڑھے :
شکراً لما ہو بالثنا ع حقیق
ذہب أجاج و بویع الصدیق
اس کا شکر جو تعریف کے لائق ہے، صدیق کی بیعت کی گئی اور ہمارے درمیان جھگڑا ختم ہو گیا۔

کنا نقول لها علی و الرضا
عمر و اولاہم بذاک عتیق
ہم کہتے تھے کہ علی خلافت کے حقدار ہیں اور ہم عمر سے بھی راضی تھے لیکن اس مورد میں ان کے درمیان سب سے
بہتر ابو بکر نکلے۔ (۱)

خلافت کے موقع پر وہ اختلاف جو سقیفہ کی بنا پر قریش و انصار کے درمیان پیدا ہوا اور عمرو عاص نے انصار کے
خلاف گفتگو کی نعمان بن عجلان جو انصار کے شعراء میں سے ایک تھے انہوں نے عمرو عاص کے جواب میں اشعار

کہے جو علی کے حق کی وضاحت کرتے ہیں۔

فقتل قریشٍ نحن اصحاب مكة
و یوم حنین و الفوارس فی بدر
قریش سے کہو ہم فتح مکہ کے لشکر، جنگ حنین اور بدر کے سواروں میں سے ہیں
.....

(۱) زبیر بن بکر، الاخبار الموفقیات، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۶، ۱۴۱۶ھ ص ۵۸۰

و قلت حرام نصب سعد و نصبکم
عتیق بن عثمان حلال ابا بکر
تم نے کہا سعد کو خلافت پر منصوب کرنا حرام ہے اور تمہارا عتیق بن عثمان، (ابوبکر) کو نصب کرنا جائز ہے۔

و اہل ابو بکر لہا خیر قائم
و ان علیاً کان اخلق بالامر
اور تم نے کہا ابو بکر اس کے اہل ہیں اور اس کو انجام دے سکتے ہیں جبکہ علی لوگوں میں سب سے زیادہ خلافت کے
حقدار و سزاوار تھے۔

وکان ہوانا فی علی و انہ
لاہل لہا یا عمرو من حیث لاتدری
ہم علی کے طرفدار تھے اور وہ اس کے اہل تھے لیکن اے عمر و! تو اس بات کو نہیں سمجھتا .

فذاک بعون اللہ یدعو الی الہدی
و ینہی عن الفحشاء و البغی و النکر
یہ علی ہیں جو خدا کی مدد سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں، علی ہیں جو ظلم و فحشا سے روکتے ہیں اور نبی عن المنکر
کرتے ہیں۔

وصی النبی المصطفیٰ و ابن عمہ
و قاتل فرسان الضلالة و الکفر
یہ علی بنجو وصی مصطفیٰ اور ان کے بھائی ہیں جو کفر و ضلالت کے پہلوانوں کو قتل کرنے والے ہیں۔ (۱)

حسان بن ثابت نے بھی فضل بن عباس کے شکر یہ کی وجہ سے کہجہنہوں نے حضرت علی کے حکم سے انصار کا دفاع کیا،
ان اشعار کو پڑھا:
جزی اللہ عنا و الجزابکفہ
ابا حسن عنا و من کان کابی حسن
خدا ہماری طرف سے ابوالحسن کو جزائے خیر دے کیوں کہ جزا اسی کے ہاتھ میں ہے اور کون ہے جو کہ علی کے مانند
ہے؟

سبقت قریش بالذی انت اہلہ
فصدرک مشروح و قلبک ممتحن
علی ہی اس کے اہل تھے قریش پر سبقت لے گئے آپ کا سینہ کشادہ اور قلب امتحان شدہ (پاک و پاکیزہ) ہے۔

حفظت رسول اللہ فینا و عہدہ

اليك و من اوليٰ به منك من و من
پيغمبرؐ کی سفارش کو ہمارے بارے میں حفظ کیا آپ کے علاوہ کون ہے جو رسولؐ کا ولی اور جانشین ہو؟

الست اخاه في الهدى و وصيته
واعلم منه بالكتاب و السنن

.....

(۱) زبير بن بكار، الاخبار الموفقيات، منشورات شريف الرضى، قم، ۱۶، ۱۴، ۱۵ ص ۹۲

کیا آپ وہ نہیں ہیں جو ہدایت میں پیغمبرؐ کے بھائی اور ان کے وصی اور لوگوں میں کتاب و سنت کے سمجھنے میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں؟ (۱)
ابو سفیان بھی شروع میں (سقیفہ کی) خلافت کا مخالف تھا اور حضرت علی کی طرف سے دفاع کرتا تھا، تقریر کے علاوہ جو اس نے سلسلہ میں کہے ہیں وہ ذیل کے اشعار کہ جس کی نسبت اس کی طرح دی گئی ہے :
بنی ہاشم لاتطمعوا الناس فيكم
ولا سيما تيم بن مرة او عدى (۲)
اے بنی ہاشم! تم اس بات کی اجازت نہ دو کہ دوسرے تمہارے کام میں لالچ کریں بالخصوص تيم بن مرہ یا عدی ۔

فما الأمر الا فيكم و اليكم
و ليس لها الا ابو الحسن على
خلافت فقط تمہارا حق ہے اور صرف ابو الحسن علی اس کے اہل اور سزاوار ہیں۔ (۳)

غدیر کے دن حسان بن ثابت جو شاعر پیغمبرؐ کہے جاتے تھے رسول اسلامؐ سے اجازت مانگی اور غدیر کے واقعہ کو اپنے اشعار میں اس طرح پیش کیا :

.....

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شريف الرضى، قم، طبع اول ۱۴۱۴ ھ ج ۲ ص ۱۲۸
(۲) تيم ابو بكر کا اور عدی عمر کا قبیلہ تھا ۔
(۳) ابن واضح، تاریخ یعقوبی ص ۱۲۶

بناديهم يوم الغدير نبيهم
بخم واسمع بالنبي منادياً
مسلمانوں کا پیغمبرؐ غدیر خم کے دن ان کو آواز دیتا ہے لوگو آؤ پیغمبرؐ کی آواز کو سنو

وقد جاء جبرئيل عن امر ربه
بانك معصوم فلاتك وانيا
جبرئیل خدا کی طرف سے پیغام لائے کہ (اے رسولؐ) تم خدا کی حفظ و امان میں ہو لہذا اس سلسلہ میں سستی و غفلت نہ برتو۔

و بلّغهم ما انزل الله ربهم
اليك ولا تخش هناك الا عاديا
جو کچھ تمہارے خدا نے تم پر نازل کیا ہے اس کو پہنچا دو اور اس موقع پر دشمنوں سے نہ ڈرو۔

وتقام به اذ ذاك رافع كفّه
بكف على معلن الصوت عاليا

علی کو اپنے ہاتھوں سے اٹھایا اس طرح سے کہ علی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر بلند کیا اور بلند آواز سے اعلان کیا۔

فقال فمن مولاکم و ولیکم

فقالوا ولم یبدوا هناک تعامیا

اس کے بعد لوگوں سے کہا: کون ہے تمہارا مولا و ولی؟ پس انہوں نے بے توجہی کا ثبوت دئے بغیر کہا۔

الہک مولانا وانت ولینا

ولن تجدن فینا لک الیوم عاصیا

آپ کا خدا ہمارا مولا ہے اور آپ ہمارے ولی ہیں؟ ہم میں سے کوئی بھی سرکش نہیں ہے۔

فقال قم یا علی فاننی

رضیتک من بعدی اماماً و ہادیاً

اس کے بعد آپ نے فرمایا: اے علی! اٹھو میں راضی ہوں اس بات سے کہ تم میرے بعد امام اور ہادی ہو گے۔

فمن کنت مولا ہ فهذا ولیہ

فکونو لہ انصار صدق مولیاً

اس کے بعد کہا جس شخص کا میں مولا ہوں اس کے یہ علی بھی مولا ہیں تم لوگ ان کے حقیقی اور سچے دوست بنو۔

ہناک دعا اللهم وال ولیہ

وکن للذی عادى علیاً معادياً

اس مقام پر رسولؐ نے دعا کی: خدایا! علی کے دوست کو دوست رکھ اور علی کے دشمن کو دشمن قرار دے۔

فیارب انصر ناصرہ لنصرہم

امام ہدی کالیدر یجلوا الدیا جیا (۱)

پرور دگار! علی کی مدد کرنے والوں کی مدد کر کیونکہ جس طرح تاریک شب میں چاند ہدایت کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے

چاہنے والوں کی ہدایت کرتے ہیں۔

ان اشعار میں حسان نے پیغمبر اسلامؐ کی تقریر جو علی کے بارے میں تھی ان کو امام، ولی اور ہادی جاناکہ جو امت کی

رہبری اور زعامت کی وضاحت کرتی ہے

ہاں! عام مسلمان اس بات کا گمان نہیں کرتے تھے کہ پیغمبرؐ کے بعد کوئی بھی پیغمبرؐ کی جانشینی اور خلافت کے بارے میں

علی سے جھگڑا کرے گاجیسا کہ معاویہ نے محمد بن ابی بکر کے خط کے جواب میں تحریر کیا کہ رسولؐ کے زمانہ میں

میں اور تمہارے باپ ابوطالب کے بیٹے کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھتے تھے اور ان کے فضل کو اپنے اوپر آشکار

جانتے تھے پیغمبرؐ کی رحلت کے بعد تمہارے باپ اور عمر سب سے پہلے وہ شخص تھے کہ جنہوں نے علی کے مرتبہ کو

گھٹا یا اور لوگوں سے اپنی بیعت لی۔ (۲)

یہی وجہ ہے وہ لوگ جو پیغمبرؐ کی زندگی کے آخری مہینوں میں مدینہ میں تھے انہیں بعد وفات پیغمبرؐ بعض انجام دی

جانے والی سازشوں کا علم نہیں تھا، جیسے خالد بن سعید

.....

(۱) امینی، عبد الحسین، الغدیر، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۶ ہجری شمسی ج، ۱ ص ۱۱، ج ۲، ص ۳۹

(۲) بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، انساب الاشراف، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت، ۱۳۹۴ھ، ج ۲، ص ۳۹۶

اور ابوسفیان پیغمبرؐ کی وفات کے بعد جب مدینہ آئے تو انے دیکھا کہ ابوبکر پیغمبرؐ کی جگہ بیٹھے ہیں اور خود کو

پیغمبرؐ کا خلیفہ بنا رہے ہیں ان لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ (۱)

حتیٰ کہ جب ابو سفیان سفر سے واپس آیا اور ان حالات کو دیکھا تو عباس بن عبدالمطلب اور علی کے پاس گیا اور ان سے درخواست کی کہ اپنا حق لینے کے لئے قیام کریں لیکن انہوں نے اس کی بات کو قبول نہیں کیا، البتہ ابو سفیان کی نیت میں خلوص نہیں تھا۔ (۲)

اگر چہ پیغمبر اکرم ﷺ کے اکثر صحابہ نے ابو بکر کی خلافت کو قبول کر لیا لیکن علی کے کی فضیلت و برتری کو نہیں بھولے جب آپ مسجد میں ہوتے تھے شرعی مسائل میں آپ کے علاوہ کوئی فتویٰ نہیں دیتا تھا کیونکہ آپ کو رسول اکرم ﷺ کی صاف و صریح حدیث کی بنا پر امت میں سے زیادہ صحیح فیصلہ کرنے والا جانتے تھے۔ (۳)

حضرت عمر کا کہنا تھا کہ خدانہ کرے کوئی مشکل پیش آئے اور ابو الحسن نہ ہوں۔ (۴)

نیز اصحاب پیغمبر ﷺ سے کہتے تھے ؛ جب تک علی مسجد میں موجود رہیں ان کے علاوہ کوئی بھی فتویٰ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ (۵)

.....

- (۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی منشورات شریف الرضی، قم، طبع اول، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۱۲۶
- (۲) ابن اثیر، عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکریم، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، داراحیاء التراث العربی بیروت، ج ۳، ص ۱۲، ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۲۶
- (۳) بلاذری، انساب الاشراف، ص ۹۷
- (۴) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۱، ص ۱۸
- (۵) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۱، ص ۱۸

اگر چہ علی نے پیغمبر کی وفات کے بعد سیاسی اقتدار حاصل نہیں کیا لیکن آپ کے فضائل و مناقب کو یہی اصحاب پیغمبرؐ بیان کرتے ہیں، ابن حجر بیہمی جو اہل سنت کے متعصب عالموں میں سے ہیں انہوں نے حدیث غدیر کے راویوں کی تعداد تیس افراد بتائی ہے۔ (۱)

لیکن ابن شہر آشوب نے حدیث غدیر کے اصحاب میں راویوں کی تعداد اسی (۸۰) بیان کی ہے۔ (۲)

لیکن علامہ امینی نے حدیث غدیر کے راویوں کی تعداد جو صحابہ سے نقل ہوئی ہے ایک سو دس ذکر کی ہے کہ جس کی تفصیل یوں ہے:- (۳)

ابو ہریرہ، ابو لیلیٰ انصاری، ابو زینب انصاری، ابو فضالہ انصاری، ابو قدامہ انصاری، ابو عمرہ بن محسن انصاری، ابو الہیثم بن تہان، ابو رافع، ابو ذؤیب، ابو بکر بن ابی قحافہ، اسامہ بن زید، بی بن کعب، اسعد بن زرارہ انصاری، اسماء بنت عمیس، ام سلمہ، ام ہانی، ابو حمزہ انس بن مالک انصاری، براء بن عازب، بریدہ اسلمی، ابوسعید ثابت بن ودیعہ انصاری، جابر بن سمیرہ، جابر بن عبد اللہ انصاری، جبلیہ بن عمرو انصاری، جبیر بن مطعم قرشی، جریر بن عبد اللہ بجلي، ابوذر جندب بن جنادہ، ابو جنیدہ انصاری، حبہ بن جوین عرنی، حبشی بن جنادہ سلولی، حبیب بن بدیل بن ورقاء خزاعی، حذیفہ بن اسید غفاری، ابو ایوب خالد زید انصاری، خالد بن ولید مخزومی، خزیمہ بن

.....

- (۱) صواعق المحرقہ، مکتبہ قاہرہ، طبع ۱۳۸۵، ص ۱۲۲
- (۲) مناقب آل ابی طالب، مؤسسہ انتشارات علامہ، ج ۳، ص ۲۵ و ۲۶
- (۳) الغدیر، دارالکتب الاسلامیہ، تہران، ج ۱، ص ۱۰۱

ثابت، ابو شریح خویلد بن عمرو خزاعی، رفاعہ بن عبد المنذر انصاری، زبیر بن عوام، زید بن ارقم، زید بن ثابت، زید بن یزید انصاری، زید بن عبد اللہ انصاری، سعد بن ابی وقاص، سعد بن جنادہ، سلمہ بن عمرو بن اکوع، سمرہ بن جندب، سہل بن حنیف، سہل بن سعد انصاری، صدی بن عجلان، ضمیرہ الاسدی، طلحہ بن عبید اللہ، عامر بن عمیر، عامر بن لیلیٰ، عامر بن لیلیٰ غفاری، عامر بن وائل، عائشہ بنت ابی بکر، عباس بن عبدالمطلب، عبد الرحمن بن عبد ربہ انصاری، عبد الرحمن بن عوف قرشی، عبد الرحمن بن یعمر الدیلی، عبد اللہ بن ابی عبد الاثر مخزومی، عبد اللہ بن بدیل، عبد اللہ بن بشیر، عبد اللہ بن ثابت انصاری، عبد اللہ بن ربیعہ، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن ابی عوف، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن یامیل، عثمان بن عفان، عبید بن عازب انصاری، ابو طریف عدی بن حاتم، عطیہ بن بسر، عقبہ بن عامر، علی بن ابی طالب، عامر بن یاسر، عمارہ الخرزجی، عمر بن عاص، عمر بن مرہ جہنی، فاطمہ بن رسولؓ فاطمہ بنت حمزہ، عمر بن ابی سلمہ، عمران بن حصین خزاعی، عمر و بن حمق خزاعی، عمر و بن شراحیل، قیس بن ثابت انصاری، قیس بن سعد انصاری، کعب بن

عجرہ انصاری، مالک بن حویرث لیثی،مقداد بن عمرو، ناجیہ بن عمرو خزاعی، ابو ہریرہ فضلہ بن عتبہ اسلمی، نعمان بن عجلان انصاری، ہاشم مرقال، وحشی بن حرب، وہب بن حمزہ، ابو جحیفہ، وہب بن عبد اللہ و یعلیٰ بن مرہ۔ (۱)
حدیث غدیر کے راویوں کے درمیان وہ لوگ جو علی سے دشمنی رکھتے تھے جیسے ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، عبدالرحمن بن عوف، زیدبن ثابت، اسامہ بن زید، حسان بن ثابت،

(۱) الغدير، درالکتب الاسلامیہ، تہران، ج ۱، ص ۱۴-۶۱۔

خالد بن ولید، اور عائشہ کا نام لیا جاسکتا ہے حتیٰ کہ یہی صحابہ جو حضرت علی کے موافق بھی نہیں تھے لیکن اس کے باوجود کبھی آپ کی طرف سے آپ کے دشمن کے مقابلے میں دفاع بھی کرتے تھے جیسے سعد بن وقاص، یہ ان چھ لوگوں میں سے تھے جو عمر کے مرنے کے بعد انتخاب خلافت کے لئے چھ رکنی کمیٹی بنی تھی اور انہوں نے علی کے مقابلے میں عثمان کو ووٹ دیا نیز خلافت کے مسئلہ میں حضرت علی کی طرفداری اور حمایت بھی نہیں کی اور بے طرفی اختیار کی، وہ باتیں جو ان کے اور معاویہ کے درمیان ہوئیں تو انہوں نے معاویہ سے کہا: تو نے اس شخص سے جنگ و جدال کیا ہے جو خلافت میں تجھ سے زیادہ سزاوار تھا، معاویہ نے کہا: وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا: میرے پاس دلیل یہ ہے کہ ایک تو رسولؐ نے علی کے بارے میں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں بار الہا! علی کے دوستوں کو دوست اور علی کے دشمنوں کو دشمن رکھ اور دوسرے ان کے فضل و سابقہ کی وجہ سے (۱)

اسی طرح عمرو عاص کا بیٹا عبد اللہ جنگ صفین میں اپنے باپ کے ساتھ معاویہ کی طرف تھا، جب عمار قتل ہو گئے اور ان کے سر کو معاویہ کے پاس لایا گیا تو دو شخص آپس میں جھگڑنے لگے ہر ایک یہ دعویٰ کرنے لگا کہ عمار کو اس نے قتل کیا ہے عبد اللہ نے کہا: بہتر یہ ہے کہ تم میں سے ایک اپنا حق دوسرے کو بخش دے اس لئے کہ میں نے رسولؐ اسلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: عمار کو ایک ظالم گروہ قتل کرے گا معاویہ ناراض ہوا اور اس نے کہا:

(۱) بلاذری، انساب الاشراف، موسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع اول، ۱۳۹۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۰۹، اخطب خوارزمی، المناقب، منشورات، المكتبة الحیدریہ، نجف، ۱۳۵۸، ہجری ص ۶۰-۵۹

تو یہاں پر کیا کر رہا ہے عبد اللہ نے کہا: کیونکہ رسولؐ نے مجھ کو باپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اس لئے میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن جنگ نہیں کرونگا۔ (۱)

جناب عمار کا امیر المومنین کی رکاب میں موجود ہونا کہ رسولؐ اسلام نے عمار کے قاتل کو ایک ستم گار گروہ بتایا ہے اس پر آشوب دور میں یہ علی کی حقانیت کی بہترین گواہی تھی جس کا عمرو عاص کے بیٹے نے بھی اعتراف کیا۔

سقیفہ کی تشکیل میں قریش کا کردار
علی کی جانشینی کے بارے میں پیغمبرؐ کی تمام کوششوں اور واقعہ غدیر کے باوجود سقیفہ کا اجتماع واقع ہوا خدا کا فرمان زمین میں دھرا رہ گیا اور رسول اکرمؐ کا خانوادہ خانہ نشین ہو گیا، اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ قریش کے کردار کی نشاندہی کی جائے اس لئے کہ قریش ہی چاہتے تھے کہ پیغمبرؐ کی عترت کا حق غصب کریں، حضرت علی نے مختلف مقامات پر قریش کے مظالم اور خلافت حاصل کرنے کی کوشش کو بیان کیا ہے۔ (۲)

(۱) بلاذری، انساب الاشراف، ص ۳۱۲-۳۱۳

(۲) بطور نمونہ نہج البلاغہ، خطبہ ۱۷، میں فرماتے ہیں خدایا قریش اور ان لوگوں کے مقابلے میں جو ان کی مدد کرتے ہیں تجھ سے مدد چاہتا ہوں کیوں کہ انہوں نے میرے مرتبہ کو کم کیا اور وہ خلافت جو مجھ سے مخصوص تھی اس کے بارے میں میرے خلاف متفق ہو گئے، نہج البلاغہ، فیض الاسلام، ص ۵۵۵،
اس طرح اپنے بھائی عقیل کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں: قریش سخت گمراہی میں ہیں، ان کی دشمنی اور نا فرمانی معلوم ہے انہیں سرگردانی میں ہی چھوڑ دو اس لئے کہ انہوں نے مجھ سے جنگ ٹھان لی ہے جس طرح رسول اللہؐ سے جنگ پر تلے ہوئے تھے مجھ کو سزا دینے سے پہلے،
انہیں چاہئے کہ وہ قریش کو سزا دیں اور انہیں مزہ چکھانے کیونکہ انہوں نے رشتہ داری توڑ دی اور میرے بھائی کی حکومت مجھ

سے چھین لی۔

امام حسن نے جو خط معاویہ کو لکھا تھا اس میں سقیفہ کی تشکیل مینقریش کے کردار کو اس طرح بیان فرمایا : پیغمبرؐ کی وفات کے بعد قبیلہ قریش نے اپنے آپ کو اس حیثیت سے پہنچوایا کہ ہم لوگ پیغمبرؐ سے زیادہ نزدیک ہیں اور اسی دلیل کی بنا پر تمام عربوں کو کنارے کر دیا اور خلافت کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہم اہل بیت محمدؐ نے بھی یہی کہاتو ہمارے ساتھ

انصاف نہیں کیا اور ہم کو ہمارے حق سے محروم کر دیا۔ (۱)

امام باقر نے بھی اپنے ایک صحابی سے فرمایا : قریش نے جو ستم ہمارے اور ہمارے دوستوں اور شیعوں پر کئے ہیں اس کے بارے میں کیا کہوں؟ رسول خداؐ کی وفات ہوئی جب کہ پیغمبرؐ کے کہا تھا کہ لوگوں کے درمیان (خلافت کے لئے) اولیٰ ترین فرد کون ہے؟ لیکن قریش نے ہم سے روگردانی کی اور خلافت کو اس کی جگہ سے منحرف کر دیا ہماری دلیلوں کے ذریعہ انصار کے خلاف احتجاج کیا اور اس کے بعد خلافت کو ایک دوسرے کے حوالے کرتے رہے اور جس وقت ہمارے پاس واپس آئی تو بیعت شکنی کی اور ہم سے جنگ کی۔ (۲)

قریش کافی مدت پہلے ایسا عمل انجام دے چکے تھے جس سے لوگ سمجھ گئے تھے کہ یہ

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴

اٹھایا اور خود کو آل اللہ ، جبران اللہ اور سکان حرم اللہ کہلوانا شروع کر دیا ، اسی وسیلہ کی بنیاد پر انہوں نے اپنے مذہبی مقام کو استوار کر لیا۔ (۲)

اسی احساس برتری و اقتدار کی وجہ سے قریش نے کوشش شروع کی کہ اپنی برتری کو ثابت کریں چونکہ مکہ کعبہ کی وجہ سے عرب کے لئے مرکز تھا جزیرۃ العرب کے اکثر ساکنین وہاں آئے جاتے تھے، قریش اپنی رسومات کو مکہ آنے والوں پر تھوپتے تھے طواف کعبہ کے وقت لوگوں کو متوجہ کرتے تھے کہ حاجی ان سے خریدے ہوئے لباس میں طواف کریں (۳) لیکن رسول اکرم ﷺ ظاہر ہونے کے بعد انہوں نے احساس کیا کہ تعلیمات اسلامی ان کی برتری اور انحصار طلبی کے منافی ہے، قریش نے ان کو قبول نہیں کیا اور اپنی تمام

.....

(۱)سورہ قریش

(۲)تاریخ اسلام، مہدی پیشوا، ص ۵۲

(۳)ابن سعد ، الطبقات الکبری ، دار صادر ، بیروت ، ج ۱، ص ۷۲

طاقت کے ساتھ مخالفت میں کھڑے ہو گئے اور جو بھی اسلام کی نابودی کے لئے ممکن تھا اس کو انجام دیا لیکن ہوتا وہی ہے جو خدا چاہتا ہے، آخر کار پیغمبر ﷺ قریش پر کامیابی حاصل کر لی، آٹھویں ہجری میں قریش کے کچھ افراد مدینہ آئے اور مسلمانوں سے مل گئے لیکن دشمنی سے باز نہ آئے مثلاً حکم بن عاص نے پیمبر ﷺ کا مذاق اڑایا آنحضرت ﷺ نے اسے طائف کی جانب شہر بدر کر دیا۔ (۱)

جب قریش میں رسول اکرم ﷺ سے مقابلے کی طاقت نہیں رہی تو انہوں نے ایک نیا فارمولہ بنا یا کہ آنحضرت ﷺ کے جانشین سے مقابلہ کریں عمر نے ہمیشہ ابن عباس سے کہا: عرب نہیں چاہتے کہ نبوت اور خلافت تم بنی ہاشم کے درمیان جمع ہواسی طرح مزید کہا: (۲) اگر بنی ہاشم مینسے کوئی امر خلافت کا ذمہ دار بن گیا تو اس خاندان سے خلافت باہر نہیں جائے گی اور ہمارا اس میں کوئی حصہ نہیں ہوگا لیکن اگر بنی ہاشم کے علاوہ کوئی اس کا ذمہ دار ہو گیا تو وہ لوگ اپنے ہی درمیان ایک دوسرے کو منتقل کرتے رہیں گے۔ (۳)

اس زمانے کے لوگ بھی قریش کے اس رویہ سے آگاہ تھے جیسا کہ براء بن عازب نے نقل کیا کہ میں بنی ہاشم کے چاہنے والوں مینسے تھا جس وقت رسول اکرم ﷺ دنیا سے گئے تو مجھے اس بات کا ڈر ہوا کہ قریش بنی ہاشم سے خلافت کو نہ چھین لیں اور میں کافی حیران و سرگردان تھا۔ (۴)

.....

(۱) ابن اثیر، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۲، ص ۳۴

(۲) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۱، ص ۱۹۴

(۳) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۱، ص ۱۹۴

(۴) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۲، ص ۵۱

قریش کا ابو بکر اور عمر کی خلافت پر راضی ہونا خود ان کے فائدے میں تھا جیسا کہ ابوبکر نے مرتے وقت قریش کے کچھ لوگوں سے کہ جو اس کی عیادت کے لئے آئے تھے کہا: میں جانتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک یہ خیال کرتا ہے کہ میرے بعد خلافت اس کی طرف منتقل ہوگی لیکن میں نے تم میں سے بہترین شخص کو اس کے لئے چنا ہے۔ (۱)

ابن ابی الحدید کہتا ہے: قریش عمر کی طولانی خلافت کی وجہ سے ناراض تھے اور عمر بھی اس بات سے آگاہ تھے لہذا وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے تھے کہ وہ مدینہ سے باہر جائیں۔ (۲)

(۲) قبیلوں کی رقابت و حسادت

عربوں میں قبیلوں کے درمیان رقابت اور حسادت بہت تھی خدا وند عالم نے قرآن مجید میں سورہ تکوین (۳) اور سورہ سبأ (۴) میں اس مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے، زمانہ جاہلیت

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۱، ص ۱۱۰

(۲) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، ج ۲، ص ۱۵۹

(۳) تمہاری سرگرمی کا باعث زیادہ طلبی ہے یہاں تک کہ تم اپنے مرنے والوں کی قبروں سے ملاقات کرو۔
(۴) تم نے کہا : ہمارے پاس مال اور بیٹے زیادہ ہیں اسی وجہ سے ہم سزا نہیں پاسکتے ان سے کہہ دو کہ میرا خدا جب کسی کو چاہے گا اس کی روزی کم کر دے اور جب چاہے زیادہ کر دے گا لیکن زیادہ تر لوگ نہیں جانتے ہیں کہ اولاد اور مال کا زیادہ ہونا ان کو مجھ سے نزدیک نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ لوگ جو ایمان لائیں اور عمل صالح انجام دیں ۔

میں بنی ہاشم اور دوسرے تمام قبائل کے درمیان رقابت موجود تھی، زمزم کھودتے وقت جناب عبدالمطلب کے مقابلہ میں قریش کے تمام قبائل جمع ہو گئے تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ افتخار صرف عبدالمطلب کو حاصل ہو۔ (۱)
یہی وجہ ہے کہ ابو جہل کہتا تھا ہم بنی ہاشم سے ان کے شرف کی وجہ سے رقابت کرتے تھے وہ بھی لوگوں کو کھانا دیتے تھے تو ہم بھی لوگوں کو کھانا دیتے تھے، وہ لوگوں کو سواری مہیا کرتے تھے تو ہم بھی لوگوں کو سواری مہیا کرتے تھے، وہ لوگوں کو پیسے دیتے تھے ہم بھی لوگوں کو پیسے بانٹتے تھے اور ہم ان کے ساتھ اس طرح شانہ بشانہ بڑھ رہے تھے جیسے گھوڑوں کی دوڑ میں دو گھوڑے ساتھ چل رہے ہوں، یہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا : ہم میں ایک ایسا پیغمبر منتخب ہوا ہے کہ جس پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے اب ہم ان تک کیسے پہنچتے؟ خدا کی قسم! ہم اس پر برگر ایمان لائے اور نہ ہی ان کی تصدیق کی۔ (۲)

امیہ بن ابی اہصلت جو طائف کے اشراف میں سے تھا اس نے اسی وجہ سے اسلام قبول نہیں کیا اور پیغمبرؐ موعود کا سالہا سال انتظار کرتا رہا تاکہ اس انتظار میں خود کو اس منصب تک پہنچا دے جب اس کو بعثت رسولؐ کی خبر ملی پیروی کرنے سے اجتناب کیا اور اس کی علت یہ بتائی کہ مجھ کو تقیف کی عورتوں سے شرم آتی ہے، اور اس کے بعد کہتا ہے : کافی عرصہ تک مینان سے یہ کہتا رہا کہ وہ پیغمبر موعود مینہوگا کس طرح تحمل کروں کہ وہ مجھے بنی عبد مناف کے ایک جوان کا پیرو دیکھیں۔ (۳)

.....

- (۱) ابن ہشام، السیرة النبویہ، دارالمعرفة، بیروت، ج ۱، ص ۱۴۷، ۱۴۳
(۲) ابن ہشام، سیرة النبویہ، دار المعرفة، بیروت (بی تا) ج ۱ ص ۱۴۳، ۱۴۷
(۳) ابن قتیبہ، المعارف، منشورات الشریف الرضی، قم ۱۵، ۱۴۱۵ھ ص ۶۰، اور تاریخ اسلام، مہدی پیشوائی، زمانہ جاہلیت سے حجة الوداع تک، دانشگاه آزاد اسلامی، واحد اراک، ص ۸۸

لیکن اس حسد و رقابت کے باوجود خدا نے پیغمبرؐ کو کامیاب کیا اور قریش کی شان و شوکت کو خاک میں ملا دیا، اٹھویں ہجری کے بعد اکثر اشراف قریش مدینہ منتقل ہو گئے اور وہاں بھی خاندان پیغمبرؐ کو تکلیف دینے سے باز نہ آئے۔
ابن سعد نے نقل کیا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک نے عباس بن عبدالمطلب سے چند بار کہا : آپ کے والد عبدالمطلب اور بنی سہم کا بنہ غیظہ دونوں جہنم میں ہیں، آخر کار عباس غصہ ہو گئے اور اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کی ناک سے خون نکل آیا، اس شخص نے پیغمبرؐ سے آکر عباس کی شکایت کی رسولؐ نے اپنے چچا عباس سے اس بات کی وضاحت چاہی، عباس نے سارا قضیہ بیان کیا تو پیغمبرؐ نے فرمایا : کیوں عباس کو اذیت دیتے ہو؟ (۱)
حضرت علیؑ اپنے مخصوص کمال کی بنا پر زیادہ مورد حسد قرار پائے امام باقرؑ فرماتے ہیں کہ جب بھی رسول اکرمؐ علیؑ کے فضا ئل بیان کرنا چاہتے تھے یا اس آیت کی تلاوت کرنا چاہتے تھے جو علیؑ کی شان میں نازل ہوئی تھی تو کچھ لوگ مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے، اس طرح کی روایت نبی اکرمؐ سے بہت زیادہ وارد ہوئی ہیں۔ (۲)
آپؐ نے فرمایا: جس نے علیؑ سے حسد کیا اس نے مجھ سے حسد کیا اور جس نے مجھ سے حسد کیا وہ کافر ہو گیا۔ (۳)

.....

- (۱) طبقات الکبریٰ دار بیروت ۱۴۰۵ھ، ج ۴، ص ۲۴
(۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، مؤسسہ انتشارات ۱۴۶، قم، ج ۳، ص ۲۱۴
(۳) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، مؤسسہ انتشارات ۱۴۶، قم، ج ۳، ص ۲۱۴، ۲۱۳

یہاں تک کہ پیغمبرؐ کے زمانہ میں بعض افراد علیؑ سے حسد کرتے تھے اور آپ کو اذیت پہنچاتے تھے جیسا کہ سعد بن وقاص سے نقل ہوا ہے کہ میں اور دوسرے دو آدمی مسجد میں بیٹھے علیؑ کی برائی کر رہے تھے کہ پیغمبرؐ غصہ کی حالت میں ہم لوگوں کی طرف آئے اور فرمایا : علیؑ نے تمہارا کیا بگاڑا ہے؟ جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو

اذیت دی۔ (۱)

(۳) حضرت علی سے قریش کی دشمنی علی کی محرومیت اور مظلومیت کی اہم ترین دلیل قریش کی مخالفت اور دشمنی تھی کیونکہ وہ حضرت علی سے زک کہا چکے تھے حضرت نے رسول خدا کے زمانے میں جنگوں میں ان کے باپ، بھائیوں اور عزیزوں کو قتل کیا تھا، چنانچہ یعقوبی حضرت علی کی خلافت کے شروع کے حالات کے بارے میں لکھتا ہے: قریش کے مروان بن حکم، سعید بن عاص اور ولید بن عقبہ کے علاوہ تمام لوگوں نے حضرت علی کے ہاتھوں بیعت کی، ولید نے ان لوگوں کی طرف سے حضرت علی سے کہا: آپ نے ہم لوگوں کو نقصان پہنچایا ہے، بدر کے بعد میرے باپ کی گردن اڑانی سعید کے باپ کو جنگ میں قتل کیا اور جب عثمان نے مروان کے باپ کو مدینہ واپس بلا نا چاہا تو آپ نے اعتراض کیا۔ (۲) اسی طرح خلافت علی کے وقت عبید اللہ بن عمر نے امام حسن سے سفارش کی

.....

(۱) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، مؤسسہ انتشارات ۱۴۶، قم، ج: ۳، ص ۲۱۱
(۲) ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱، ج ۲، ص ۱۷۸

کہ آپ مجھ سے ملاقات کریں مجھے آپ سے کام ہے، جس وقت دونوں کی ملاقات ہوئی تو عبید اللہ بن عمر نے امام حسن سے کہا: آپ کے والد نے شروع سے آخر تک قریش کو نقصان پہنچایا لوگ ان کے دشمن ہو گئے ہیں آپ میری مدد کریں تاکہ ان کو بٹھا کر آپ کو ان کی جگہ بٹھادیا جائے۔ (۱)
جب ابن عباس سے سوال کیا گیا: کیوں قریش حضرت علی سے دشمنی رکھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: پہلے والوں کو حضرت علی نے واصل جہنم کیا اور بعد والوں کے لئے باعث عار ہو گئے، حضرت علی کے دشمن قریش کی اس ناراضگی سے فائدہ اٹھاتے تھے اور قضیہ کو مزید ہوا دیتے تھے۔ (۲)
عمر بن خطاب نے سعد بن عاص سے کہا: تو مجھے اس طرح دیکھ رہا ہے جیسے مینے ہی تیرے باپ کو قتل کیا ہو میں نے اس کو قتل نہیں کیا بلکہ علی نے ان کو قتل کیا ہے۔ (۳)
خود حضرت علی نے بھی ابن ملجم کے ہاتھوں سے ضربت کھانے کے بعد ایک شعر کے ضمن میں قریش کی دشمنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔
تکلم قریش تمنا ی لتقتلنی
فلا وربک ما فازوا وما ظفروا (۴)
قریش کی خود تمنا تھی کہ وہ مجھے قتل کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے۔

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۱، ص ۴۹۸
(۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ص ۲۲۰
(۳) ابن سعد، طبقات الکبریٰ، دار بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج ۵، ص ۳۱
(۴) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ص ۳۱۲

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

(۴) حضرت علی کا سکوت:

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ حضرت علی نے سقیفہ اور ابوبکر کی حکومت کے آغاز کے بعد کیوں اپنے حق سے صرف نظر کیا؟ چند ماہ کے استدلال اور احتجاجات کے بعد ہونے کا یقین کر لینے کے بعد حکومت کے خلاف مسلحانہ جنگ کیوں نہیں کی؟ جب کہ بعض بزرگ اصحاب پیغمبر ﷺ آپ کے واقعی طرفداروں میں تھے اور عمومی طور سے مسلمان بھی آپ

سے مخالفت نہیں رکھتے تھے، بہ طور کلی کہا جا سکتا ہے کہ امیر المومنین نے اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کو مد نظر رکھا اور سکوت اختیار کیا جیسا کہ خطبہ شفشقیہ میں آپ نے فرمایا:

"میں نے خلافت کی قباکو چھوڑ دیا اور اپنے دامن کو اس سے دور کر لیا حالانکہ میں اس فکر میں تھا کہ آیا تنہا بغیر کسی یا اور و مند گار کے ان پر حملہ کر دو نیا اس دم گھٹنے والی تنگ و تاریک فضا میں جوان کی کار ستانیوں کا نتیجہ تھی اس پر صبر کرو ناپسی فضا جس نے بوڑھوں کو فرسودہ بنادیا تھا، جوانوں کو بوڑھا اور با ایمان لوگوں کو زندگی کے آخری دم تک کے لئے رنجیدہ کر دیا تھا میں نے انجام پر نگاہ کی تو دیکھا کہ بردباری اور حالات پر صبر کرنا ہی عقل و خرد سے زیادہ نزدیک ہے اسی وجہ سے میں نے صبر کیا لیکن میں اس شخص کی طرح رہا کہ جس کی آنکھ میں کانٹا اور گلے میں کھردری بڈی پھنسی ہوئی ہو میں اپنی میراث کو اپنی آنکھ سے لٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ (۱)

(۱) نہج البلاغہ، فیض الاسلام، خطبہ، ۷۴ (فَسَدَ لَتْ دُونَهَا تَوْبًا وَ طَوَيْتُ عَنْهَا كَشْحًا وَ طَفَفْتُ ارْتِنَى بَيْنَ اَنْ اَصُولَ بَيْدٍ جَدَائٍ اَوْ اَصْبَرَ عَلَى طَخِيَةِ عَمِيَاءٍ يَهْرُمُ فِيهَا الْكَبِيرُ ، وَ يَشِيْبُ فِيهَا الصَّغِيْرُ ، وَ يَكْدُحُ فِيهَا مُؤْمِنٌ حَتَّى يَلْقَى رَبَّهُ ! فَرَأَيْتَ اَنْ الصَّبْرَ عَلَى هَاتَا اَحْجَى فُصْبِرَتْ وَ فِي الْمَعِيْنِ قُدَى ، وَ فِي الْحَلْقِ شَجَى اَرَى تُرَائِي نُهْبًا))

حضرت علی کے کلام سے خاموشی کے دوسرے اسباب کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے (اگرچہ وہ اسباب جزئی ہیں جیسے):

(۱) مسلمانوں کے درمیان تفرقہ

امیر المومنین فرماتے ہیں: جب خدا نے اپنے پیغمبر ﷺ کی روح قبض کی قریش نے اپنے کو ہم پر مقدم کیا اور ہم (جو امت کی قیادت کے لئے سب سے زیادہ سزاوار تھے) کو ہمارے حق سے باز رکھا لیکن میں نے دیکھا کہ اس کام میں صبر و برد باری کرنا مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور ان کے خون بہنے سے بہتر ہے کیونکہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے دین کی مثال بالکل دودھ سے بھری ہوئی اس مشک کی سی تھی کہ جس میں جھاگ بھر گیا ہو کہ جس میں ذرا سی غفلت اور سستی اسے نابود کر دے گی اور تھوڑا سا بھی اختلاف اسے پلٹ دے گا۔ (۱)

(۱) اَنَّ اللّٰهَ لَمَّا قَبِضَ نَبِيَّهٖ اسْتَاثَرَتْ عَلَيْنَا قَرِيْشٌ بِالْاَمْرِ وَ دَفَعْتَنَا عَنْ حَقِّ نَحْنِ اِحْقَ بِهٖ مِنْ النَّاسِ كَاَفْءَ فَرَايْتُ اَنَّ الصَّبْرَ عَلَى ذٰلِكَ اَفْضَلُ مِنْ تَفِيْقِ كَلِمَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ سَفْكَ دِمَائِهِمْ وَ النَّاسُ حُدِّبُوْا عَهْدَ بِالْاِسْلَامِ وَ الدِّيْنِ يُمَخَّصَ الْوَطْبَ ، يُفْسَدُهُ اَدْنٰى وَ هُنَّ وَ يَعْكَسُ خُلْفِ اِبْنِ اَبِي الْحَدِيْدِ ، شَرْحِ نَهْجِ الْبَلَاغَةِ ، دَارُ الْجَيْلِ بِيْرُوْتِ ، طَبْعِ اَوْلِ ، ١٤٥٧ هجری ، ج ١ ، ص ٣٠٨

(۲) مرتد ہونے کا خطرہ

پیغمبر اکرم ﷺ کی وفات کے بعد، عرب قبائل کی بڑی تعداد کہ جنہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی آخری زندگی میں اسلام قبول کیا تھا وہ دین سے پلٹ گئے اور مرتد ہو گئے تھے

کہ جس کی وجہ سے، مدینہ کے لئے خطرہ بہت بڑھ گیا تھا ان کے مقابلہ میں مدینہ کی حکومت کمزور نہ ہوئے پائے اس لئے حضرت علی نے سکوت اختیار کیا حضرت علی نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے یہ کبھی نہیں سوچا اور نہ میرے ذہن میں کبھی یہ بات آئی کہ پیغمبر ﷺ کے بعد عرب منصب امامت اور رہبری کو ان کے اہل بیت سے چھین لیں گے اور خلافت کو مجھ سے دور کر دیں گے تنہا وہ چیز کہ جس نے مجھے ناراض کیا وہ لوگوں کا فلاں (ابو بکر) کے اطراف میں جمع ہوجانا اور اس کی بیعت کرنا تھا میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کچھ گروہ اسلام سے پھر گئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین محمد ﷺ کو نابود کر دیں، میں نے اس بات کا خوف محسوس کیا کہ اگر اسلام اور اس کے اہل کی مدد نہ کروں تو اسلام میں شگاف اور اس کے نابود ہونے پر شاید رہوں تو میرے لئے اس کی مصیبت حکومت اور خلافت سے محروم ہونے سے زیادہ بڑی تھی کیونکہ دنیا کا فائدہ چند روزہ ہے جو جلد ہی ختم ہوجائے گا جس طرح سراب تمام ہوجاتا ہے یا بادل چھٹ جاتے ہیں میں نے اس چیز کو چاہا کہ باطل ہمارے درمیان سے چلا جائے اور دین اپنی جگہ باقی رہے۔ (۱)

(۱) فواللہ ما کان یلقى فی روعی و لا یخطر ببالی ، انّ العرب تزعج هذا الامر من بعده عن اہل بیتہ ولا انہم منخوہ عنی من بعده فما راعی الا انشیال الناس علی فلان یبایعونہ، فامسکت یدی حتی رایت رجعة الناس قد رجعت عن الاسلام یدعون الی محق دین محمدؐ فخشیت ان لم انصر الاسلام و اہلہ ان ارى فیہ ثلماً او هدماً تكون المصيبة بہ علی اعظم من قوت ولا یتکم الئی انما ہی متاع ایام قلائل یزول منها ما کان یزول السراب او كما یتقشع السحاب فهضت فی تلك الاحداث حتى زاح الباطل و زهق ، واطمان الدین و تنهتہ (نہج البلاغہ ، فیض الاسلام، مکتوب ۶۲

امام حسن نے بھی معاویہ کو خط میں لکھا :میں نے منافقوں اور عرب کے تمام گروہ کہ جو اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے ان کی وجہ سے اپنے حق سے چشم پوشی کی(۱) حتیٰ کہ ان لوگوں میں کچھ ایسے تھے جن کے لئے قرآن نے شہادت دی ہے : ان کے قلوب میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا تھا اور انہوں نے زبردستی اسلام قبول کیا تھا اور اپنے نفاق کی وجہ سے علی کی ولایت کے منکر تھے حتیٰ کہ رسولؐ کے دور میں بھی اس مطلب پر اعتراض کرتے تھے۔

طبرسی نے آیہ "سئل سائل بعذاب واقع" کی تفسیر میں حضرت امام صادق سے نقل کیا ہے : غدیر خم کے واقعہ کے بعد نعمان بن حارث فہری پیغمبرؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا: آپ کے حکم کے مطابق ہم نے خدا کی وحدانیت اور آپ کی رسالت کی گواہی دی اور آپ نے جہاد، روزہ، حج، زکوٰۃ، نماز کا حکم دیا ہم نے قبول کیا ان تمام باتوں پر آپ راضی اور خوش نہیں ہوئے اور کہہ رہے ہیں کہ جس کام میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں، کیا یہ آپ کی طرف سے ہے یا خدا کی جانب سے؟ تو رسولؐ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے یہ حکم خدا کی طرف سے ہے، نعمان بن حارث وہاں سے یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ اگر یہ مطلب حق ہے تو آسمان سے میرے اوپر پتھر نازل فرما، اسی وقت آسمان سے اس کے اوپر پتھر نازل ہوا اور وہ وہیں پر ہلاک ہو گیا اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔(۲)

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰ ص ۶۵
(۲) مجمع البیان، دارالمعرفة للطباعة، ۱۴۰۸ھ، ج ۱۰، ص ۳۰

سقیفہ میں بھی یہ لوگ قریش کے حامی اور طرف دار تھے جیسا کہ ابو مخنف نے نقل کیا ہے کہ کچھ صحرائی عرب مدینہ کے اطراف مینکار وبار کے لئے آئے ہوئے تھے اور پیغمبرؐ کی وفات کے دن مدینہ میں موجود تھے ان لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کرنے میں ہمت نہ کیا تھا۔(۱)

(۳) عترت پیغمبرؐ کی حفاظت

پیغمبرؐ کے اصلی وارث اور دین کے سچے حامی نیز خیر خواہ رسولؐ کے خاندان والے تھے یہ لوگ قرآن کے ہم پلہ اور ہم رتبہ نیز پیغمبرؐ کے دوسری عظیم یاد گار نیز قرآن و شریعت کی تفسیر کرنے والے تھے انہوں نے پیغمبرؐ کے بعد اسلام کا صحیح چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا ان لوگوں کا قتل ہوجانا ناقابل تلافی نقصان تھا امیر المؤمنین فرماتے ہیں: میں نے سوچا اور فکر کی کہ اس وقت اہل بیت کے علاوہ کوئی میرا مدد گار نہیں ہے میں راضی نہیں تھا کہ یہ لوگ قتل کر دیئے جائیں۔(۲)

سقیفہ کے بعد شیعوں کے سیاسی حالات

اگرچہ سقیفہ تشکیل پانے کے بعد حضرت علیؑ سیاسی میدان سے دور ہو گئے تھے، شیعہ مخصوص گروہ کی صورت میں سقیفہ کے بعد سیاسی طور پر وجود میں آئے اور انفرادی یا جماعت

(۱) شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الجمل، مکتب الاعلام الاسلامی، مرکز نشر، ص ۱۱۸، ۱۱۹
(۲) فنظرت فاذا لیس لی معین الا اہل بیٹی فسننت بہم عن الموت (نہج البلاغہ ، فیض الاسلام ، خطبہ : ۲۶)

جماعت کی صورت میں حضرت علیؑ کی حقانیت کا دفاع کرتے رہے پہلے حضرت فاطمہؑ زہرا کے گھر جمع ہوئے اور بیعت سے انکار کیا اور سقیفہ کے کارندوں سے روبرو ہوئے۔(۱)

لیکن حضرت علی تحفظ اسلام کی خاطر خشونت اور سختی کا رویہ ان کے ساتھ اپنانا نہیں چاہتے تھے بلکہ وہ چاہتے تھے کہ بحث و مناظرہ کے ساتھ مسئلہ کا تصفیہ کرینچنانچہ براء بن عازب نقل کرتا ہے: میں سقیفہ کے قضیہ سے دل برداشتہ رات کے وقت مسجد نبیؐ میں گیا اور دیکھا: مقداد، عبادہ بن صامت، سلمان فارسی، ابوذر، حذیفہ اور ابوالہیثم بن تیہان پیغمبرؐ کے بعد رونما ہونے والے حالات کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں ہم سب ایک ساتھ ابی بن کعب کے گھر گئے تو اس نے کہا: جو بھی حذیفہ کہیں اس کی رائے بھی وہی ہوگی۔ (۲)

آخر کار شیعان علی نے جمعہ کے دن مسجد نبیؐ میں ابو بکر کے ساتھ مناظرہ کیا اور اس کو ملامت کیا، طبرسی نقل کرتے ہیں:

ابان بن تغلب نے امام صادق سے پوچھا: میں آپ پر فدا ہو جاؤں، جس وقت ابو بکر رسول خداؐ کی جگہ پر بیٹھے تو کیا کسی نے اعتراض نہیں کیا؟ امام نے فرمایا: کیوں نہینانصار و مہاجرین میں سے بارہ افراد نے مثلاًخا لد بن سعید، سلمان فارسی، ابوذر، مقداد، عمار، بریدہ اسلمی، ابن الہیثم بن تیہان، سہل بن حنیف، عثمان بن حنیف، خزیمہ بن ثابت (ذوالشہادتین)، ابی بن کعب، ابو ایوب انصاری ایک جگہ پر جمع ہونے اور

.....

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۱۲۶
(۲) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۲، ص ۵۱

انہوں نے سقیفہ کے متعلق آپس میں گفتگو کی، بعض نے کہا: مسجد چلینا اور ابوبکر کو منبر سے اتار لیں لیکن بعض لوگوں نے اس سے اتفاق نہینکیا یہ لوگ امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا چلتے ہیں اور ابوبکر کو منبر سے کھینچ لیتے ہیں حضرت نے فرمایا: ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے اگر سختی کرو گے اور یہ کام انجام دو گے تو وہ لوگ آئیں گے اور مجھ سے کہیں گے کہ بیعت کرو ورنہ تمہیں قتل کر دیں گے بلکہ اس کے پاس جائوجو کچھ رسول خداؐ سے سنا ہے اس سے بیان کرو، اس طرح سے اتمام حجت ہو جائے گی، وہ لوگ مسجد میں آئے اور سب سے پہلے خالد بن سعید اموی نے کہا: اے ابوبکر! آپ جانتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے جنگ بنی نضیر کے بعد کیا کہا تھا: یاد رکھو! اور میری وصیت کو حفظ کرلو تمہارے درمیان میرے بعد میرے جانشین اور خلیفہ علی ہیں، اس کے بعد جناب سلمان فارسی نے اعتراض کیا اس کے بعد جب دوسرے لوگوں نے احتجاج کیا تو ابوبکر منبر سے نیچے اترے اور گھر چلے گئے اور تین دن تک گھر سے باہر نہیں نکلے، خالد بن ولید، ابو حذیفہ کا غلام سالم اور معاذ بن جبل کچھ افراد کے ساتھ ابو بکر کے گھر آئے اور اس کے دل کو قوت دی، عمر بھی اس جماعت کے ساتھ مسجد میں آئے اور کہا کہ اے شیعان علی اور دستداران علی، جان لو اگر دوبارہ ان باتوں کی تکرار کی تو تمہاری گردنوں کو اڑا دوں گا۔ (۱)

اسی طرح وہ چند صحابہ جو وفات پیغمبرؐ کے وقت زکوٰۃ وصول کرنے پر مامور تھے جب وہ اپنی ماموریت سے واپس آئے جن میں خالد بن سعید اور اس کے دو بھائی

.....

(۱) طبرسی، ابی احمد منصور بن علی بن ابی طالب، الاحتجاج، انتشارات اسوہ، ج ۱، ص ۱۸۶، ۲۰۰۱ء

ابان اور عمر و تھے، ان حضرات نے ابو بکر پر اعتراض کیا اور دوبارہ زکوٰۃ وصول کرنے سے انکار کیا اور کہا: پیغمبرؐ کے بعد ہم کسی دوسرے کے لئے کام نہیں کریں گے۔ (۱)

خالد بن سعید نے حضرت علی سے یہ درخواست کی آپ آئیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں کیونکہ آپ ہی پیغمبر اکرمؐ کی جگہ کے لائق و سزاوار ہیں۔ (۲)

خلفاء ثلاثہ کی حکومت کے پورے ۲۵ سالہ دور میں شیعان علی آپ کو خلیفہ اور امیر المومنین کے عنوان سے پہنچواتے رہے، عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں: قرآن کی فرمائش کے مطابق خلیفہ چار بین آدم، داؤد، ہارون اور علی۔ (۳)

.....

(۱) ابن اثیر، ابی الحسن علی بن ابی اکرام، اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، قاہرہ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج ۲، ص ۸۳
(۲) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات مؤسسة لاعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع اول، ج ۲، ص ۱۱
(۳) خداوند عالم حضرت آدم کے لئے قرآن میں فرماتا ہے، (اٰتٰی جاعل فی الارض خلیفۃ) (سورہ بقرہ، آیت ۳۰)

خداوند عالم حضرت دانود کے لئے فرماتا ہے: (یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض) سورہ ص ۳۸، آیت: ۳۶
 خداوند عالم حضرت ہارون کے لئے موسیٰ کی زبانی نقل فرماتا ہے (اخلفنی فی قومی) سورہ اعراف آیت ۱۴۲
 خداوند عالم حضرت علی کے لئے فرماتا ہے: (وعد اللہ الذین آمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین
 من قبلہم) سورہ نور: ۲۴، آیت ۵۵، ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، دارالاضواء، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ج ۳، ص ۷۸.۷۷

حذیفہ بھی کہتے تھے: جو بھی امیر المومنین برحق کا مشاہدہ کرنا چاہتا ہے وہ علی سے ملاقات کرے۔ (۱)
 حارث بن خزرج جو پیغمبرؐ کی جنگوں میں انصار کے علمدار ہوا کرتے تھے نقل کرتے ہیں: نبی اکرمؐ نے علی سے فرمایا
 : اہل آسمان آپ کو امیر المومنین کہتے ہیں۔ (۲)

یعقوبی لکھتا ہے: عمر کی چھ رکنی کمیٹی کی تشکیل اور عثمان کے انتخاب کے بعد کچھ لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم علی
 کی طرف رجحان رکھتے ہیں اور عثمان کے خلاف باتیں کرتے تھے، ایک شخص نقل کرتا ہے کہ مینمسجدالنبیؐ میں داخل
 ہوا دیکھا ایک آدمی دوزانو بیٹھا ہے اور اس درجہ بیتاب ہو رہا ہے جیسے تمام دنیا اس کی تھی اور اب پوری دنیا اس سے
 چھن گئی ہے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے: قریش پر تعجب ہے کہ خلافت کو خاندان پیغمبرؐ سے خارج کر دیا
 حالانکہ ان کے درمیان سب سے پہلا مومن اور رسول خداؐ کا چچا زاد بھائی دین خدا کا دانا ترین عالم اور فقیہ ترین شخص
 صراط مستقیم موجود تھا، خدا کی قسم! امام ہادی و مہدی اور طاہر و نقی سے خلافت کو لے لیا گیا کیونکہ ان کا ہدف اصلاح
 امت و دین داری نہ تھا بلکہ انہوں نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی "راوی کہتا ہے: میں نزدیک ہوا اور دریافت کیا خدا آپ پر
 رحمت نازل کرے آپ کون ہیں؟ اور یہ شخص جس کے بارے میں بیان کر رہے ہیں وہ کون ہے؟ فرمایا: میں مقداد بن عمر
 و ہوناور وہ علی بن ابی طالب

.....

(۱) بلاذری، محمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت، ۱۲۹۴ھ، ج ۳، ص ۱۱۵
 (۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، موسسہ انتشارات علامہ، قم، ج ۳، ص ۵۴

ہیں، میں نے کہا: آپ قیام کرینمیں آپ کی مدد کروں گا، مقداد نے کہا: میرے بیٹے یہ کام ایک دو آدمی سے ہونے والا نہیں
 ہے۔ (۱)

ابوذر غفاری بھی عثمان کی خلافت کے روز مسجد نبویؐ کے دروازہ پر کھڑے کہہ رہے تھے جو مجھے پہچانتا ہے وہ
 پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ مجھے پہچان لے میں جندب بن جنادہ ابوذر غفاری ہوں، محمدؐ علم آدم کے وارث اور
 تمام فضائل انبیاء کے حامل ہوناور علی محمدؐ کے جانشین اور ان کے علم کے وارث ہیں، اے پیغمبرؐ کے بعد سرگرداں امت!
 آگاہ ہوجاؤ جس کو خدانے مقدم کیا تھا اس کو اگر تم مقدم رکھتے اور ولایت کو خاندان رسولؐ مینرہنے دیتے تو خداکی
 نعمتیں اوپر اور نیچے سے نازل ہوتیں جو بھی مطلب تم چاہتے اس کا علم کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ سے حاصل کر لیتے
 لیکن اب تم نے ایسا نہیں کیا تو اپنے اعمال کا نتیجہ دیکھنا۔ (۲)
 ہاں شیعین علی کے پہلے گروہ مینیہی پیغمبر اکرمؐ کے اصحاب با وفا تھے انہیں کے ذریعہ تشیع تابعین تک منتقل ہوئی
 اور انہیں کی تلاش و کوشش کی وجہ سے عثمان کی حکومت کے آخری دور میں سیاسی حوالہ سے حضرت علی کی
 خلافت کے اسباب فراہم ہوئے۔

.....

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ص ۵۷
 (۲) تاریخ یعقوبی، ابن واضح، ص ۶۷

شیعہ صحابی

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے پیروان علی کو شیعہ کہا وہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی ذات گرامی
 تھی، رسول اکرمؐ کے زمانہ میں آپؐ کے کچھ صحابہ شیعین علی کے نام سے مشہور تھے، محمدکرد علی خط الشام میں
 لکھتا ہے: رسول اللہؐ کے زمانہ میں اصحاب میں سے چند بزرگ، دوستداران علی کے نام سے معروف تھے جیسے سلمان

فارسی جو کہتے ہیں ہم نے رسول خداؐ کے ہاتھوں پر بیعت کی تاکہ مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کریں اور علی کے دوستوں اور ان کی اقتدا کرنے والوں میں سے رہیں، ابوسعید خدری کہتے ہیں: ہم کو پانچ چیزوں کا حکم ہو لوگوں نے چار پر عمل کیا اور ایک کو چھوڑ دیا پوچھا گیا وہ چار چیزیں کون سی ہیں؟ انہوں نے کہا: نماز، زکوٰۃ، روزہ ماہ رمضان اور حج، پھر پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے جس کو لوگوں نے ترک کر دیا؟ تو انہوں نے کہا: وہ علی بن ابیطالب کی ولایت ہے لوگوں نے کہا: کیا یہ بھی انہیں چار چیزوں کی طرح واجب ہے؟ کہا: ہاں یہ بھی اسی طرح واجب ہے، یا ابوذر غفاری، عمار یاسر، حذیفہ بن یمان، خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین ابو ایوب انصاری، خالد بن سعید قیس بن سعد وغیرہ شیعہ علی کے عنوان سے جانے جاتے تھے۔ (۱)

ابن ابی الحدید کا پہلے دور کے شیعوں کے بارے میں کہنا ہے علی کی افضلیت کا قول پرانا قول ہے اصحاب اور تابعین میں سے اکثر اس کے قائل تھے جیسے عمار، مقداد، ابوذر، سلمان، جابر، ابی بن کعب، حذیفہ، بریدہ، ابو ایوب، سہل بن حذیفہ، عثمان بن

.....

(۱) خط الشام، مکتبۃ النوری، دمشق، طبع سوم، ۱۹۸۳ء، ج ۶ ص ۲۴۵

حنیف ابولہیثم بن تیہان، خزیمہ بن ثابت، ابوالطفیل عامر بن وائل، عباس بن عبد المطلب اور تمام بنی ہاشم اور بنی مطلب، شروع میں زبیر بھی حضرت علی کے مقدم ہونے کے قائل تھے بنی امیہ میں سے بھی کچھ افراد جیسے خالد بن سعید اس کے بعد عمر بن عبدالعزیز بھی علی کی افضلیت کے قائل تھے۔ (۱)

سید علی خان شیرازی نے درجات الرفیعیہ فی طبقات الشیعہ مینائیک حصہ شیعہ صحابیوں سے مخصوص کیا ہے، سب سے پہلے بنی ہاشم کا ذکر کیا ہے اس کے بعد تمام شیعہ صحابیوں کو پیش کیا ہے، پہلا حصہ جو بنی ہاشم سے مربوط شیعہ اصحاب سے ہے اس طرح ذکر کیا ہے: ابوطالب، عباس بن عبدالمطلب، عبداللہ بن عباس، فضل بن عباس، عبیداللہ بن عباس، عبدالرحمن بن عباس، تمام بن عباس، عقیل بن ابی طالب، ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب، نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب، عبداللہ بن جعفر، عون بن جعفر، محمد بن جعفر، ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، طفیل بن حارث بن عبدالمطلب، مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، عباس بن عتبہ بن ابی لہب عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، جعفر بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب۔ (۲)

سید علی خان نے دوسرے باب میں شیعہ بنی ہاشم کے علاوہ اصحاب شیعہ کا اس طرح تذکرہ کیا ہے عمر بن ابی سلمہ، سلمان فارسی، مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، عمار بن

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ج ۲۰ ص ۲۲۱، ۲۲۲
(۲) سید علی خان شیرازی، الدرجات الرفیعیہ فی طبقات الشیعہ مؤسسۃ الوفا، بیروت ص ۱۹۵، ۱۴۱

یاسر، حذیفہ بن یمان، خزیمہ بن ثابت، ابو ایوب انصاری، ابولہیثم مالک بن تیہان، ابی ابن کعب، سعد بن عبادہ، قیس بن سعد، سعد بن سعد بن عبادہ، ابو قتادہ انصاری، عدی بن حاتم عبادہ بن صامت، بلال بن رباح، ابو الحمرا، ابو رافع، ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص، عثمان بن حنیف، سہل بن حنیف، حکیم بن جبیلہ العدوی، خالد بن سعید بن عاص، ولید بن جابر بن طلیم الطائی، سعد بن مالک بن سنان، براء بن مالک انصاری، ابن حصیب اسلمی کعب بن عمرو انصاری، رفاعہ بن رافع انصاری، مالک بن ربیعہ ساعدی، عقبہ بن عمر بن ثعالیہ انصاری، بند بن ابی ہالہ تمیمی، جعدہ بن ہبیرہ، ابو عمرہ انصاری، مسعود بن اوس، نضلہ بن عبید، ابو برزہ اسلمی، مرداس بن مالک اسلمی، مسور بن شدا دہری، عبداللہ بن بدیل الخزاعی، حجر بن عدی کنذی، عمر بن الحمق خزاعی، اسامہ بن زید، ابو لیلیٰ انصاری، زید بن ارقم اور براء بن عازب اوسی۔ (۱)

مؤلف رجال البرقی نے بھی شیعہ انور محبان علی جو اصحاب پیغمبر سے تھے انہیں اپنی کتاب کے ایک حصہ میں اس طرح ذکر کیا ہے:

سلمان، مقداد، ابوذر، عمار، اور ان چار افراد کے بعد ابولیلیٰ، شبیر، ابو عمرہ انصاری ابو سنان انصاری، اور ان چار افراد کے بعد جابر بن عبداللہ انصاری، ابو سعید انصاری جن کا نام سعد بن مالک خزرجی تھا، ابو ایوب انصاری خزرجی، ابی بن کعب انصاری ابو برزہ اسلمی خزاعی جن کا نام نضلہ بن عبید اللہ تھا، زید بن ارقم انصاری بریدہ بن حصیب اسلمی

عبدالرحمن بن قیس جن کا لقب سفینہ راکب اسد تھا، عبداللہ بن سلام، عباس بن

.....

(۱) سید علی خان شیرازی ، الدرجات الرفیعة فی طبقات الشیعة مؤسسة الوفا، بیروت ص ۱۹۷، ۴۵۵

عبدالمطلب، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن جعفر، مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب، حذیفہ الیمان جو انصار میں شمار کئے جاتے تھے، اسامہ بن زید، انس بن مالک ابو الحمراء، براء بن عازب انصاری اور عرفہ ازدی۔ (۱)
بعض شیعہ علماء رجال عقیدہ رکھتے ہیں کہ شیعہ صحابہ کی تعداد اس سے زیادہ تھی جیسا کہ شیخ مفید نے وہ تمام اصحاب جنہوں نے مدینہ منحضرہ کے ہاتھوں پر بیعت کی خصوصاً وہ اصحاب جو جنگوں میں حضرت کے ساتھ تھے انہیں شیعین و معتقدین امامت حضرت علی میں سے جانابے جنگ جمل میں اصحاب میں سے پندرہ سو افراد حاضر تھے۔ (۲)

رجال کشی میں آیا ہے: شروع کے اصحاب جو حق کی طرف آئے اور حضرت علی کی امامت کے قائل ہوئے وہ یہ ہیں: ابو الہیثم بن تیہان، ابو ایوب، خزیمہ بن ثابت، جابر بن عبد اللہ، زید بن ارقم، ابو سعید، سہل بن حنیف، براء بن مالک، عثمان بن حنیف، عبادہ بن صامت، ان کے بعد قیس بن سعد، عدی بن حاتم، عمرو بن حمق، عمران بن حصین، بریدہ اسلمی، اور بہت سے دوسرے جن کو "بشر کثیرہ" سے تعبیر کیا ہے۔ (۳)

.....

(۱) احمد بن محمد بن خالد برقی، رجال البرقی، مؤسسة قیوم ص ۲۹، ۳۱

(۲) شیخ مفید، محمد بن محمد بن نعمان، الجمل، مکتب الاعلام الاسلامی، مرکز النشر، قم، ص ۱۱۰-۱۰۹

(۳) شیخ طوسی، ابی جعفر، اختیار معرفة الرجال، رجال کشی، مؤسسہ آل البيت التراث، قم، ۴۰۴ھ ج ۱، ص ۱۸۱-۱۸۸

مرحوم میر داماد تعلیقہ رجال کشی میں بشر کثیر کی وضاحت و شرح میں کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے بہت سے بزرگان اور تابعین کے چندہ افراد ہیں۔ (۱)
سید علی خان شیرازی نے کہا ہے کہ اصحاب پیغمبرؐ کی بیشتر تعداد امیر المومنین کی امامت کی طرف واپس آگئی تھی کہ جس کا شمار کرنا ہمارے لئے ممکن نہیں ہے اور اخبار نقل کرنے والوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اکثر صحابہ جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ (۲)

محمد بن ابی بکر نے معاویہ کو خط لکھا کہ جس میں علی کی حقانیت کی طرف اشارہ اس بات سے کیا ہے کہ اکثر اصحاب پیغمبرؐ حضرت علی کے ارد گرد جمع ہیں۔ (۳)

محمد بن ابی حذیفہ جو حضرت علی کے وفادار ساتھی تھے اور معاویہ کے ماموں کے بیٹے تھے حضرت علی سے دوستی کی بنا پر مدتوں معاویہ کے زندان میں زندگی بسر کی اور آخر کار وہیں دنیا سے رخصت ہو گئے، معاویہ سے مخاطب ہو کر کہا: جس روز سے میں تجھ کو پہچانتا ہوں چاہے وہ جاہلیت کا دور ہو یا اسلام کا تجھ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے اور اسلام نام کی کوئی چیز تیرے اندر نہیں پائی جاتی، اس کی علامت یہ ہے کہ تو مجھے علی سے محبت کی بنا پر ملامت کرتا ہے حالانکہ تمام زاہد و عابد، مہاجر و انصار علی کے ساتھ ہیں اور تیرے ساتھ آزاد کردہ غلام اور منافقین ہیں۔ (۴)

.....

(۱) شیخ طوسی، ابی جعفر، اختیار معرفة الرجال، رجال کشی، مؤسسہ آل البيت التراث، قم، ۴۰۴ھ ج ۱، ص ۱۸۸

(۲) امین، سید محسن، اعیان الشیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۲، ص ۲۴

(۳) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات مؤسسہ الاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ ج ۲، ص ۳۹۵

(۴) شیخ طوسی ابی جعفر، رجال کشی، ص ۲۷۸

البتہ جو لوگ امیر المومنین کی فوج میں تھے ان سب کا شمار آپ کے شیعوں میں نہیں ہوتا تھا لیکن چونکہ آپ قانونی خلیفہ تھے اس لئے آپ کا ساتھ دیتے تھے اگرچہ یہ بات تمام لوگوں کے بارے میں کہی جاسکتی ہے سوائے ان صحابیوں کے جو علی کے ساتھ تھے اس لئے کہ وہ اصحاب جو حضرت امیر کے ساتھ تھے کہ جن سے وہ اپنی حقانیت ثابت کرنے کے لئے مدد لیتے تھے ان کے بارے میں یہ کہنا درست نہیں ہے جیسا کہ سلیم ابن قیس نقل کرتا ہے: امیر المومنین صفین

مینمبر پر تشریف لے گئے اور مہاجر و انصار کے سبھی افراد جو لشکر میں تھے منبر کے نیچے جمع ہو گئے حضرت نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور اس کے بعد فرمایا: اے لوگو! میرے فضائل و مناقب بے شمار ہیں مینصرف اس پر اکتفا کرتا ہوں کہ جب رسول خدا سے اس آیت کے بارے میں "السابقون السابقون اولئک المقربون" پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: خدا نے اس آیت کو انبیا و اوصیا کی شان میں نازل کیا ہے اور میں تمام انبیا و پیغمبروں سے افضل ہوں اور میرا وصی علی ابن ابی طالب تمام اوصیاء سے افضل ہے اس موقع پر بدر کے ستر اصحاب جن میں اکثر انصار تھے کھڑے ہو گئے اور گواہی دی کہ رسول خدا سے ہم نے ایسا ہی سنا ہے۔ (۱)

.....

(۱) سلیم ابن قیس العامری، منشورات دار الفنون، للطبع والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۴۰۰ھ ص ۱۸۶، طبری، ابی منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب، الاحتجاج، انتشارات اسوہ، ج ۱ ص ۴۷۲

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغری تک

تیسری فصل

شیعی تاریخ میں تحول و تغیر

(۱) شیعہ خلفا کے زمانے میں

شیعہ پہلے تینوں خلیفہ، ابوبکر، عمر، عثمان کے زمانے میں حسب ذیل خصوصیات کے حامل تھے -
 (الف) شیعہ ان تین خلفا کے دور میں سقیفہ کے ابتدائی دنوں کے علاوہ بہت زیادہ فشار میں نہیں تھے اگر چہ کہا جا سکتا ہے کہ بہت سے شیعہ، شیعہ ہونے کی وجہ سے اہم منصبوں سے محروم تھے۔ (۱)
 (ب) سقیفہ کے بعد مسلمانوں کی قیادت کا مسئلہ انتشار کا شکار ہو گیا اور مسلمان دو اہم گروہوں میں تقسیم ہو گئے، اہل سنت علمی فقہی و اعتقادی مشکلات میں خلفاء زمانہ کی طرف اور شیعہ حضرت علی کی طرف رجوع کرتے تھے، شیعہ اپنے علمی اور فقہی مشکلات بلکہ بطور کلی معارف اسلامی سے متعلق امور میں حضرت علی کی شہادت کے بعد

.....

(۱) ابو بکر نے پہلی بار خالد بن سعید کو شام کی جنگ کا سردار بنایا عمر نے ان سے کہا: کیا آپ اس بات کو بھول گئے ہیں کہ خالد نے بیعت نہیں کی ہے اور بنی ہاشم کے ساتھ اتحاد کر لیا ہے؟ اس وجہ سے ابو بکر نے خالد سے سرداری اور فرمان روائی کو واپس لے لیا اور خالد کی جگہ کسی اور کو معین کر دیا، ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۳۳

ائمہ طاہرین کی طرف رجوع کرتے رہے اور شیعہ و اہل سنت کے درمیان فقہ و حدیث و تفسیر کلام و غیرہ میں اختلاف کی وجہ یہی ہے کہ ان دونوں گروہوں کی دینی درسگاہ اور پناہ گاہ ایک دوسرے سے علیحدہ تھی۔
 (ج) اسی طرح حضرت علی نے قانونی طور پر خلفاء وقت کے ساتھ فوجی اور سیاسی شعبہ میں عالم اسلام کی حفاظت اور مصلحت کی خاطر کافی حد تک طرفداری و حمایت کی (۱) چند بزرگ شیعہ صحابہ نے بھی امام کی موافقت سے فوجی اور سیاسی منصبوں کو قبول کر لیا تھا مثلاً حضرت علی کے چچا زاد بھائی فضل بن عباس جو سقیفہ میں حضرت علی کے مدافع تھے شام میں فوجی منصب پر فائز تھے اور ۱۸ ھ میں فلسطین میں دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (۲)

(۱) جیسے حضرت علی کی رائے ابو بکر کے لئے، فوج کو شام کی طرف بھیجنے کے بارے میں، ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۳۳، اور حضرت علی کا عمر کو رہنمائی کرنا کہ جب انہوں نے رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے جانے پر آپ سے مشورہ کیا تو آپ نے فرمایا: اگر آپ خود ان دشمنوں کے مقابلے میں جائینگے تو مغلوب ہوجائیں گے اور مسلمانوں کے لئے کسی دور دراز شہر میں بھی کوئی پناہ گاہ نہیں ہوگی نیز آپ کے بعد کوئی نہیں ہے کہ جس کی طرف لوگ رجوع کریں، لہذا جنگ کے ماہر اور بہادر افراد کو ان کی طرف بھیجیں اور ایسے لوگوں کو ساتھ انہیں بھیجیں کہ جو سختی کو برداشت کر سکیں اور نصیحت کو قبول کریں، اگر خداوند متعال نے کامیاب و کامران کر دیا تو یہ وہی ہے کہ جس کی آپ آرزو رکھتے ہیں اور اگر کوئی دوسرا واقعہ پیش آگیا تو آپ مسلمانوں کے مددگار اور پناہ دینے والے ہونگے (نہج البلاغہ، ترجمہ فیض الاسلام، خطبہ: ۱۳۴) ونیز جب عمر نے بنفس نفیس ایرانیوں سے جنگ کرنے کے بارے میں آپ سے پوچھا ...

(۲) احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۵۱

حذیفہ اور سلمان ترتیب وار مدائن کے حاکم تھے، (۱) عمار یاسر، سعد بن ابی وقاص کے بعد خلیفہ دوم کی طرف سے کوفہ کے حاکم ہوئے (۲) ہاشم مرقال جو حضرت علی کے مخلص شیعوں میں تھے اور جنگ صفین میں علی کے لشکر میں شہید ہوئے (۳) تینوں خلفا کے زمانے میں بڑے افسر تھے ۲۲ ہمیناڈر بانینجان کو فتح کیا (۴) عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن یمان عمر کی طرف سے عراق کی زمین کی پیمائش پر مامور تھے (۵) عبدالله بن بدیل بن ورقہ خزاعی، شعیبان علی میں سے تھے جن کا بیٹا جنگ جمل میں سب سے پہلے شہید ہوا (۶) یہ فوجی افسروں میں سے تھا اور اس نے اصفہان اور ہمدان کو فتح کیا تھا۔ (۷)

اسی طرح سے دوسرے افراد بھی جیسے جریر بن عبد اللہ بجلي (۸) قرظہ بن کعب

- (۱) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۳۲۳
- (۲) احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۵۵
- (۳) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۴۰۱
- (۴) احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۵۶
- (۵) احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۵۲
- (۶) شیخ مفید، محمد بن محمد بن النعمان، الجمل، مکتب الاعلام الاسلامی، مرکز النشر، قم، ص ۳۴۲
- (۷) احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۱۵۷
- (۸) بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، انساب الاشراف، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۳۹۴ ج ۲، ص ۲۷۵

انصاری (۱) یہ لوگ امیر المومنین کی خلافت میں اہم افراد شمار کئے جاتے تھے جب کہ تینوں خلفا کے زمانے میں ملکی اور لشکری عہدوں پر فائز تھے جریر نے کوفہ کا علاقہ فتح کیا (۲) اور زمانہ عثمان میں ہمدان کے حاکم تھے (۳) قرظہ بن کعب انصاری نے بھی عمر بن خطاب کے زمانے میں شہر ری کو فتح کیا۔ (۴)

- (۱) ابن اثیر، عز الدین علی بن ابی الکرم، اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۴، ص ۲۰۲
- (۲) ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۴۳
- (۳) ابن قتیبہ، ابی محمد عبد اللہ بن مسلم، المعارف، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۵ ہجری، ص ۵۸۶
- (۴) ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۱۵۷

اظہار تشیع (امیر المومنین کی خلافت میں)

اگر چہ تشیع کا سابقہ پیغمبرؐ کے زمانہ سے ہے، لیکن قتل عثمان کے بعد خلافت علی کے دور میں علی الاعلان اظہار ہو اس زمانہ میں صف بندی ہوئی اور پیروان علی نے آشکارا اپنے شیعہ ہونے کا اعلان کیا، شیخ مفید نقل کرتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت علی کے پاس آئی اور کہا:

"اے امیر المومنین! ہم آپ کے شیعہ ہیں، حضرت نے ان کو غور سے دیکھا اور فرمایا: آخر میں تمہارے اندر شیعہ ہونے

کی علامت کیونہیں دیکھ رہا ہوں؟ اس جماعت نے کہا: اے امیرالمومنین شیعوں کی کیا علامت ہونی چاہیے حضرت نے فرمایا: راتوں میں کثرت عبادت سے ان کا رنگ زرد پڑ جائے، (خوف خدا میں) گریہ کرنے سے ان کی بینائی ضعیف ہوگئی ہوسلسل قیام عبادت سے ان کی کمر خمیدہ ہوگئی ہو اور ان کا پیٹ روزہ رکھنے کی وجہ سے پیٹھ سے لگ گیا ہو اور خضوع اور خشوع میں ڈوبے ہوئے ہوں (۱) اسی طرح بہت سے اشعار حضرت علی کی خلافت کے دور میں کہے گئے ہیں کہ جو امام کے برحق نیز پیغمبرؐ کے بعد پیغمبرؐ کے جانشین اور بلا فصل خلیفہ ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہیں، قیس بن سعد نے کہا:

و علی امامنا و امام

لسواناتیٰ بہ التنزیل (۲)

علی ہمارے اور ہمارے علاوہ لوگوں کے امام ہیں اس بات کو قرآن نے بیان کیا ہے۔

خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین کہتے ہیں:

فدیت علیاً امام الوری

سراج البریہ ماوی التقی

میں علی پر قربان ہو جاؤنہ لوگوں کے امام اور چراغ خلق اور متقین کی پناہ گاہ ہیں۔

وصی الرسول وزوج البتول

امام البریہ شمس الصّحی

وہ پیغمبرؐ کے وصی اور حضرت فاطمہ زہرا کے شوہر نیز خلائق کے امام اور خورشید تاباں ہیں۔

.....

(۱) شیخ مفید، ارشاد، ترجمہ شیخ محمد باقر ساعدی خراسانی، کتاب فروشی اسلامیہ ۱۳۷۶ھ، ص ۲۲۸، ۲۲۷

(۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، موسسہ انتشارات علامہ، ج ۳ ص ۲۸

تصدق خاتمہ راکعا

فاحسن بفعل امام الوری

وہ امام خلق بینانہوں نے ہیں رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی زکوٰۃ میں دے کر کتنا بڑا نیک کارنامہ انجام دیا

ففضّلہ اللہ رب العباد

و انزل فی شأنہ هل اتی

اللہ نے ان کو دوسروں پر برتری عطا کی اور ان کی شان میں سورہ ہل اتی نازل کیا۔

حضرت کے شیعوں نے بھی اپنے بعض اشعار میں خود کو علی کے دین پر ہونے کو ثابت کیا ہے عمار یاسر نے جنگ جمل

میں عمرو بن یثربی کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

لا تبرح العرصۃ یا ابن یثربی

حتی اقاتلک علی دین عل

نحن و بیت اللہ اولی بالنبی

اے یثربی کے بیٹے! میدان سے فرار نہ کرنا تاکہ میں دین علی کے دین پر رہ کر تجھ سے جنگ کروں، خانہ کعبہ کی قسم

! ہم نبی کے حوالے سے تم سے اولیٰ ہیں۔

جیسا کہ عمر بن یثربی کہ جو دشمن علی تھا، محبان علی کو قتل کر کے افتخار کرتا تھا وہ شعر میں کہتا ہے:

ان تنکرونی فانا ابن یثربی قاتل علیائ

و هند الجملی ثم ابن صوحان علی دین عل

اگر مجھے نہیں پہچانتے تو پہچان لو میں یثربی کا فرزند ہونا اور علیا و ہندجملی کا قاتل ہوں (یہ دو لوگ علی کے دوستوں اور شیعوں مینسے تھے) اور میں نے علی کی دوستی کے جرم میں صوحان کے بیٹے کو بھی قتل کیا ہے۔ (۱)

.....

(۱) شیخ مفید، الجمل، مکتب الاعلام الاسلامی، مرکز النشر، قم ۱۴۱۶ھ، ص ۳۴۶

(۲) شیعہ، بنی امیہ کے زمانہ میں

بنی امیہ کا زمانہ شیعوں کے لئے بہت دشوار زمانہ تھا جو چالیس ہجری سے شروع ہوتا ہے اور ایک سو بتیس ہجری تک جاری رہتا ہے، عمر بن عبد العزیز کے علاوہ تمام خلفائے اموی شیعوں کے سخت ترین دشمن و مخالف تھے، البتہ ہشام اموی کے بعد سے وہ داخلی اختلافات و شورش کا شکار ہو گئے تھے اور عباسیوں سے مقابلہ میں لگ گئے تھے اور گذشتہ سختیوں میں کمی آگئی تھی خلفائے بنی امیہ شام کے علاقہ میں وہان کے حاکموں کے ذریعہ شیعوں کے اوپر فشار لاتے تھے اور تمام اموی حکام، شیعوں کے دشمنوں میں سے منتخب ہوتے تھے جو شیعوں کو اذیت دینے سے گریز نہیں کرتے تھے لیکن ان کے درمیان زیادہ، عبیداللہ بن زیاد اور حجاج بن یوسف نے ظلم کرنے میں دوسروں پر سبقت کی، اہل تسنن کا مشہور دانشمند ابن ابی الحدید لکھتا ہے: شیعہ جہاں کہیں بھی ہو تے تھے ان کو قتل کر دیا جاتا تھا، بنی امیہ صرف شیعہ ہونے کے شبہ کی وجہ سے لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹ دیا کرتے تھے جو بھی خاندان پیغمبرؐ سے محبت کرتا تھا اس کو زندان میں ڈال دیتے تھے یا اس کے مال لوٹ لیا کرتے تھے یا اس کا

گھر ویران کر دیا جاتا تھا، اس ناگفتہ بہ صورت حال کی شدت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ علی سے دوستی کی تہمت لگانا کفر و بے دینی سے زیادہ بدتر شمار کیا جاتا تھا اور اس کے نتائج بڑے سخت ہوتے تھے، اس خشونت آمیز سیاست میں کوفہ کے حالات کچھ زیادہ بدتر تھے کیونکہ کوفہ شیعیان علی کا مرکز تھا معاویہ نے زیاد بن سمیہ کو کوفہ کا حاکم بنادیا تھا، بعد میں بصرہ کی سپہ سالاری بھی اس کے حوالہ کردی گئی، زیاد چونکہ پہلے کبھی علی کے دوستوں کی صفوں میں تھا جو شیعیان علی کو اچھی طرح پہچانتا تھا اس نے شیعوں کا تعاقب کیا، شیعہ جہاں کہیں گوشہ و کنار میں مخفی تھے ان کو ڈھونڈ کر قتل کر دیا ان کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے اور ان کو نا بیبا بنادیا اور انہیں کھجور کے درخت پر پھانسی دے دی نیز انہیں شہر بدر کر دیا یہاں تک کہ کوئی بھی مشہور شیعہ شخصیت عراق میں باقی نہیں رہی۔ (۱)

ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی کہتا ہے:

زیاد منبر پر خطبہ دے رہا تھا کچھ شیعوں نے اس پر اعتراض کیا اس نے حکم دیا اسی ۸۰ افراد کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے جائیں وہ لوگوں کو مسجد میں جمع کرنا تھا اور ان سے کہتا تھا کہ علی پر تیرا کرو اور جو بھی تیرا نہیں کرتا تھا، حکم دیتا کہ اس کا گھر کو منہدم کر دیا جائے۔ (۲)

زیادہ چھ مہینہ کوفہ میں اور چھ مہینہ بصرہ میں حکومت کرتا تھا، سمرہ ابن جندب کو بصرہ مینا پنی جگہ رکھتا تھا تاکہ اس کی غیر موجودگی میں وہ امور حکومت کی دیکھ بھال کرتا رہے، سمرہ نے اس مدت میں آٹھ ہزار افراد کو قتل کیا تھا زیاد نے اس سے کہا: کیا تجھے خوف نہیں

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ، ۱۹۶۱ء، ص ۴۳-۴۵

(۲) ابن جوزی، عبد الرحمن بن علی، المنتظم فی الامم والملوک، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۲ ہجری، ج ۵، ص ۲۲۷

ہوا کہ تو نے ان میں سے کسی ایک بے گناہ کو بھی قتل کیا ہو؟ سمرہ نے جواب دیا: اگر اس کے دو برابر بھی قتل کرتا تب بھی اس طرح کی کوئی فکر لاحق نہیں ہوتی۔ (۱)

ابو سوار عدوی کہتا ہے: سمرہ نے ایک دن صبح میں ۴۷، افراد کو قتل کیا جو میرے قبیلہ سے وابستہ تھے اور سب کے سب حافظ قرآن تھے۔ (۲)

معاویہ نے خط میں اپنے کارندوں کو لکھا کہ شیعیان او ر خاندان علی میں سے کسی کی گواہی قبول نہ کرنا، اور دوسرے خط میں لکھا کہ اگر دو افراد گواہی دینے اس کا تعلق شیعیان علی اور دوستداران علی سے ہے تو اس کا نام بیت المال کے

دفتر سے حذف کردو اور اس کے وظائف اور حقوق کو قطع کردو۔ (۳)

حجاج بن یوسف جو بنی امیہ کا انتہائی درجہ سفاک و بے رحم عامل تھا مکہ و مدینہ میں لوگوں کو بنی امیہ کا مطیع بنانے کے بعد ۷۵ ہجری میں خلیفہ اموی عبد الملک بن مروان کی جانب سے عراق کی حکومت پر مامور ہوا جو شیعوں کا مرکز تھا، حجاج چہرہ کو چھپائے ہوئے مسجد کوفہ میں داخل ہوا صفوں کو چیرتا ہوا منبر پر بیٹھ گیا کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا لوگوں نے کچھ نہ کہا، کون ہے؟ ایک نے کہا: نیا حاکم ہے دوسرے نے کہا اس پر پتھر مارے جائیں کچھ نے کہا: نہیں صبر سے کام لیا جائے دیکھتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے؟ جب سب لوگ خاموش ہو گئے تو اس نے اپنے چہرہ سے نقاب ہٹائی اور چند جملوں

.....

(۱) طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار القاموس الحدیث بیروت، ج ۶، ص ۱۲۳

(۲) طبری محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ج ۶، ص ۱۳۲

(۳) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، ج ۱، ص ۵۴

کے ذریعہ سے ایسا ڈرایا کہ جس کے ہاتھ میں مارنے کے لئے پتھر تھے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئے اس نے اپنے خطبہ کی ابتدا اس طرح کی:

"اے کوفہ والو! برسوں سے آشوب و فتنہ برپا ہے تم نے نافرمانی کو اپنا شعار بنا لیا ہے میں ایسے سروں کو دیکھ رہا ہوں جو پھلوں کی طرح بالکل تیار ہیں انہیں جسمو نسے جدا کر دینا چاہیے، میں اتنے سروں کو قلم کروں گا کہ تم فرمانبرداری کا راستہ یاد کر لو گے"۔ (۱)

حجاج نے پورے عراق میں اپنی حکومت قائم کی اور کوفہ کے نیک اور بے گناہ بہت سے لوگوں کا قتل کیا۔ مسعودی حجاج کے مظالم کے بارے میں لکھتا ہے:

حجاج کی بیس سال کی حکومت میں جو لوگ اس کی شمشیر کے ذریعہ شکنجوں میں رہ کر جاں بحق ہوئے بینان کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے، اس کے علاوہ کچھ وہ افراد ہیں جو حجاج کے ساتھ جنگ میں اس کی فوج کے ہاتھوں قتل کئے گئے حجاج کی موت کے وقت اس کے مشہور زندان میں پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں قید تھیں، ان میں سولہ ہزار عریاں اور بے لباس تھے حجاج مرد اور عورتوں کو ایک جگہ قید کرتا تھا، اس کے تمام زندان بغیر چھت کے تھے اس وجہ سے زندان میں رہنے والے گرمی اور سردی سے امان میں نہیں تھے۔ (۲)

.....

(۱) زبیر بن بکار، اخبار الموفقیات، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۶ ہجری، ص ۹۵، ۹۹، ڈاکٹر شہیدی جعفر، تاریخ تحلیلی اسلام تا پایان اموی، مرکز نشر، دانشگاه، تہران، ۱۳۶۳ھ، ص ۱۸۴، پیشوانی، مہدی، سیرہ پیشوایان، موسسہ، امام صادق قم، طبع ہشتم، ۱۳۷۸ھ، ص ۲۴۶

(۲) مروج الذہب، منشورات موسسة الاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ ہجری، ج ۳، ص ۱۸۷

حجاج معمولاً شیعوں کو زندانی اور شکنجہ کرتا تھا اور انہیں قتل کرتا تھا شیعوں کی دردناک وضعیت کا پتہ اس سے لگا یا جا سکتا ہے جس کو انہوں نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم و ستم کو اموی دور میں امام سجاد سے بیان کیا ہے، مرحوم علامہ مجلسینے نقل کیا ہے: کچھ شیعین علی امام زین العابدین کے پاس آئے اور مصیبتوں پر آہ و گریہ کیا نیز اپنے درد ناک حالات کو بیان کیا: فرزند رسول، ہم کو ہمارے شہر سے نکال دیا گیا قتل و غارت کے ذریعہ ہم کو نابود کر دیا گیا امیر المومنین پر شہروں میں مسجد نبوی میں منبروں سے سب و شتم کیا گیا لیکن کوئی مانع نہیں ہوا، اور اگر ہم میں سے کسی نے اعتراض کیا تو کہتے تھے کہ یہ ترابی ہے جب اس کا علم حاکم کو ہوتا تھا تو اس شخص کے بارے میں حاکم کے پاس لکھ بھیجتے تھے کہ اس نے ابوتراب کی تعریف کی ہے وہ حکم دیتا تھا کہ اس کو زندان میں ڈال دیا جائے اور قتل کر دیا جائے۔ (۱)

.....

(۱) مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۶، ص ۲۷۵

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

اموی دور میں تشیع کی وسعت

اموی خلفا کے دور میں شیعوں پر ظلم و ستم ہونے کے باوجود تشیع کی ترویج و فروغ میں کوئی کمی نہ پائی پیغمبر و خاندان پیغمبرؐ کی مظلومیت لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف کھینچتی رہی اور نئے نئے لوگ شیعہ ہوتے گئے، یہ مطلب اموی حکومت کے آخری زمانہ میں پورے طور سے دیکھا جا سکتا ہے اموی زمانہ میں تشیع کے پھیلنے کے کئی مراحل تھے ہر مرحلہ کی ایک خصوصیت تھی کلی طور پر شیعوں کی کثرت کو تین مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے -

(الف) ۴۰ھ سے ۶۱ھ تک، دوران امام حسن اور امام حسین -

(ب) ۶۱ھ سے ۱۱۰ھ تک، دوران امام سجاد و امام باقر علیہما السلام۔

(ج) ۱۱۰ھ سے ۱۳۲ھ یعنی اموی حکومت کے اختتام تک، دوران امام صادق

(الف) عصر امام حسن ۱ و امام حسین علیہما السلام

امیر المومنین کے زمانہ میں شیعیت نے آہستہ آہستہ ایک گروہ کی شکل اختیار کر لی تھی اور شیعوں کی صف بالکل نمایاں تھی اسی بنیاد پر امام حسن نے صلح نامہ کے شرائط میں ایک شرط شیعوں کی امنیت کی رکھی تھی کہ ان پر تجاوز نہ کیا جائے (۱)

شیعہ رفتہ رفتہ عادت ڈال رہے تھے کہ جو امام اور خلیفہ حکومت سے وابستہ ہو اس کی اطاعت ضروری نہیں ہے، اسی وجہ سے جس وقت لوگ دھیرے دھیرے امام حسن کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے حضرت نے ان سے شرط رکھی تھی کہ وہ جنگ و صلح میں آپ کی اطاعت کریں گے اس طرح واضح ہو جاتا ہے کہ امامت لازمی طور پر حاکمیت کے مساوی نہیں ہے اور معاویہ جیسا ظالم حاکم امام نہیں ہو سکتا اور اس کی اطاعت واجب نہیں ہے، چنانچہ امام نے جو خطبہ صلح کے بعد معاویہ کے فشار کی وجہ سے مسجد کوفہ میں دیا، اس میں فرمایا :

خلیفہ وہ ہے جو کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ پر عمل کرے، جس کا کام ظلم کرنا ہے وہ خلیفہ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ایک بادشاہ ہے جس نے ایک ملک کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے

.....

(۱) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، مؤسسۃ انتشارات علامہ، قم، ج ۴، ص ۳۳

مختصر سی مدت تک اس سے فائدہ اٹھائے گا بعد میں اس کی لذتیں ختم ہو جائیں گی لیکن بہر حال اسے حساب و کتاب دینا پڑے گا (۱)

اس دور کے تشیع کی دوسری خصوصیت شیعوں کے درمیان اتحاد ہے جس کا سرچشمہ بہترین رہبر کا وجود ہے امام حسین کی شہادت تک شیعوں میں کوئی فرقہ نہیں تھا امام حسن اور امام حسین علیہ السلام کو مسلمانوں کے درمیان ایک خاص اہمیت حاصل تھی ان کے بعد ائمہ طاہرین میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل نہیں ہو سکا یہی دونوں فرزندتہا ذریت پیغمبرؐ تھے، امیر المومنین نے جنگ صفین میں جس وقت دیکھا کہ امام حسن تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہے ہیں فرمایا: میرے بجائے تم اس جوان کی حفاظت کرو (ان کو جنگ سے روکو مجھے مضطرب نہ کرو مجھے ان دونوں کی بہت فکر ہے) یہ دونوں جوان (امام حسن و امام حسین) قتل نہ ہوں کیونکہ ان کے قتل ہونے سے پیغمبرؐ کی نسل منقطع ہو جائے گی۔ (۲)

حسنین کا مقام اصحاب پیغمبرؐ کے درمیان بھی ایک خاص اہمیت کا حامل تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں نے امام حسن کی بیعت کی اور صحابہ پیغمبرؐ نے حضرت کی خلافت کو قبول کیا یہی وجہ ہے کہ خلافت امام حسن میں کوئی مشکل دیکھنے

میں نہیں آتی کسی نے اعتراض تک نہیں کیا، صرف شام کی حکومت کی طرف سے مخالفت کی گئی جس وقت حضرت نے صلح کی اور کوفہ سے مدینہ جانا چاہا تو لوگوں نے شدت سے گریہ کیا مدینہ میں

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۶، ۱۴، ص ۸۲
(۲) نہج البلاغہ، فیض الاسلام، خطبہ، ۱۶۸، ص ۶۶۰

قریش کی طرف سے کسی نے معاویہ کو جو خیر دی اس سے حضرت کی اہمیت و عظمت کا اندازہ ہوتا ہے قریش کے کسی آدمی نے معاویہ کو لکھا: یا امیر المومنین!! امام حسن نماز صبح مسجد میں بیٹھتے ہیں، مصلیٰ پر بیٹھ جاتے ہیں اور سورج طلوع ہونے تک بیٹھے رہتے ہیں، ایک ستون سے ٹیک لگائے ہوتے ہیں اور جو لوگ بھی مسجد میں ہوتے ہیں ان کی خدمت میں جاتے ہیں اور ان سے گفتگو کرتے ہیں یہاں تک کہ کچھ حصہ دن کا چڑھ جاتا ہے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور پیغمبر ﷺ کی بیوی یونکی احوال پرسی کرتے ہیں اور اس کے بعد اپنے گھر تشریف لے جاتے ہیں۔ (۱)

امام حسین کا بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح اقبال بہت بلند تھا یہاں تک کہ عبداللہ بن زبیر جو اہل بیت کاسر سخت دشمن تھا وہ بھی امام حسین کی عظمت سے انکار نہ کر سکا، جب تک حضرت مکہ میں تھے لوگوں نے ابن زبیر کی طرف کوئی توجہ نہ دی اسی بنا پر وہ چاہتا تھا کہ امام جلدی مکہ سے چلے جائیں لہذا امام سے کہتا ہے کہ اگر میرا بھی آپ کی طرح عراق میں بلند مقام ہوتا تو میں بھی وہاں جانے میں جلدی کرتا۔ (۲)

حضرت کا مرتبہ اس قدر بلند تھا کہ جب آپ نے بیعت سے انکار کر دیا تو حکومت بیزیدیزر بحث آگئی اور یہی وجہ ہے کہ حضرت سے بیعت لینے کا اصرار و فشار اس قدر زیادہ تھا، بنی ہاشم کے ان دو بزرگوں کا ایک خاص احترام و اکرام تھا اس طرح سے کہ ان کے

.....

(۱) بلاذری، انساب الاشراف، دار التعارف، للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ، ج ۳، ص ۲۱
(۲) ابن عبد ربہ اندلسی، احمد بن محمد، عقد الفرید، دار احیاء التراث، العربی، بیروت، ۱۴۰۰ھ، ج ۴، ص ۳۲۶

زمانے میں، بنی ہاشم میں سے نہ ہی کسی نے رہبری کا دعویٰ کیا اور نہ ہی کوئی (بنی ہاشم کی) سرداری کا مدعی ہوا، جس وقت امام حسن معاویہ کے زہر دینے کی وجہ سے دنیا سے رخصت ہو گئے تو شام میں معاویہ نے ابن عباس سے کہا: اے ابن عباس! امام حسن وفات کر چکے ہیں اور اب تم بنی ہاشم کے سردار ہو، ابن عباس نے جواب دیا: جب تک امام حسین موجود ہیں اس وقت تک نہیں۔ (۱)

ابن عباس بلند مقام، مفسر قرآن اور حیر الامۃ تھے اور سن میں بھی امام حسن اور امام حسین دونوں سے بڑے تھے اس کے باوجود ان دو بزرگواروں کی خدمت کرتے تھے مدرک بن ابی زیاد نقل کرتا ہے:

ابن عباس امام حسن امام حسین کی رکاب سنبھالتے تھے تاکہ یہ دو حضرات سوار ہو جائیں، میں نے کہا: آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا: احمق! تو نہیں جانتا کہ یہ کون لوگ ہیں یہ رسول کے فرزند ہیں کیا یہ ایک عظیم نعمت نہیں ہے جس کی خدانے مجھے توفیق دی ہے کہ میں ان کی رکاب پکڑوں؟ (۲)

تشیع کی وسعت میں انقلاب کر بلاکا اثر

امام حسین کی شہادت کے بعد شیعہ اپنی پناہ گاہ کھو دینے کے بعد کا فی خوف زدہ تھے اور دشمن کے مقابلہ میں مسلحانہ تحریک اور اقدام سے نا امید ہو گئے تھے دل خراش واقعہ

.....

(۱) مسعودی علی بن حسین، مروج الذهب، موسسہ الاعلیٰ، للمطبوعات، بیروت، ج ۳، ص ۹
(۲) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، موسسہ انتشارات علامہ، ج ۳، ص ۴۰۰

عاشورہ کے بعد مختصر مدت کے لئے انقلاب شیعیت کو کافی نقصان پہونچا، اس حادثہ کی خبر پھیلنے سے اس زمانے کی

اسلامی سر زمین خصوصاً عراق و حجاز میں شیعوں پر رعب و وحشت کی کیفیت طاری ہو گئی تھی کیونکہ یہ مسلم ہو گیا کہ یزید فرزند رسول کو قتل کر کے نیز ان کی عورتوں اور بچوں کو اسیر کر کے اپنی حکومت کی بنیاد مستحکم کرنا چاہتا ہے اور وہ اپنی حکومت کو پائیدار کرنے میں کسی بھی طرح کے ظلم سے گریز نہیں کرنا چاہتا ہے اس وحشت کے آثار مدینہ اور کوفہ میں بھی نمایاں تھے، واقعہ حرہ کے ظاہر ہوتے ہی لوگوں کی بے رحمانہ سرکوبی میں یزید کی فوج کی جانب سے شدت آگئی تھی عراق و حجاز کے شیعہ نشین علاقے خاص کر کوفہ اور مدینہ میں سانس لینا بھی دشوار ہو گیا اور شیعوں کی یکجہتی و انسجام کا شیرازہ یکسر منتشر ہو گیا تھا امام صادق اس ابتر اور ناگفتہ بہ وضعیت کے بارے میں فرماتے ہیں: امام حسین کی شہادت کے بعد لوگ خاندان پیغمبرؐ کے اطراف سے پراگندہ ہو گئے ان تین افراد کے علاوہ ابو خالد کابلی، یحییٰ ابن ام الطویل، جبیر ابن مطعم۔ (۱)

مورخ مسعودی بھی اس بارے میں کہتا ہے: "علی بن حسین مخفی اور تقیہ کی حالت میں بہت دشوار زمانے میں امامت کے عہدے دار ہوئے، (۲) یہ وضعیت حکومت یزید کے خاتمہ تک جاری رہی، یزید کے مرنے کے بعد شیعوں کا قیام شروع ہوا اور اموی

.....

(۱) شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، معروف بہ رجال کشی، موسسہ آل البيت لاحیاء التراث، ۱۴۰۴ ہجری، ج ۱، ص ۲۳۸
(۲) اثبات الوصیة، مکتبۃ الحیدریة، نجف، طبع چہارم، ۱۳۱۷ھ ص ۱۶۷

حکومت کے مضبوط ہونے تک یعنی عبد الملک کی خلافت تک یہ سلسلہ جاری رہا، یہ مدت تشیع کے فروغ کے لئے ایک اچھی فرصت ثابت ہوئی، قیام کربلا کی جو اہم ترین خاصیت تھی وہ یہ کہ لوگوں کے ذہنوں سے بنی امیہ کی حکومت کی مشروعیت یکسر ختم ہو گئی تھی اور حکومت کی بدنامی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ خلافت بالکل سے اپنی حیثیت کھو چکی تھی اور لوگ اسے پاکیزہ عنوان نہیں دیتے تھے یزید کی قبر سے خطاب کر کے جو شعر کہا گیا اس سے بخوبی اس بات کا اندازہ ہو سکتا ہے:

ایہا القبر بحوارینا

قدضمنت شر الناس اجمعینا (۱)

اے وہ قبر کہ جو حواریں کے شہر میں ہے لوگوں میں سے سب سے بدترین آدمی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔

اس زمانہ میں سوائے شامیوں کے شیعہ و سنی سب کے سب، حکومت بنی امیہ کے مخالف تھے، شیعہ اور سنی کی جانب سے بغاوتیں بہت زیادہ جنم لے رہی تھیں۔ (۲)
یعقوبی لکھتا ہے: "عبد الملک بن مروان نے اپنے حاکم حجاج بن یوسف کو لکھا کہ تو مجھے آل ابی طالب کا خون بہانے میں ملوث نہ کر کیونکہ میں نے سفینیوں (ابوسفیان کے

.....

(۱) مسعودی علی بن حسین، مروج الذهب، موسسہ لاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ ج ۳ ص ۵۶
(۲) مسعودی علی بن حسین، مروج الذهب، موسسہ لاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج ۳، ص ۹۹، ۸۱

بیٹے) کا نتیجہ ان کے قتل کرنے میں دیکھا کہ کن مشکلات سے دوچار ہوئے تھے" (۱)
آخر کار خون امام حسین علیہ السلام نے بنی امیہ کے قصر کو خاک میں ملا دیا۔
مقدس لکھتا ہے: "جب خداوند عالم نے خاندان پیغمبرؐ بنی امیہ کا ظلم و ستم دیکھا تو ایک لشکر کو کہ جو خراسان کے مختلف علاقوں سے اکٹھا ہوا تھا شب کی تاریکی میں ان کے سروں پر مسلط کر دیا۔ (۲)
دوسری طرف سے امام حسین علیہ السلام اور شہداء کربلا کی مظلومیت کی وجہ سے خاندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی اور ان کے مقام کو اولاد پیغمبرؐ اور اسلام کے تنہا سرپرست ہونے کے عنوان سے مستحکم کر دیا، بنی امیہ کے دور میں جگہ جگہ لوگ یالثارات الحسین کے نعرہ کے ساتھ جمع ہوتے، یہاں تک کہ سیستان میں ابن اشعث کا قیام، (۳) حسن مثنیٰ فرزند امام حسن علیہ السلام

.....

(۱) ابن واضح تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ص ۳۰۴
 (۲) مقدسی، احسن التقاسیم، ترجمہ مندوزی، شرکت مولفان و مترجمان ایرانی، ج ۲ ص ۴۲۶-۴۲۷
 (۳) عبد الرحمن بن محمد بن اشعث حجاج کی جانب سے سیستان میں حاکم تھا، سیستان کا علاقہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان سرحد واقع ہوتا تھا یہاں مسلمانوں اور ہندوستان کے حاکموں کے درمیان جھڑپیں ہوتی رہتی تھیں، حجاج کو عبد الرحمن سے جو دشمنی تھی اس کی بنا پر اس نے یہ منصوبہ بنایا کہ اسے اس طرح ختم کر دے، عبد الرحمن جب اس سازش سے آگاہ ہوا تو اس نے ۵۸۲ھ میں حجاج کے خلاف بغاوت کردی، چونکہ عوام حجاج سے نفرت کرتی تھی لہذا بصرہ و کوفہ کے کافی لوگ عبد الرحمن کے ساتھ ہو گئے، کوفہ کے بہت سے قاریان قرآن اور شیعہ حضرات قیام کرنے والوں کے ساتھ ہو گئے، اس طرح عبد الرحمن سیستان سے عراق کی جانب روانہ ہوا، اس کا پہلا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)

کے نام سے سبب تکمیل پایا (۱) اسی بنیاد پر امام مہدی کی احادیث انتقام آل محمد کے عنوان سے پھیلی (۲) اور لوگ بنی امیہ سے انتقام لینے والے کا بے صبری اور شدت سے انتظار کرنے لگے (۳) کبھی مہدی کے نام کو قیام اور تحریک کے قائدین نے منطبق کرتے تھے۔ (۴)

دوسری طرف ائمہ اطہار اور پیغمبر کے خاندان والے شہدائے کربلا کی یادوں کو زندہ رکھے ہوئے تھے، امام سجاد جب بھی پانی پینا چاہتے تھے اور پانی پر نظر پڑتی تھی تو

.....

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ کا) پروگرام یہ تھا کہ حجاج کو ہر طرف کردے پھر خود عبد الملک کو خلافت سے ہٹادے، عبد الملک نے شام سے بہت بڑا لشکر حجاج کی مدد کے لئے روانہ کیا، کوفہ سے سات فرسخ کے فاصلہ پر "دیر الجمام" نامی جگہ پر شام کے لشکر نے عبد الرحمن کو شکست دے دی، وہ ہندوستان بھاگا اور وہاں کے ایک بادشاہ سے پناہ طلب کی لیکن حجاج کے عامل نے اسے قتل کر دیا، مسعودی، مروج الذهب، ج ۳ ص ۱۴۸، معجم البلدان، یاقوت حموی، ج ۴ ص ۳۳۸
 (۱) ابن عنبر، عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، انتشارات رضی، قم، ص ۱۰۰
 (۲) ابوالفرج اصفہانی مقاتل الطالبین، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۶ھ، ص ۲۱۶
 (۳) یعقوبی نقل کرتا ہے: عمر بن عبد العزیز نے اپنی خلافت کے دور میں عامر بن وائلہ کو کہ جس کا نام وظیفہ لینے والوں کی فہرست سے کاٹ دیا گیا تھا، اس کے اعتراض کے جواب میں کہا: سنا ہے تم نے اپنی شمشیر کو تیز کیا ہے، نیزہ کو تیز کیا ہے تیر اور کمان کو آمادہ رکھا ہے اور ایک امام قائم ہے کہ وہ قیام کریں لہذا انتظار کرو جس وقت بھی وہ خروج کریں گے اس وقت تمہیں وظیفہ دیا جائے گا، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف رضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۲ ص ۳۰۷
 (۴) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ج ۲، ص ۲۱۰

آنکھوں میں آنسو بھر آتے تھے، جب لوگوں نے اس کا سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: کیسے گریہ نہ کروں اس لئے کہ انہوں نے پانی جنگلی جانوروں اور پرندوں کے لئے آزاد رکھا تھا اور میرے بابا کے لئے بند کر دیا تھا! ایک روز امام کے خادم نے دریافت کیا، کیا آپ کا غم تمام نہیں ہوگا؟ امام نے فرمایا: "افسوس تجھ پر یعقوب کے بارہ بیٹوں میں سے ایک آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تھا اس کے فراق میں اتنا گریہ کیا کہ نابینا ہو گئے اور شدت غم سے کمر جھک گئی حالانکہ ان کا فرزند زندہ تھا لیکن مینے اپنے باپ بھائی، چچا نیز اپنے خاندان کے سترہ افراد کو قتل ہوتے ہوئے دیکھا ہے ان کے لاشے زمین پر پڑے ہوئے تھے لہذا کس طرح ممکن ہے کہ میرا غم تمام ہو جائے؟!۔" (۱)

امام صادق امام حسین کی مدح میں اشعار کہنے والے شاعروں کی تشویق کرتے تھے اور فرماتے: "جو بھی امام حسین کی شان میں شعر کہے اور گریہ کرے اور لوگوں کو رلائے اس پر جنت واجب ہے اور اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔" (۲)

امام حسین تشیع کی بنیاد اور علامت ٹھہرے اسی بنا پر بہت سے زمانوں میں جیسے متوکل کے دور میں آپ کی زیارت کو ممنوع قرار دیا گیا۔ (۳)

.....

(۱) علامہ مجلسی، بحار الانوار، المكتبة الاسلامیہ، تہران، طبع دوم، ۱۳۹۴ھ، ج ۶ ص ۱۰۸
 (۲) شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال، معروف بہ رجال کشی، ج ۲ ص ۵۷۴
 (۳) طبری، ابی جعفر محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۸ھ، ج ۵ ص ۳۱۲

(ب) عصر امام سجاد علیہ السلام

امام سجاد کے دور کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلا مرحلہ: شہادت امام حسین اور بنی امیہ کی حکومت کے متزلزل ہونے کے بعد سے اور سفیانوں (ابو سفیان کے بیٹوں اور پوتوں) کے خاتمہ اور مروانیوں کے برسر اقتدار آنے نیز بنی امیہ کے آپس میں جھگڑنے اور مختلف طرح کی شورشوں اور بغاوتوں میں گرفتار ہونے تک یہاں تک کہ مروانیوں کی حکومت برقرار ہو گئی۔

دوسرا مرحلہ: حجاج کی حکمرانی اور مکہ میں عبداللہ بن زبیر کی شکست، (۱) سے لے کر امام محمد باقر کا ابتدائی زمانہ اور عباسیوں کے قیام تک۔

.....

(۱) مکہ میں عبد اللہ بن زبیر کی حاکمیت، اس زمانے سے کہ جب اس نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور لوگوں کو اپنی طرف آنے کی دعوت دی، یہاں تک کہ ۷۲ھ میں حجاج کے سپاہیوں نے اسے قتل کر دیا، یہ کل بارہ سال کا عرصہ ہے ابن عبد ربہ نے اس بارہ سال کے طولانی دور کو "العقد الفرید" میں ابن زبیر کے فتنہ کے عنوان سے ذکر کیا ہے، معاویہ کے مرنے کے بعد مدینہ کے حاکم نے ابن زبیر سے یزید کی بیعت طلب کی، یزید کی بیعت سے بچنے کے لئے جس وقت امام حسین مکہ تشریف لے گئے تو ابن زبیر بھی مکہ آگیا لیکن وہاں لوگوں نے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی، اسی بنا پر مکہ میں امام حسین کا رہنا اسے ناگوار لگ رہا تھا لہذا اس نے امام حسین سے کہا: اگر آپ کی طرح لوگ مجھے بلاتے تو میں عراق چلا جاتا، امام حسین کی شہادت کے بعد یزید کے خلاف پرچم بغاوت بلند کر دیا یزید نے ۶۲ھ میں مسلم بن عقبہ کو ایک لشکر کے ساتھ مدینہ کی شورش کو دبانے اور ابن زبیر کی سرکوبی کے لئے پہلے مدینہ اور پھر مکہ روانہ کیا لیکن واقعہ حرہ کے بعد مکہ جاتے ہوئے راستہ ہی میں وہ مر گیا اس کا جا نشین حصین بن نمیر شام کے لشکر کے ہمراہ مکہ گیا

اور ۶۴ھ میں منجنيق کے ذریعہ کعبہ پر آگ برسانی انہ کعبہ کا پردہ جل گیا اسی جنگ کے دوران یزید کے مرنے کی خبر ملی، شام کی فوج سست پڑ گئی، حصین نے ابن زبیر سے کہا: بیعت کر لو اور شام چلو وہاں مجھے تخت حکومت پر بٹھادو لیکن ابن زبیر نے قبول نہیں کیا، یزید کے مرنے کے بعد اردن کے علاوہ تمام اسلامی سر زمین نے ابن زبیر کی خلیفہ کے عنوان سے بیعت کر لی اور اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا لیکن بنی امیہ نے مروان کو جابیہ میناپنا خلیفہ منتخب کر لیا اس نے شام میں اپنے مخالفین کو تخت سے اتار دیا، اس کے بعد اس کا بیٹا عبد الملک خلیفہ بنا عبد الملک نے مصعب بن زبیر کو شکست دینے کے بعد اس کے بھائی عبد اللہ ابن زبیر کو شکست دینے کے لئے حجاج ابن یوسف کو عراق سے مکہ روانہ کیا حجاج نے مکہ کا محاصرہ کر لیا، کوہ ابو قبیس پر منجنيق رکھ کر گولہ باری کر کے کعبہ اور مکہ کو ویران کر دیا اس جنگ میں عبد اللہ بن زبیر کے ساتھیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا لیکن عبد اللہ نے مقاومت کی اور آخر کار قتل ہو گیا، اس طرح ۱۲ سال بعد عبد اللہ ابن زبیر کا کام تمام ہو گیا (ابن عبد ربہ اندلسی، احمد بن محمد، العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ ج ۴ ص ۲۶۶، مسعودی، علی ابن الحسین، مروج الذهب، منشورات موسسه الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ ج ۳ ص ۷۹، ۷۸)

امام حسین کی شہادت کے بعد ایک طرف سے تو بنی امیہ عراق و حجاز کے علاقہ میں برپا ہونے والے انقلابات میں گرفتار تھے تو دوسری طرف سے ان کے اندر اندرونی اختلاف تھا جس کی بنا پر حکومت یزید زیادہ عرصہ تک قائم نہیں رہ سکی یزید تین سال کی حکومت کے بعد ۶۴ھ میں مر گیا، (۱) اس کے بعد اس کا بیٹا معاویہ صغیر بر سر اقتدار آیا اس نے چالیس روز سے زیادہ حکومت نہیں کی تھی کہ خلافت سے الگ ہو گیا اور بلا فاصلہ دنیا سے رخصت ہو گیا، (۲) اس کے مرتے ہی خاندان بنی امیہ کے درمیان اختلاف

.....

(۱) ابن واضح تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۲۵۲

(۲) ابن واضح تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۲۵۶

شروع ہو گیا، مسعودی نے اس کے مرنے کے بعد پیش آنے والے واقعات کہ جس سے بنی امیہ کی ریاست طلبی کی عکاسی ہوتی ہے یوں بیان کیا ہے: معاویہ دوم ۲۲ سال کی عمر میں دنیا سے چلا گیا اور دمشق میں دفن ہوا ولید بن عتبہ بن ابی سفیان خلافت کی لالچ میں آگے بڑھا تا کہ معاویہ دوم کے جنازہ پر نماز پڑھے نماز تمام ہونے سے پہلے ہی اسے ایسی ضرب لگی کہ وہیں پر ڈھیر ہو گیا اس وقت عثمان بن عتبہ بن ابی سفیان نے نماز پڑھائی لیکن لوگ اس کی خلافت پر بھی راضی نہیں ہوئے اور وہ ابن زبیر کے پاس مکہ جانے پر مجبور ہو گیا۔ (۱)

امام حسین کی شہادت کو ابھی تین سال بھی نہ گزرے تھے کہ سفیانوں کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، اسلامی سر زمین کے لوگ یہاں تک کہ بنی امیہ کے کچھ بزرگ افراد جیسے ضحاک بن قیس ا و رنعمان بن بشیر، ابن زبیر کی طرف مائل ہو گئے

تھے ، اسی وقت ابن زبیر نے مدینہ سے اموی ساکنین منجملہ مروان کونکال بابرکیا وہ سب وہاں سے نکل کر رہے اور ابی شام ہو گئے چونکہ دمشق میں کوئی خلیفہ نہیں تھا ، امویوں نے جابیہ میں مروان بن حکم کو خلیفہ بنا دیا اور خالد بن یزید اور اس کے بعد عمرو بن سعید اشدق کو اس کا ولی عہد قرار دیا ، کچھ مدت کے بعد مروان نے خالد بن یزید کو ہر طرف کر دیا اور اس کے بیٹے عبدالملک کو اپنا ولی عہد بنایا اسی وجہ سے خالد کی ماں جو مروان کی بیوی تھی اس نے اس کو زہر دیا اور مروان مر گیا ، عبدالملک نے بھی عمرو بن سعید کو اپنے راستے سے ہٹا کر اس کے فرزند کو اپنا ولی عہد بنایا۔ دوسری طرف سے امویوں کو بہت سی شورشوں اور بغاوتوں کا سامنا تھا یہ قیام دو

.....

(۱) مسعودی ، مروج الذهب ، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات ، بیروت ، ۱۴۱۱ھ ج ۳ ص ۸۶۔۸۵

حصوں میں تقسیم ہوتا ہے ، ایک وہ قیام جو شیعہ ماہیت نہیں رکھتا تھا جیسے حرہ کا قیام اور ابن زبیر کا قیام ، ابن زبیر کے قیام کی حقیقت معلوم ہے اس قیام کا قائد ابن زبیر تھا جو خاندان رسولؐ کا سخت ترین دشمن تھا ، جنگ جمل میں شکست کے بعد ہی اس کا دل (اہل بیت کے) بغض و کینہ سے بھر گیا تھا لیکن اس کا بھائی مصعب شیعیت کی طرف مائل تھا اس نے امام حسین کی بیٹی سکینہ سے شادی کی تھی ، اسی بنا پر عراق میں اس کو ایک حیثیت حاصل تھی ، امویوں کے مقابلہ میں شیعہ اس کے ساتھ تھے ، جناب مختار کے بعد ابراہیم بن مالک اشتر ان کے ساتھ ہو گئے تھے اور انہیں کے ساتھ شہید ہوئے

دوسرے وہ قیام جو ماہیت کے اعتبار سے شیعہ فکر رکھتے تھے ۔

قیام حرہ کو بھی شیعہ حمایت حاصل نہیں تھی ، (۱) اس قیام میں امام سجاد

کی کسی قسم کی مداخلت نہ تھی جس وقت مسلم بن عقبہ لوگوں سے بیعت لے رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا غلام کی سے جنگ کروں گا اس نے مجھے تحفے دئے اکرام کیا میں نے اس کے ہدیہ و تحفہ کو قبول نہیں کیا جگہ یزید کی بیعت کریناس وقت وہ امام سجاد کا احترام کر رہا تھا اور حضرت پر کسی قسم کا دبانو نہیں ڈالا۔ (2)

.....

(۱) حرہ کا واقعہ ۶۲ھ میں پیش آیا ، مسعودی اس کی وجہ لوگوں کا یزید کے فسق و فجور سے ناخوش ہونا اور امام حسین کی شہادت جانتا ہے ، مدینہ جو اولاد رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کا مرکز تھا یہاں کے لوگ یزید سے ناراض تھے مدینہ کا حاکم عثمان بن محمد بن ابی سفیان جو ایک نا تجربہ کار نوجوان تھا ، مدینہ کے لوگوں کی نمائندگی میں کچھ لوگوں کو شام روانہ کیا تاکہ یزید کو قریب سے دیکھیں اور اس کی نوازشات سے فائدہ اٹھائیں اور جب مدینہ آئیں لوگوں کو یزید کی اطاعت پر تشویق کریں ، اس عثمانی تجویز میں مدینہ کے بزرگان کہ جن میں عبد اللہ بن حنظلہ جو غسیل الملائکہ کہے جاتے ہیں وہ بھی شامل تھے ، یزید جو اسلامی تربیت سے بالکل بے بہرہ تھا ان لوگوں کے سامنے بھی اس نے اپنے فسق و فجور کو جاری رکھا ، لیکن مدینہ سے آنے والوں کی خوب آنو بھگت کی سب کو گراں بہا تحفے دئے تاکہ یہ لوگ واپس جا کر اس کی تعریفیں کریں لیکن اس کا سب کچھ کرنا بیکار ہو گیا یہ لوگ جب مدینہ پلٹے تو مجمع میں یہ اعلان کیا کہ ہم اس کے پاس سے واپس آ رہے ہیں جو بے دین بے شراب پیتا ہے ، ناچ گانا سنتا

ہے ، کتے سے کھیلتا ہے ، ان طوائفوں کے ساتھ ناچ گانے کی محفلیں منعقد کرتا ہے ، ان سے ہمنشین کرتا ہے کی آواز میں سنتا ہے ، عیش و عشرت میں زندگی گذارتا ہے ، ہم لوگ آپ کو گواہ قرار دیتے ہیں کہ ہم نے اسے خلافت سے معزول کر دیا ہے ، عبد اللہ ابن حنظلہ نے کہا اگر کسی نے بھی میری مدد نہیں کی تو میں صرف اپنے بچوں کے ساتھ یزیدمگر صرف اس لئے لے لیا کہ خود اس کے خلاف استعمال کروں اس کے بعد لوگوں نے عبد اللہ ابن حنظلہ کی بیعت کی مدینہ کے حاکم اور تمام بنی امیہ کو مدینہ سے باہر بھگا دیا ۔

جب یزید کو یہ خبر ملی تو اس نے بنی امیہ کے ایک نمک خوار و تجربہ کار شخص مسلم بن عقبہ کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ روانہ کیا اور کہا: ان لوگوں کو تین دن کی مہلت دینا اگر تسلیم ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان سے جنگ کر کے کامیابی کے بعد تین دن تک جتنی لوٹ مار کرنی ہو کر لینا اور سپاہیوں کو کھلی اجازت دے دینا ۔

اہل مدینہ اور لشکر شام میں شدید جنگ ہوئی آخر کار اہل مدینہ کو شکست ہوئی بڑے بڑے رہبر مارے گئے مسلم نے تین دن بالکل قتل عام کا حکم صادر کر دیا ، لشکر شام نے وہ کام کیا جسے بیان کرنے سے قلم کو بھی شرم آتی ہے اس ظلم و بربریت کی بنا پر مسلم کو مسرف کہا گیا ، قتل و غارت کے بعد اس نے یزید کے لئے لوگوں سے زہر دستی بیعت لی ۔

ابن عبد ربہ اندلسی ، العقد الفرید ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ، ج ۴ ص ۳۶۲ ، ابن واضح ، احمد بن ابی یعقوب ، تاریخ یعقوبی ، منشورات الشریف الرضی ، قم ، ۱۴۱۴ھ ج ۲ ص ۲۵۰۔۸۲ ، ابن اثیر ، الکامل دار صادر ، بیروت ، ج ۴ ص ۱۰۲۔۱۰۳۔۲۵۶۔۲۵۵ (2) ابی حنیفہ ، دینوری ، احمد بن داؤد ، الاخبار الطوال ، منشورات الشریف الرضی ، قم ، ص ۲۶۶

شیعی قیام

شیعی قیام درج ذیل ہیں : قیام توّابین اور قیام مختار ، ان دو قیام کا مقام و مرکز عراق میں شہر کوفہ تھا اور جو فوج تشکیل پائی تھی وہ شیعیان امیرالمومنین کی تھی سپاہ مختار مینشیعہ غیر عرب بھی کافی موجود تھے ۔
توّابین کے قیام کی ماہیت میں کوئی ابہام نہیں ہے یہ قیام صحیح ہدف پر استوار تھا جس کا مقصد صرف خون خواہی امام حسین اور حضرت کی مدد نہ کرنے کے گناہ کو پاک کرنے اور ان کے قاتلوں سے مقابلہ کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا، .
توّابین کوفہ سے نکلنے کے بعد کربلا کی طرف امام حسین کی قبر کی زیارت کے لئے گئے اور قیام سے پہلے اس طرح کہا:

پروردگار! ہم فرزند رسولؐ کی مدد نہ کر سکے ہمارے گناہوں کو معاف فرما، ہماری توبہ کو قبول فرما ، امام حسین کی روح اور ان کے سچے ساتھیوں پر رحمت نازل کر، ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم اسی عقیدہ پر ہیں جس عقیدہ پر امام حسین قتل ہوئے، پروردگار! اگر ہمارے گناہوں کو معاف نہیں کیا اور ہم پر لطف و کرم نہیں کیا تو ہم بد بخت ہو جائیں گے۔ (۱)
مختار نے مسلم بن عقیل کے کوفہ میں داخل ہونے کے بعد ان کی مدد کی جس کی وجہ سے عبید اللہ بن زیاد کے ذریعہ دستگیر ہوئے اور زندان میں ڈال دیئے گئے اور واقعہ عاشورہ کے بعد اپنے بہنوئی عبداللہ بن عمر کے توسط سے آزاد ہوئے وہ ۶۴ھ میں کوفہ آئے اور اپنے قیام کو قیام توّابین کے بعد شروع کیا اور یا لثارات الحسین کے نعرہ کے

.....

(۱) ابن اثیر ، الکامل فی التاریخ ، ج ۴ ص ۱۵۸-۱۸۶

ذریعہ تمام شیعوں کو جمع کیا وہ اس منصوبے اور حوصلہ کے ساتھ میدان عمل میں وارد ہوئے کہ امام حسین کے قاتلوں کو ان کے عمل کی سزا دیں اور اس طرح سے ایک روز میں (۲۸۰) ظالموں کو قتل کیا اور فرار کرنے والوں کے گھروں کو ویران کیا، من جملہ محمد بن اشعث کے گھر کو خراب کیا اور اس کی باقیات (ملبہ و اسباب) سے علی کے وفادار ساتھی حجر بن عدی کا گھر بنوایا جس کو معاویہ نے خراب کر دیا تھا۔ (۱)
جناب مختار کے بارے میں اختلاف نظر ہے بعض ان کو حقیقی شیعہ اور بعض انہیں جھوٹا جانتے ہیں، ابن داؤد نے رجال میں مختار کے بارے میں اس طرح کہا ہے:

مختار ابو عبیدثقفی کا بیٹا ہے بعض علماء شیعہ نے ان کو کیسانہ سے نسبت دی ہے اور اس بارے میں امام سجاد کا مختار کا ہدیہ رد کرنے کو بطور دلیل پیش کیا گیا ہے لیکن یہ اس کی رد پر دلیل نہیں ہو سکتی، کیونکہ امام محمد باقر نے ان کے بارے میں فرمایا : مختار کو برا نہ کہو کیونکہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا ہے اور اس نے نہیں چاہا کہ ہمارا خون پامال ہو، ہماری لڑکیوں کی شادی کرائی اور سختی کے موقع پر ہمارے درمیان مال تقسیم کیا ۔
جس وقت مختار کا بیٹا ابو الحکم امام باقر کے پاس آیا امام نے اس کا کافی احترام کیا ابو الحکم نے اپنے باپ کے بارے میں معلوم کیا اور کہا : لوگ میرے باپ کے بارے میں کچھ باتیں کہتے ہیں لیکن آپ کی جو بات ہو گی وہ صحیح میرے لئے معیار ہوگی اس وقت امام نے مختار کی تعریف کی اور فرمایا :

" سُبْحَانَ اللَّهِ مِيرَةَ وَالِدٍ نَعَى مَجْهٍ سَعَى كَمَا: مِيرَى مَاں كَا مَهْرٍ اس مَاں مِيرَةَ سَعَى تَهَا جَو

.....

(۱) مقتل الحسين ، منشورات المفيد ، قم ، ج ۲ ص ۲۰۲

مختار نے میرے والد کو بھیجا تھا اور چند بار کہا: خدا تمہارے باپ پر رحمت نازل کرے اس نے ہمارے حق کو ضائع نہیں ہونے دیا ہمارے قاتلوں کو قتل کیا اور ہمارا خون پامال نہیں ہونے دیا ۔"
امام صادق نے بھی فرمایا : "جب تک مختار نے امام حسین کے قاتلوں کے سر قلم کر کے ہم تک نہیں بھیجا اس وقت تک ہمارے خاندان کی عورتوں نے بالوں میں کنگھا نہیں کیا اور بالوں کو مہندی نہیں لگائی ۔"
روایت میں ہے جس وقت مختار نے عبید اللہ ابن زیاد ملعون کا سر امام سجاد کے پاس بھیجا امام سجدہ میں گر پڑے اور مختار کے لئے دعائے خیر کی، جو روایتیں مختار کی سرزنش میں ہیں وہ مخالفین کی بنائی ہوئی روایتیں ہیں۔ (۱)

مختار کی کیسانہ سے نسبت کے بارے میں یا فرقہ کیسانہ کی ایجاد میں، مختار کے کردار کے بارے میں آیہ اللہ خوئی مختار کے دفاع اور کیسانہ سے ان کی نسبت کی رد میں لکھتے ہیں:

بعض علماء اہل سنت مختار کو مذہب کیسانہ سے نسبت دیتے ہیں اور یہ بات قطعاً باطل ہے کیونکہ محمد حنفیہ خود مدعی امامت نہیں تھے کہ مختار لوگوں کو ان کی امامت کی دعوت دیتے مختار محمد حنفیہ سے پہلے قتل ہو گئے اور محمد حنفیہ زندہ تھے، اور مذہب کیسانہ نہ محمد حنفیہ کی موت کے بعد وجود میں آیا ہے لیکن یہ کہ مختار کو کیسانہ کہتے تھے اس وجہ سے نہیں کہ ان کا مذہب کیسانی ہے اور بالفرض اس لقب کو مان لیا جائے تو یہ وہ روایت ہے کہ امیر المومنین نے ان سے دو مرتبہ فرمایا: (یا کیسی یا کیسی) اسی کو صیغہ تثنیہ میں کیسان کہنے لگے۔ (۲)

.....

(۱) رجال ابن دانود، منشورات الرضی، قم ص ۲۷۷
 (۲) آیة اللہ سید ابو القاسم خوئی، معجم رجال الحدیث، بیروت، ج ۱۸، ص ۱۰۲-۱۰۳

مروانیوں کی حکومت (سخت دور)

جیسا کہ بیان کر چکے امام سجاد کے دور کا دوسرا مرحلہ مروانی حکومت دور تھا بنی مروان نے عبداللہ بن زبیر کے قتل کے بعد ۷۳ھ (۱) میں اپنی حکومت کو مستحکم کر لیا تھا، اس نے اور اس دور میں ظالم و جابر حجاج بن یوسف کے وجود سے فائدہ اٹھایا وہ دشمن کو ختم کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی یہاں تک کہ کعبہ کو بھی مورد حملہ قرار دیا اس پر آگ کے گولے برسائے اور اس کو ویران کر دیا اور بنی امیہ کے مخالفین کو چاہے وہ شیعہ ہو نیا سنی جہاں کہیں بھی پایا فوراً ان کو قتل کر دیا ۸۰ھ مینابن اشعث نے قیام کیا مگر اس قیام سے بھی حجاج کو کوئی نقصان نہیں پہونچا (۲) ۹۵ھ تک حجاز اور عراق میں اس کی ظالم

.....

(۱) ابن واضح، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ھ ج ۲ ص ۲۶۷
 (۲) ۸۰ھ میں باوجود اس کے کہ حجاج، عبد الرحمن بن اشعث سے خوش نہیں تھا مگر سیستان اور زابلستان کا حاکم بنا کر بھیجا اور حکم دیا کہ رتبیل کو کہ جس نے سیستان پر حملہ کیا تھا اسے باہر بھگا دے، عبد الرحمن جب واپس پہونچا تو حملہ آوروں کو ٹھکانے لگادیا شہر میں امن و امان قائم کیا اس کے بعد بھی چونکہ حجاج نے مطالبہ تھا کہ دشمن کا تعاقب کرے جسے عبد الرحمن اور اس کے فوجیوں نے حجاج کی چال سمجھا لہذا وہ دشمن سے لڑنے کے بجائے حجاج پر ہی حملہ کرنے کے لئے عراق روانہ ہو گیا خوزستان کے علاقہ میں حجاج اور عبد الرحمن میں جنگ ہوئی، پہلے تو حجاج کے سپاہیوں کو شکست ہوئی عبد الرحمن نے اپنے کو عراق پہنچا دیا اور کوفہ پر قابض ہو گیا بصرہ کے بہت سے لوگوں نے بھی اس کی مدد کی، حجاج نے عبد الملک سے مدد طلب کی، شام سے لشکر اس کی مدد کے لئے روانہ ہوا لشکر کے پہنچنے پر حجاج نے دوبارہ حملہ کیا یہ شدید جنگ (دیر الجمجم) کے نام سے مشہور ہے، بصرہ اور کوفہ کے لوگ یہاں تک کہ قاریان و حافظان قرآن جو حجاج کے دشمن تھے عبد الرحمن کی نصرت کی، عبد الرحمن کے پاس اتنی بڑی فوج تھی کہ خود

عبد الملک کو خوف ہونے لگا اس نے لوگوں سے کہا: اگر لوگ حجاج کو معزول کرنا چاہتے ہیں تو میں حاضر ہوں لیکن عراق والوں نے اس کی سازش قبول نہ کی اور عبد الملک کو ہی معزول کر دیا، بڑی شدید جنگ ہوئی عبد الملک نے عبد الرحمن کے کچھ فوجیوں کو فریب دیا اور شب خون مارا، ابن اشعث کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ فرار ہونے پر مجبور ہوئے اور رتبیل کے پاس پناہ حاصل کی، بعد میں رتبیل نے حجاج کے فریب اور لالچ میں آکر اسے قتل کر دیا اور سر کو حجاج کے پاس بھیجا (مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۴ھ ق، ج ۳ ص ۱۴۸-۱۴۹، و شہیدی، دکتور سید جعفر، تاریخ اسلام تا پایان امویان، مرکز نشر دانشگاه تهران، طبع ششم، ۱۳۶۵ھ ش، ص ۱۸۵-۱۸۶)

حکومت قائم رہی۔ (۱)

امام سجاد نے ایسے حالات میں زندگی گذاری اور دعائوں کے ذریعہ اسلامی معارف کو شیعوں تک منتقل کیا، ایسے وقت مینشیعہ یا تو فرار تھے یا زندان میں زندگی بسر کر رہے تھے یا حجاج کے ہاتھوں قتل ہو رہے تھے یا تقیہ کرتے تھے اس بنا پر لوگوں میں امام سجاد سے نزدیک ہونے کی جرأت نہیں تھی اور حضرت کے مددگار بہت کم تھے، مرحوم علامہ مجلسی نقل کرتے ہیں: حجاج بن یوسف نے سعید بن جبیر کو اس وجہ سے قتل کیا کہ اس کا ارتباط امام سجاد سے تھا۔ (۲)

البتہ اس زمانے میں شیعوں نے سختیوں کی وجہ سے مختلف اسلامی سر زمینوں کی

(۱) مسعودی ، علی بن الحسین ، مروج الذهب ، ص ۱۸۷
 (۲) شیخ طوسی ، اختیار معرفة الرجال ، معروف بہ رجال کشی ، موسسه آل البيت ، لاحیاء التراث ، قم ۱۴۰۴ھ ج ۱ ص ۳۳۵

طرف ہجرت کی جو تشیع کے پھیلنے کا سبب بنی ، اسی زمانے میں کوفہ کے چند شیعہ قم کی طرف آئے اور یہاں سکونت اختیار کر لی اور وہ تشیع کی ترویج کا سبب بنے۔ (۱)
 امام محمد باقر کی امامت کا ابتدائی دور بھی حکومت امویان سے متصل تھا اس دور میں ہشام بن عبد الملک حکومت کرتا تھا جو صاحب قدرت اور مغرور بادشاہ تھا ، اس نے امام محمدباقر کو امام صادق کے ساتھ شام بلوایا اور ان کو اذیت و آزار دینے میں کسی قسم کی کو تابی نہیں کی۔ (۲)
 اسی کے زمانے میں زید بن علی بن الحسین نے قیام کیا اور شہید ہو گئے اگرچہ عمر بن عبد العزیز کے دور میں سختیوں مینہبت کمی آگئی تھی لیکن اس کی مدت خلافت بہت کم تھی وہ دو سال اور کچھ مدت کے بعدسری طور پر (اس کو موت ایک معمہ ربی) اس دنیا سے چلا گیا ، بنی امیہ اس قدر فشار اور سختیوں کے باوجود نور حق کو خاموش نہ کر سکے اور علی ابن ابی طالب کے فضائل و مناقب کو محو نہ کر سکے چونکہ یہ خدا کی مرضی تھی ، ابن ابی الحدید کہتا ہے : "اگر خدانے علی میں سر (راز) قرار نہ دیا ہوتا تو ایک حدیث بھی ان کی فضیلت و منقبت میں موجود نہ ہوتی" اس لئے کہ حضرت کے فضائل نقل کرنے والوں پر مروانیوں کی طرف سے بہت سختی تھی۔ (۳)

(۱) یاقوت حموی ، شہاب الدین ابی عبد اللہ ، معجم البلدان ، دار الاحیاء التراث العربی ، بیروت طبع اول ۱۷۴۱ھ ، ج ۷ ص ۸۸
 (۲) طبری ، محمد بن جریر بن رستم ، دلائل الامامہ منشورات المطبعة الحیدریہ ، نجف ، ۱۳۸۳ھ ص ۱۰۵
 (۳) محمد عبده ، شرح نہج البلاغہ ، دار احیاء الکتب العربیہ ، قاہرہ ، ج ۴ ص ۷۳

عباسیوں کی دعوت کا آغاز اور شیعیت کا فروغ

سن ۱۱۱ھ سے عباسیوں کی دعوت شروع ہو گئی (۱) یہ دعوت ایک طرف تو اسلامی سر زمینوں مینتشیع کے پھیلنے کا سبب بنی تو دوسری طرف سے بنی امیہ کے مظالم سے نجات ملی جس کے نتیجہ میں شیعہ راحت کی سانس لینے لگے ، ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس زمانے میں شیعہ فقہ و کلام کی بنیاد ڈالی تشیع کے لئے ایک دور کا آغاز ہوا ، کئی طور پر امویوں کے زمانے میںفرزندان علی اور فرزند ان عباس کے درمیان دو گانگی کا وجود نہیں تھا کوئی اختلاف ان کے درمیان نہیں تھا جیسا کہ سید محسن امین اس سلسلے میں کہتے ہیں: "ابنای علی اور بنی عباس ، بنی امیہ کے زمانے میں ایک راستے پر تھے ، لوگ اس بات کے معتقد تھے کہ بنی عباس ، بنی امیہ سے زیادہ خلافت کے سزا وار ہیں اور ان کی مدد کرتے تھے کہ نبی عباس لوگ شیعیان آل محمد کے نام سے یاد کئے جاتے تھے اس زمانے میں فرزند ان علی و فرزند ان عباس کے درمیان نظریات و مذہب کا اختلاف نہیں تھا لیکن جس وقت بنی عباس حکومت پر قابض ہوئے شیطان نے ان کے اور فرزند ان علی کے درمیان اختلاف پیدا کر دیا ، انہوں نے فرزند ان علی پر کا فی ظلم و ستم کیا، (۲) اسی سبب سے داعیان فرزند ان عباس لوگوں کو آل محمد کی خشنودی کی طرف دعوت دیتے تھے اور خاندان پیغمبر کی مظلومیت بیان کرتے تھے -

ابو الفرج اصفہانی کہتا ہے: ولید بن یزید کے قتل اور بنی مروان کے درمیان

(۱) ابن واضح ، احمد بن ابی یعقوب ، تاریخ یعقوبی ، منشورات الشریف الرضی ، ج ۲ ص ۳۱۹
 (۲) سید محسن امین ، اعیان الشیعہ ، دار التعارف للمطبوعات ، بیروت ، ج ۱ ص ۱۹

اختلاف کے بعد بنی ہاشم کے مبلغین مختلف جگہوں پر تشریف لے گئے اور انہوں نے نیچس چیز کا سب سے پہلے اظہار کیا وہ علی ابن ابی طالب اور ان کے فرزندوں کی فضیلت تھی ، وہ لوگوں سے بیان کرتے تھے کہ بنی امیہ نے اولاد علی کو کس

طرح قتل کیا اور ان کو کس طرح در بدر کیا ہے، (۱) جس کے نتیجہ میں اس دور میں شیعیت قابل ملاحظہ حد تک پھیلی یہاں تک امام مہدی سے مربوط احادیث مختلف مقامات پر لوگوں کے درمیان کافی تیزی سے منتشر ہوئی داعیان عباسی کی زیادہ تر فعالیت و سرگرمی کا مرکز خراسان تھا اس بنا پر وہاں شیعوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا۔

یعقوبی نقل کرتا ہے: ۱۲۱ھ میں زید کی شہادت کے بعد شیعہ خراسان میں جوش و حرکت میں آگئے اور اپنی شیعیت کو ظاہر کرنے لگے بنی ہاشم کے بہت سے مبلغین ان کے پاس جاتے تھے اور خاندان پیغمبرؐ پر بنی امیہ کی طرف سے ہونے والے مظالم کو بیان کرتے تھے، خراسان کاکوئی شہر بھی ایسا نہیں تھا کہ جہاں ان مطالب کو بیان نہ کیا گیا ہو اس بارے میں اچھے اچھے خواب دیکھے گئے، جنگی واقعات کو درس کے طور پر بیان کیا جانے لگا۔ (۲)

مسعودی نے بھی اس طرح کے مطلب کو نقل کیا ہے جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خراسان میں کس طرح شیعیت پھیلی وہ لکھتا ہے کہ ۱۲۵ھ میں یحییٰ بن زید جو زنجان میں قتل ہوئے تو لوگوں نے اس سال پیدا ہونے والے تمام لڑکوں کا نام یحییٰ رکھا۔ (۳)

.....

- (۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، ۱۶، ۱۴، ص ۲۰۷
 (۲) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، ج ۲، ص ۳۲۶
 (۳) مروج الذهب منشورات موسسه الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۷، ۱۴، ص ۳۳۶

اگرچہ خراسان میں عباسیوں کا زیادہ نفوذ تھا چنانچہ ابو الفرج، عبداللہ بن محمد بن علی ابی طالب کے حالات زندگی میں کہتا ہے: خراسان کے شیعوں نے گمان کیا کہ عبداللہ اپنے باپ محمد حنفیہ کے وارث ہیں کہ جو امام تھے اور محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو اپنا جانشین قرار دیا اور محمد کے جانشین ابراہیم ہوئے اور وراثت کے ذریعہ امامت عباسیوں تک پہنچ گئی۔ (۱)

یہی وجہ ہے کہ عباسیوں کی فوج میں اکثر خراسانی تھے اس بارے میں مقدسی کا کہنا ہے: جب خداوند عالم نے بنی امیہ کے ذریعہ ڈھائے جانے والے مظالم کو دیکھا تو خراسان میں تشکیل پانے والے لشکر کو رات کی تاریکی میں ان پر مسلط کر دیا حضرت مہدی کے ظہور کے وقت بھی آپ کے لشکر میں خراسانیوں کے زیادہ ہونے کا احتمال ہے۔ (۲)

بہر حال اہل بیت پیغمبرؐ کالوگوں کے درمیان ایک خاص مقام تھا چنانچہ عباسیوں کی کامیابی کے بعد شریک بن شیخ مہری نامی شخص نے بخارا میں خانوادہ پیغمبر پر عباسیوں کے ستم کے خلاف قیام کیا اور کہا: ہم نے ان کی بیعت اس لئے نہیں کی ہے کہ بغیر دلیل کے ستم کریں اور لوگوں کا خون بہائیں اور خلاف حق کام انجام دینے چنانچہ یہ ابو مسلم کے ذریعہ قتل کر دیا گیا۔ (۳)

.....

- (۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم ۱۶، ۱۴، ص ۱۳۳
 (۲) مقدسی، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ترجمہ داکٹر علی نقی منزوی، شرکت مولفان و مترجمان ایران، ج ۲، ص ۲۶، ۲۷، ۲۸
 (۳) تاریخ یعقوبی، منشورات الرضی، قم ۱۴، ۱۶، ج ۲، ص ۳۴۵

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

(ج) تشیع عصر امام باقر اور امام صادق علیہما السلام میں
 امام محمد باقر - کی امامت کا دوسرا دور اور امام صادق علیہما السلام کی امامت کا پہلا دور عباسیوں کی تبلیغ اور علویوں کے قیام سے متصل ہے علویوں میں جیسے زید بن علی، یحییٰ بن زید، عبداللہ بن معاویہ کہ جو جعفر طیار کے پوتے ہیں۔ (۱)

عباسیوں میں رہبری کا دعویٰ کرنے والے ابو مسلم خراسانی کا خراسان میں قیام جو لوگوں کو بنی امیہ کے خلاف ابھار رہے تھے۔ (۲)

دوسری طرف بنی امیہ آپس میں اپنے طرفداروں کے درمیان مشکلات و اختلافات کا شکار تھے اس لئے کہ بنی امیہ کے طرفداروں میں مصریوں اور یمنیوں کے درمیان بہت زیادہ اختلاف تھا، یہ مشکلات اور گرفتاریاں سبب واقع ہوئیں کہ بنی امیہ شیعوں سے غافل ہو گئے جس پر شیعوں نے سکون کا سانس لیا اور شدید تقیہ کی حالت سے باہر آئے تاکہ اپنے رہبروں سے رابطہ برقرار کریں اور دوبارہ منظم ہوں، یہ وہ دور تھا کہ جس میں لوگ امام باقر کی طرف متوجہ ہوئے اور ان نعمتوں سے بہرہ مند ہوئے کہ جس سے برسوں سے محروم تھے، حضرت نے مکتب اہل بیت کو زندہ رکھنے کے لئے قیام کیا اور لوگوں کی ہدایت کے لئے مسجد نبیؐ میں درسی نشستیں اور جلسے تشکیل دیئے جو کہ لوگوں کے رجوع کرنے کا محل قرار پایا ان کی علمی اور فقہی مشکلات کو اس طرح حل کرتے تھے کہ جو ان کے لئے حجت ہو، قیس بن ربیع نقل کرتے ہیں کہ میں

.....

(۱) مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، ج ۲ ص ۳۳۲
(۲) تاریخ یعقوبی، منشورات الشریف الرضی، قم، ج ۲ ص ۳۳۳

نے ابواسحاق سے نعلین پر مسح کرنے کے متعلق سوال کیا اس نے کہا: میں بھی تمام لوگوں کی طرح نعلین پر مسح کرتا تھا یہاں تک کہ بنی ہاشم کے ایک شخص سے ملاقات کی کہ میں نے ہر گز اس کے مثل نہیں دیکھا تھا اور اس سے نعلین پر مسح کرنے کے بارے میں معلوم کیا تو اس نے مجھے اس کام سے منع کیا اور فرمایا امیر المؤمنین نعلین پر مسح نہیں کرتے تھے اس کے بعد میں نے بھی ایسا نہیں کیا، قیس بن ربیع کہتے ہیں: یہ بات سننے کے بعد میں نے بھی نعلین پر مسح کرنا ترک کر دیا۔

خوارج میں سے ایک شخص امام محمد باقر کی خدمت میں آیا اور حضرت کو مخاطب کر کے کہا: اے ابا جعفر! کس کی عبادت کرتے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: خدا کی عبادت کرتا ہوں، اس شخص نے کہا: کیا اس کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں لیکن دیکھنے والے اس کا مشاہدہ نہیں کر سکتے بلکہ بہ چشم قلب حقیقت ایمان سے اس کو دیکھا جا سکتا ہے، قیاس سے اس کی معرفت نہیں ہو سکتی حواس کے ذریعہ اس کو درک نہیں کیا جا سکتا، وہ لوگوں کی شبیہ نہیں ہے، وہ خارجی شخص امام کی بارگاہ سے یہ کہتا ہوا نکلا کہ خدا خوب جانتا ہے کہ رسالت کو کہاں قرار دے۔

عمر و بن عبید، طاؤس یمانی، حسن بصری، ابن عمر کے غلام نافع، علمی و فقہی مشکلات کے حل کے لئے امام کی خدمت میں حاضر ہو تے تھے۔ (۱)

امام محمد باقر علیہ السلام جس وقت مکہ میں آتے تھے تو لوگ حلال و حرام کو جاننے کے لئے امام کے پاس آتے تھے اور حضرت کے پاس بیٹھنے کی فرصت کو غنیمت شمار کرتے تھے اور اپنے علم و دانش میں اضافہ کرتے تھے۔ سر زمین مکہ پر آپ کے حلقہ درس

.....

(۱) حیدر، اسد، امام صادق و مذاہب اربع، دار الکتب العربی، طبع سوم، ج ۱ ص ۴۵۲، ۴۵۳

میں طالب علموں کے علاوہ اس زمانہ کے دانشمند بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ (۱) جس وقت ہشام بن عبد الملک حج کے لئے مکہ آیا اور حضرت کے حلقہ درس کو دیکھا تو اس پر یہ بات گراں گذری اس نے ایک شخص کو امام کی خدمت میں بھیجا تاکہ وہ امام سے یہ سوال کرے کہ لوگ محشر میں کیا کھائیں گے؟ امام نے جواب میں فرمایا: محشر میں درخت اور نہریں ہونگی جس سے لوگ میوہ کھائیں گے اور نہر سے پانی پئیں گے یہاں تک کہ حساب و کتاب سے فارغ ہو جائیں، ہشام نے دوبارہ اس شخص کو بھیجا کہ وہ امام سے سوال کرے کہ کیا محشر میں لوگوں کو کھانے پینے کی فرصت ملے گی؟ امام نے فرمایا: جہنم میں بھی لوگوں کو کھانے پینے کی فرصت ہوگی اور اللہ سے پانی اور تمام نعمتوں کی درخواست کریں گے۔

زُرارہ کا بیان ہے امام باقر کے ہمراہ کعبہ کے ایک طرف بیٹھا ہوا تھا امام رو بقبلہ تھے اور فرمایا: کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اس وقت ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ کعب الاحبار کا کہنا ہے کہ کعبہ بیت المقدس کو ہر روز صبح کو

سجدہ کرتا ہے، حضرت نے فرمایا: تم کیا یہ کہتے ہو اس شخص نے کہا: کعب سچ کہتا ہے، امام ناراض ہو گئے اور فرمایا: تم اور کعب دونوں جھوٹ ہو لے ہو۔ (۲)
حضرت کے محضر اقدس میں بزرگ علمائے فقہاء اور محدثین نے تربیت پائی ہے جیسے زرارہ بن اعین کہ جن کے بارے میں امام صادق نے فرمایا ہے: اگر زرارہ نہ

.....

(۱) علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مکتبۃ الاسلامیہ، ج ۲۶، ص ۳۵۵
(۲) حیدر، اسد، امام صادق و مذاہب اربعہ، دار الکتب العربی، طبع سوم، ج ۱ ص ۴۵۲۔۴۵۳

ہوتے تو میرے والد کی احادیث کے ختم ہو جانے کا احتمال تھا۔ (۱)
محمد بن مسلم نے امام محمد باقر سے تیس ہزار حدیثیں سنی تھیں (۲) ابو بصیر جن کے بارے میں امام صادق نے فرمایا: اگر یہ لوگ نہ ہوتے تو آثار نبوت پرانے ہو جاتے یا قطع ہو جاتے (۳) اور دوسرے بزرگ جیسے یزید بن معاویہ عجل، جابر بن یزید، حمران بن اعین، ہشام بن سالم حضرت کے مکتب کے تربیت یافتہ تھے، شیعہ علماء کے علاوہ بہت سے علمائے اہل سنت بھی امام کے شاگرد تھے اور حضرت سے روایتیں نقل کی ہیں، سبط ابن جوزی کہتا ہے: جعفر اپنے باپ کے حوالے سے حدیث پیغمبرؐ نقل کرتے تھے، اسی طرح تابعین کی کچھ تعداد نے جیسے عطا بن ابی رباح، سفیان ثوری، مالک بن انس (مالکی فرقہ کے رہنما) شعبہ اور ابو ایوب سجستانی نے حضرت کی طرف سے حدیثیں نقل کی ہیں (۴) خلاصہ یہ کہ حضرت کے مکتب سے علم فقہ و حدیث کے ہزاروں علماء و ماہرین نے کسب فیض کیا اور ان کی حدیثیں تمام جگہ پھیلیں بزرگ محدث جابر جعفی نے ستر ہزار حدیثیں حضرت سے نقل کی ہیں (۵) حضرت نے ۱۱۴ھ میں ساتویں ذی الحجہ کو شہادت پائی۔ (۶)

.....

(۱) شیخ طوسی اختیار معرفۃ الرجال، ج ۱ ص ۳۴۵
(۲) شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال، ج ۱ ص ۳۸۶
(۳) شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال، ج ۱ ص ۳۹۸
(۴) ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۳۷۶ھ، ش، ۱۸، ۱۱۴ھ ص ۳۱۱
(۵) تاریخ الشیعہ، ص ۲۲
(۶) کلینی، اصول کافی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ۱۳۶۳ھ، ج ۱ ص ۷۲

جعفریہ یونیورسٹی

امام صادق کو ایک مناسب سیاسی موقع فراہم ہوا تھا کہ جس میں انہوں نے اپنے والد کی علمی تحریک کو آگے بڑھایا اور ایک عظیم یونیورسٹی کی داغ بیل ڈالی کہ جس کی آواز پورے آفاق میں گونج گئی۔
شیخ مفید لکھتے ہیں: حضرت سے اتنی مقدار میں علوم نقل ہوئے کہ زبان زد خلائق تھے امام کی آواز تمام جگہ پھیل گئی تھی، خاندان پیغمبرؐ میں سے کسی فرد سے اتنی مقدار میں علوم نقل نہیں ہوئے ہیں۔ (۱)
امیر علی حضرت کے بارے میں لکھتے ہیں: علمی مباحث اور فلسفی مناظروں نے تمام مراکز اسلامی میں عمومیت پیدا کر لی تھی اور اس سلسلے میں جو رہنمائی اور ہدایت دی جاتی تھی وہ فقط اس یونیورسٹی کی مرہون منت تھی جو مدینہ میں حضرت امام صادق علیہ السلام کے زیر نظر تھی، آپ امیر المومنین کی اولاد میں سے تھے نیز ایک عظیم و بزرگ دانشور تھے کہ جن کی نظر دقیق اور فکر عمیق تھی اس دور میں تمام علوم کے متبحر تھے، درحقیقت اسلام میں دانشکدہ شعبہ معقولات کے بانی تھے۔ (۲)
اس بنا پر علم و دانش کے چاہنے والے اور معارف محمدیؐ کے تشنہ لب افراد جو در جو مختلف اسلامی سر زمینوں سے امام کی طرف آتے اور تمام علوم و حکمت کے

.....

(۱) شیخ مفید ، الارشاد ، ترجمہ ، محمد باقر ساعدی ، خراسانی ، کتاب فروشی الاسلامیہ ، تہران ۱۳۷۶ھ ش ، ص ۲۵
 (۲) امیر علی ، تاریخ عرب و اسلام ، ترجمہ فخر داعی گیلانی ، انتشارات گنجینہ ، تہران ، ۱۳۶۶ھ ش ، ص ۲۱۳

چشمہ سے بہرہ مند ہوتے تھے ، سید الابل کہتے ہیں :
 کوفہ، بصرہ، واسط اور حجاز کے ہر قبیلہ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں کو جعفر بن محمد کی خدمت میں بھیجا عرب کے اکثر بزرگان اور فارسی دوست بالخصوص اہل قم حضرت کے علم کدے سے شرفیاب ہوئے ہیں۔ (۱)
 مرحوم محقق، معتبر میں لکھتے ہیں: امام صادق کے زمانے میں اس قدر علوم منتشر ہوئے کہ عقلیں حیران ہیں، رجال کی ایک جماعت میں چار ہزار افراد نے حضرت سے روایتیں نقل کی ہیں اور ان کی تعلیمات کے ذریعہ کافی لوگوں نے مختلف علوم میں مہارت پیدا کی ، یہاں تک کہ حضرت کے جوابات اور لوگوں کے سوالات سے چار سو کتابیں معرض وجود میں آگئیں جن کو اصولاً ربیعہ ماہ کا نام دیا گیا ۔ (۲)
 شہید اول بھی کتاب ذکرئ میں فرماتے ہیں: امام صادق علیہ السلام کے جوابات لکھنے والے عراق و حجاز اور خراسان کے چار ہزار افراد تھے۔ (۳)
 حضرت کے مکتب کے برجستہ ترین دانشمند جو مختلف علوم منقول و معقول کے ماہر تھے جیسے بشام بن حکم ، محمد بن مسلم، ابان بن تغلب، بشام بن سالم ، مومن طاق مفضل بن عمر ، جابر بن حیان و غیرہ ۔
 ان کی تصنیف جو اصول اربعہ مائتہ کے نام سے مشہور ہے جو کافی، من لا یحضرہ الفقہ، تہذیب، استبصار کی اساس و بنیاد ہے ۔

(۱) حیدر ، اسد، الامام الصادق والمذابب الاربعہ، طبع سوم ، ۱۴۰۳ھ ، ق
 (۲)المعتبر، طبع سنگی، ص ۵۴
 (۳)ذکرئ، طبع سنگی ، ص ۶

امام صادق کے شاگرد صرف شیعہ ہی نہیں تھے بلکہ اہل سنت کے بزرگ دانشوروں نے بھی حضرت کی شاگردی اختیار کی تھی، ابن حجر ہیثمی اہل سنت کے مصنف اس بارے میں لکھتے ہیں: فقہ وحدیث کے بزرگ ترین پیشوا جیسے یحییٰ بن سعد ، ابن جریج مالک ، سفیان ثوری ، سفیان بن عیینہ، ابو حنیفہ، شعبی وایوب سجستانی وغیرہ نے حضرت سے حدیثیں نقل کی ہیں۔ (۱)
 ابو حنیفہ حنفی فرقہ کے پیشوا کہتے ہیں : ایک مدت تک جعفر بن محمد کے پاس رفت و آمد کی، میں ان کو ہمیشہ تین حالتوں میں سے کسی حالت میں ضرور دیکھتا تھا یا نماز میں مشغول ہو تے تھے یا روزہ دار ہوا کرتے تھے یا تلاوت قرآن کریم میں مصروف رہتے تھے میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ انہوں نے بغیر وضو کے حدیث نقل کی ہو ، (۲) علم و عبادت اور پرہیزگاری میں جعفر بن محمد سے ہر تر نہ آنکھوں نے دیکھا اور نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی کے بارے میں دل مینایسا تصور پیدا ہوا۔ (۳)
 آپ کے درس میں صرف وہی لوگ شریک نہیں ہوئے کہ جنہوں نے بعد میں مذاہب فقہی کی بنیاد رکھی بلکہ دور و دراز کے رہنے والے فلاسفر اور فلسفہ کے طالب علم آپ کے درس میں حاضر ہوتے تھے، انہوں نے اپنے امام سے علوم حاصل کرنے کے بعد اپنے وطن ایسی درسگاہیں تشکیل دیں کہ جس میں مسلمان ان کے گرد جمع ہوتے تھے

(۱)الصواعق المحرقة ، مکتبۃ القاہرہ ، ۱۳۸۵ھ ، ص ۲۰۱
 (۲)ابن حجر عسقلانی ، تہذیب ، دار الفکر ، بیروت ، طبع اول ، ۱۴۰۴ھ ، ق ، ج ۱ ص ۸۸
 (۳)حیدر ، اسد ، الامام الصادق و المذابب الاربعہ، دار الکتب العربیہ ، بیروت، ج ۱ ص ۵۳

اور یہ لوگ معارف اہل بیت سے لوگوں کو سیراب کرتے تھے اور تشیع کو فروغ دیتے تھے، جس وقت ابان بن تغلب مسجد بنی میں تشریف لاتے تو لوگ اس ستون کو کہ جس سے پیغمبرؐ تکیہ لگا تے تھے ان کے لئے خالی کر دیتے تھے اور وہ لوگوں کے لئے حدیث نقل کرتے تھے، امام صادق نے ان سے فرمایا: آپ مسجد نبوی میں بیٹھ کے فتویٰ دیجیے میں دوست رکھتا ہوں کہ میرے شیعوں کے درمیان آپ جیسے شخص دیکھنے میں آئیں ۔

ابان پہلے شخص ہیں جنہوں نے علوم قرآن کے بارے میں کتاب تالیف کی ہے اور علم حدیث میں بھی انہیں اس قدر مہارت حاصل تھی کہ آپ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما ہوتے اور لوگ آکر آپ سے طرح طرح کے سوالات کرتے تھے اور مختلف جہت سے ان کے جوابات دیتے تھے مزید احادیث اہل بیت کو بھی ان کے درمیان بیان کرتے تھے، (۱) ذہبی میزان الاعتدال میں ان کے بارے میں لکھتے ہیں: ابان کے مثل افراد جو تشیع سے متہم ہیں اگر ان کی حدیث رد ہو جائے تو کافی آثار نبویؐ ختم ہو جائیں گے۔ (۲)

ابو خالد کابلی کا بیان ہے: ابو جعفر مومن طاق کو مسجد نبویؐ میں بیٹھے ہوئے دیکھا مدینہ کے لوگوں نے ان کے اطراف میں ہجوم کر رکھا تھا، لوگ ان سے سوال کر رہے تھے، اور وہ جواب دے رہے تھے۔ (۳)

(۱) حیدر، اسد، الامام الصادق و المذاهب الاربعہ، ج ۱ ص ۵۵
 (۲) ذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال، دار المعرفۃ، بیروت، ج ۱ ص ۴
 (۳) شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، ج ۲ ص ۵۸۱

شیعیت اس دور میں اس قدر پھیلی کہ بعض لوگوں نے اپنی اجتماعی حیثیت کے چکر میں اپنی طرف سے حدیث جعل کرنا شروع کر دیا اور احادیث ائمہ طاہرین کی بیجا تاویل کرنے لگے نیز اپنے نفع میں روایات ائمہ کی تفسیر کرنے لگے، جیسا کہ امام صادق نے اپنے صحابی فیض ابن مختار سے اختلاف احادیث کے بارے میں فرمایا: وہ ہم سے حدیث اور اظہار محبت میں رضائے خُدا طلب نہیں کرتے بلکہ دنیا کے طالب ہیں اور ہر ایک اپنی ریاست کے چکر میں لگا ہوا ہے۔ (۱)

شیعہ عباسیوں کے دور میں
 شیعیت ۱۳۲ھ یعنی عباسیوں کے آغاز سے غیبت صغریٰ کے آخر یعنی ۳۲۱ھ تک امویوں کے دور کی بہ نسبت زیادہ پھیلی، شیعہ دور و دراز کے علاقہ میں منتشر اور بکھرے ہوئے تھے جیسا کہ ہارون کے پاس امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی شکایت کی جاتی تھی کہ دنیا کے مشرق و مغرب سے آپ کے پاس خمس آتا ہے، (۲) جس وقت امام رضا نیشا پور آئے دو حافظان حدیث جن میں ابو زرہ رازی اور محمد بن مسلم طوسی اور بے شمار طالبان علم حضرت کے ارد گرد جمع ہو گئے اور امام سے خواہش ظاہر کی کہ اپنے چہرہ انور کی زیارت کرائیں اس کے بعد مختلف طبقات کے لوگ جو ننگے پائوں کھڑے ہوئے تھے ان کی آنکھیں حضرت کے جمال سے روشن ہو گئیں، حضرت نے حدیث سلسلۃ الذنب ارشاد فرمائی بیس ہزار کاتب اور صاحبان قلم نے اس حدیث کو لکھا۔ (۳)

(۱) شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، ج ۲ ص ۳۴۷
 (۲) شیخ مفید، الارشاد، ترجمہ محمد باقر ساعدی، خراسانی، کتاب فروشی اسلامیہ، ۱۳۷۶ھ، ص ۵۸۱
 (۳) شیخ صدوق، عیون اخبار الرضا، طبع قم، ۱۳۷۷ھ، ج ۲ ص ۱۳۵

اسی طرح امام رضا نے ولی عہدی قبول کرنے کے بعد مامون سے کہ جو حضرت سے بہت کچھ توقع رکھتا تھا، اس کے جواب میں فرمایا: اس ولی عہدی نے میری نعمتوں میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے جب میں مدینہ میں تھا تو میرا لکھا ہوا شوق و غرب میں اجرا دہوتا تھا۔ (۱)

اسی طرح ابن داؤد جو فقہا نے اہل سنت میں سے تھا اور شیعوں کا سرسخت مخالف اور دشمن تھا اس کا اعتراف کرنا بھی اہمیت کا حامل ہے اس سے پہلے کہ معتصم عباسی چور کے ہاتھ کاٹنے کے بارے میں امام جواد کی رائے کو فقہا نے اہل سنت کے مقابلہ میں قبول کرے، ابن داؤد تنہائی میں اس کو مشورہ دیتا ہے کہ کیوں اس شخص کی بات کو کہ آدھی امت جس کی امامت کی قائل ہے درباریوں، وزیروں، کاتبوں اور تمام علما نے مجلس کے سامنے ترجیح دیتے ہیں، (۲) یہاں تک کہ شیعیت حکومت بنی عباس کے فرمانروائوں اور حکومت کے لوگوں کے درمیان بھی پھیل گئی تھی جیسا کہ یحییٰ بن برثمہ نقل کرتا ہے۔

عباسی خلیفہ متوکل نے مجھے امام بادی کو بلانے کے لئے مدینہ بھیجا جس وقت میں حضرت کو لے کر اسحاق بن ابراہیم طاہری کے پاس بغداد پہنچا جو اس وقت بغداد کا حاکم تھا تو اس نے مجھ سے کہا: اے یحییٰ! یہ شخص رسولؐ خُدا کا فرزند ہے، تم متوکل کو بھی پہچانتے ہو اگر تم نے متوکل کو ان کے قتل کے لئے برانگیختہ کیا تو گویا تم نے رسولؐ خُدا سے

دشمنی کی، میں نے کہا: میں نے اس سے نیکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا، اسکے بعد میں

.....

(۱) علامہ مجلسی، بحار الانوار، مکتبۃ الاسلامیہ، تہران، ۱۳۵۸ھ ق، ج ۴۹، ص ۱۵۵

(۲) علامہ مجلسی، بحار الانوار، ج ۵، ص ۶

سامرہ کی طرف روانہ ہو ا جس وقت میں وہاں پہونچا سب سے پہلے وصیف ترکی کے پاس گیا اس نے بھی مجھ سے کہا، (۱) اگر اس شخص کے سر کا ایک بال بھی کم ہو گیا تو تم میرے مقابلہ میں ہو۔ (۲) سید محسن امین نے اپنی کتاب کی پہلی جلد میں عباسی حکومت کے چند افراد کو شیعوں میں شمار کیا ہے منجملہ ان میں سے ابو سلمہ خلال ہیں (۳) کہ جو خلافت عباسی کے پہلے وزیر تھے اور وزیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھے، ابو بجیر اسدی بصری منصور کے زمانے میں بزرگ فرمانروائوں میں محسوب ہوتے تھے، محمد بن اشعث ہارون رشید کے وزیر تھے اور امام کاظم کی گرفتاری کے وقت اسی شخص سے منسوب داستان ہے جو اس کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، علی بن یقظین ہارون کے وزیروں میں سے تھے، اسی طرح یعقوب بن داؤد مہدی عباسی کے وزیر اور طاہر بن حسین خزاعی مامون کے دور میں خراسان کے حاکم اور بغداد کے فاتح تھے، اسی وجہ سے حسن بن سہل نے ان کو ابی السرایا کی جنگ میں نہیں بھیجا۔ (۴)

اسی طرح بنی عباس کے دور میں جمہل شیعہ قاضیوں کی فہرست یوں ہے:

.....

(۱) ترک کے سردار و مینسے

(۲) مسعودی، مروج الذهب، منشورات موسسنہ الا علمی للمطبوعات، بیروت، طبع اول، ج ۴، ص ۱۸۳

(۳) البتہ کچھ صاحبان نظر اس بات کے معتقد ہیں کہ اگر ابو سلمہ کے شیعہ ہونے کی دلیل وہ خط ہے کہ جو امام صادق کی خدمت

لکھا گیا تھا تو یہ دلیل نہیں ہے کیونکہ اس اقدام کو ایک سیاسی اقدام تصور کیا گیا ہے، رجوع کیا جائے پیشوا، مہدی، سیرنہ

پیشوایان، موسسنہ امام صادق، طبع چہارم، ۱۳۷۸، ص ۳۷۸

(۴) اعیان الشیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱ ص ۱۹۱

شریک بن عبداللہ نخعی کوفہ کے قاضی اور واقفی مشہور مورخ جو مامون کے دور میں قاضی تھے، (۱) یہاں تک کہ تشیع ان مناطق میں کہ جہانپور عباسیوں کا سرسوخ و نفوذ تھا اس قدر پھیل گئی تھی کہ ان کو بڑا خطرہ لاحق ہونے لگتا جیسا کہ امام کاظم کی تشیع جنازہ کے موقع پر سلیمان بن منصور کہ جو ہارون کا، چچا تھا اس نے شیعوں کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے جو کافی تعداد میں جمع تھے آپ کے جنازہ میں پا برہنہ شرکت کی۔ (۲)

اسی طرح جس وقت امام جواد شہید ہوئے وہ چاہتے تھے کہ ان کو مخفی طور پر دفن کر دیں لیکن شیعہ باخیر ہو گئے اور بارہ ہزار افراد مسلح ہو کر ہاتھوں میں تلوار لئے گھروں سے باہر آگئے اور عزت و احترام کے ساتھ حضرت کے جنازہ کی تشیع کی (۳) امام بادی کی شہادت کے موقع پر بھی شیعوں کی کثرت کی بنا پر اور بہت کافی گریہ و بکا کی وجہ سے مجبور ہوئے کہ حضرت کو ان کے گھر میں دفن کر دیں۔ (۴)

امام رضا علیہ السلام کے دور کے بعد عباسی خلفا نے فیصلہ کیا کہ ائمہ طاہرین کے ساتھ اچھی رفتار سے پیش آئیں تاکہ شیعوں کے غصہ کا سبب نہ بنیں، اسی بنا پر امام رضا کو ہارون کے دور میں نسبتاً آزادی حاصل تھی اور آپ نے شیعوں کے لئے علمی اور تبلیغی

.....

(۱) اعیان الشیعہ، دارالتعارف، للمطبوعات، بیروت، ص ۱۹۲-۱۹۳، (البتہ واقفی کامحققین کے درمیان تشیع کے بارے میں اختلاف

ہے)

(۲) امین، سید محسن، اعیان شیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۲۹

(۳) حیدر، اسد، الامام الصادق والمذابب الا ربیع، دارالکتب العربی، بیروت، طبع سوم، ج ۱، ص ۲۲۶

(۴) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ج ۲، ص ۴۸۴

فعالیت و سرگرمیاں بھی انجام دینے اپنی امامت کا کھل کر اعلان کیا اور تقیہ سے باہر آئے مزید دوسرے تمام فرق و مذاہب کے اصحاب سے بحث و گفتگو کی، اور ان میں سے بعض کو جواب سے مطمئن کیا جیسا کہ اشعری قمی نقل کرتا ہے: امام

کاظم اور امام رضا کے زمانے میں اہل سنت فرقہ سے مرحبہ اور زیدیوں کے چند افراد شیعہ ہو گئے اور ان دو اماموں کی امامت کے قائل ہو گئے۔ (۱)

بعض خلفائے عباسی کی کوشش یہ تھی کہ ائمہ طاہرین کو اپنی نظارت میں رکھیں تاکہ ان پر کنٹرول کر سکیں، ان حضرات کو مدینہ سے لاتے وقت اس بات کی کوشش کی کہ ان کو شیعہ نشین علاقہ سے نہ گذارا جائے، اسی وجہ سے امام رضا کو مامون کے دستور کے مطابق "بصرہ"، "ابواز" اور "فارس" کے راستے سے مرو لے گئے نہ کہ کوفہ، جبل اور قم کے راستے سے کیونکہ یہ شیعوں کے علاقے تھے۔ (۲)

یعقوبی کے نقل کے مطابق جس وقت امام ہادی علیہ السلام کو متوکل عباسی کے دستور کے مطابق سامرہ لے جایا گیا تو جس وقت آپ بغداد کے نزدیک پہنچے تب اس بات سے باخبر ہوئے کہ کافی تعداد میں لوگ امام کے دیدار کے منتظر ہیں یہ لوگ وہیں پہنچے اور رات کے وقت شہر میں داخل ہوئے اور وہاں سے سامرہ گئے، (۳) عباسیوں کے دور میں شیعہ حضرات، دور دراز اور مختلف مناطق میں پراگندہ

.....

- (۱) المقالات و الفرق، مرکز انتشارات علمی و فرہنگی، تہران، ص ۹۴
 (۲) پیشوائی، مہدی، سیرنہ پیشوایان، موسسنہ امام صادق، طبع ہشتم، ۱۳۷۸ھ ش، ص ۷۸
 (۳) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۵۰۳

تھے ائمہ طاہرین نے وکالت کے نظام کی داغ بیل ڈالی اور مختلف مناطق اور شہروں میں اپنے نائب اور وکیل معین کئے تاکہ ان کے اور شیعوں کے درمیان رابطہ قائم ہوسکے، یہ مطلب امام صادق کے زمانے سے شروع ہوا اس وقت خلفا کا کنٹرول ائمہ طاہرین پر جتنا شدید ہوا گیا اتنی ہی شیعوں کی دسترسی اماموں تک مشکل ہوتی گئی اور اسی اعتبار سے وکالت اور وکیلوں کے نظام کی اہمیت میں اضافہ ہوتا گیا، کتاب تاریخ عصر غیبت میں آیا ہے کہ مخفی کمیٹیوں کے پھیلنے اور تقویت پانے کا سب سے اہم ترین سبب وکلا ہیں، یہ نظام امام صادق کے زمانے سے شروع ہوا اور عسکریوں کے دور میناس میں بہت زیادہ ترقی اور وسعت ہوئی۔ (۱)

استاد پیشوائی اس بارے میں لکھتے ہیں: شیعہ ائمہ جن بحرانی شرائط سے عباسیوں کے زمانے میں رو برو تھے وہ سبب بناکہ ان کی پیروی کرنے والوں کے درمیان رابطہ برقرار کرنے کے لئے نئے وسائل کی جستجو کی جائے اور ان کی بروئے کار لایا جائے اور یہ وسائل وکالت کے ارتباط اور نمائندوں سے رابطہ نیز وکیلوں کا تعین کرنا مختلف مناطق میں امام کے توسط سے تھا، وکلا اور نمائندوں کے معین کرنے کا مقصد مختلف مناطق سے خمس و زکوٰۃ، ہدایا اور نذورات کی رقم کا جمع کرنا تھا اور وکلا کے توسط سے لوگوں کی طرف سے ہونے والی فقہی مشکل اور عقیدتی سوالات کا امام کو جواب دینا تھا چنانچہ اس طرح کی کمیٹیاں امام کے مقاصد کو آگے بڑھانے میں کافی مؤثر رہیں۔ (۲)

.....

- (۱) پور طباطبائی، سید مجید، تاریخ عصر غیبت، مرکز جہانی علوم اسلامی، ص ۸۴
 (۲) پیشوائی، مہدی، تاریخ عصر غیبت، ص ۵۷۳

وہ مناطق اور علاقے کہ جہاں امام کے وکیل اور نائب ہوا کرتے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں، کوفہ، بصرہ، بغداد، قم، اوسط، ابواز، ہمدان، سیستان، بست، ری، حجاز، یمن، مصر اور رمدان۔ (۱)

شیعہ مذہب چوتھی صدی ہجری میں، شرق و غرب اور اسلامی دنیا کے تمام مناطق میں اتنی اوج اور بلندی پیدا کر چکا تھا کہ اس کے بعد اور اس سے پہلے ایسی وسعت دیکھنے میں نہیں آئی... مقدسی نے شیعہ نشین شہروں کی فہرست اس دور کے اسلامی سر زمین میں جو پیش کی ہے وہ اس مطلب کی طرف نشاندہی کرتی ہے، ہم اس کی کتاب سے وہ عبارت نقل کرتے ہیں جس میں اس نے ایک جگہ کہا ہے: یمن، کرانہ، مکہ اور صحار میں اکثر قاضی معتزلی اور شیعہ تھے۔ (۲)

جزیرۃ العرب میں بھی کافی شیعیت پھیلی ہوئی تھی، (۳) اہل بصرہ کے ارد گرد رہنے والوں کے بارے میں ملتا ہے کہ اکثر اہل بصرہ قدری، شیعہ، معتزلی یا پھر حنبلی تھے (۴) کوفہ کے لوگ بھی اس صدی میں کناسہ کے علاوہ سب شیعہ تھے، (۵)

.....

- (۱) رجال نجاشی، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، وابستہ جامع مدر سین، قم، ۱۴۰۴ھ ص ۳۴۴، ۷۹۷، ۸۰۰، ۸۴۷، ۸۲۵
- (۲) مقدسی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ترجمہ منڈوی، شرکت مؤلفان، و مترجمان، ایران، ۱۳۶۱، ج ۱، ص ۱۳۶
- (۳) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ص ۱۴۴
- (۴) گزشتہ حوالہ، ص ۱۷۵
- (۵) گزشتہ حوالہ، ص ۱۷۴

موصل کے علاقوں میں بھی کچھ شیعہ موجود تھے، (۱) اہل نابلس، قدس اور عُمان میں بھی شیعوں کی اکثریت تھی، (۲) قصبہ فسطاط اور ر صند فا کے لوگ بھی شیعہ ہی تھے (۳) سندھ کے شہر ملتان میں بھی شیعہ تھے کہ جو اذان و اقامت میں ہر فقرے کو دو بار پڑھتے ہیں۔ (۴)

ابو اوز میں شیعہ اور سنی کے درمیان حالات کشیدہ رہے اور جنگ تک نوبت پہنچ گئی۔ (۵)

مقریزی نے بھی حکومت آل بویہ اور مصری فاطمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے رافضی مذہب مغرب کے شہروں مینشام، دیار بکر، کوفہ، بصرہ، بغداد، پورے عراق، خراسان کے شہر، ماوراء النہر اور اسی طرح حجاز، یمن، بحرین، میں پھیل گیا، ان کے اور اہل سنت کے درمیان اس قدر جنگیں ہوئیں کہ جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا، (۶) اس صدی میں بغداد میں بھی اکثر شیعہ ہی تھے جب کہ بغدادی عباسی کی خلافت کا مرکز تھا اور جتنا ہو سکتا تھا روز عاشو را کھل کر آزادانہ طور پر عزاداری کرتے تھے، جیسا کہ ابن کثیر کا بیان ہے شیعوں کی کثرت اور حکومت آل بویہ کی حمایت کی بنا پر اہل سنت ان کو اس

.....

- (۱) گزشتہ حوالہ، ص ۲۰۰
- (۲) گزشتہ حوالہ، ص ۲۲۰
- (۳) گزشتہ حوالہ، ص ۲۸۶
- (۴) گزشتہ حوالہ، ج ۲، ص ۷۰۷
- (۵) احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ج ۲، ص ۶۲۳
- (۶) مقریزی، نقی الدین ابن العباس احمد بن علی، المواعظ و الاعتبار بذکر الخطط و الآثار "المعروف بالخطط المقریزیہ" دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۸، ج ۴، ص ۱۹۱

عزاداری سے نہیں روک سکے، (۱) اس زمانے میں شیعوں کے لئے اتنا زیادہ راستہ ہموار ہو گیا تھا کہ اکثر اسلامی سرزمینیں شیعہ حاکموں کے زیر تسلط تھیں، ایران کے شمال میں، گیلان اور مازندران میں طبرستان کے علوی حکومت کرتے تھے، مصر میں فاطمی، یمن میں زیدی، شمال عراق اور سورہ میں حمدانی اور ایران و عراق میں آل بویہ حکومت کرتے تھے، البتہ بعض عباسی خلفا جیسے مہدی، امین، مامون، معتصم واثق اور منتصر ان کے زمانے میں شیعہ نسبتاً عملی طور سے آزاد تھے، ان خلفا کے زمانے میں پہلے کی بہ نسبت سخت گیری کم ہو گئی تھی، یعقوبی کے نقل کے مطابق مہدی عباسی نے طالبیان اور شیعوں کو کہ جو زندان میں تھے آزاد کر دیا تھا۔ (۲)

امین کی پنج سالہ دور حکومت میں بھی عیش و مستی اور اپنے بھائی مامون سے جنگ میں مشغول ہونے کی وجہ سے شیعوں پر سختی کم تھی مامون، معتصم، واثق، اور معتضد عباسی بھی شیعیت کی طرف مائل تھے، لیکن متوکل خاندان پیغمبرؐ اور شیعوں کا سخت ترین دشمن تھا اگرچہ اس کے دور میں شیعہ کنٹرول کے قابل نہیں تھے اس کے باوجود بھی وہ زیارت قبر امام حسین علیہ السلام سے روکتا تھا۔ (۳)

ابن اثیر کا کہنا ہے: متوکل اپنے سے پہلے خلفا، جیسے مامون، معتصم، واثق جو علی اور خاندان علی سے محبت کا اظہار کرتے تھے ان سے دشمنی رکھتا تھا اور جن کا شمار دشمنان علی میں

.....

- (۱) البدایہ والنہایہ، بیروت، ۱۹۶۶، ج ۱۱، ص ۲۴۳
- (۲) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ج ۲، ص ۴۰۴
- (۳) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ج ۵، ص ۳۱۲

ہوتاتھا مثلاً شامی شاعر علی بن جہم، عمر بن فرج، ابو سمط اور مروان بن ابی حفصہ کی اولادیں کہ جو بنی امیہ کا دم

بھرتی تھیں اسی طرح عبداللہ بن محمد بن داؤد ہاشمی کہ جو ناصبی اور دشمن علی تھا اس کے ساتھ اس کا اٹھنا بیٹھنا تھا (۱) اس دور میں ناصبی اور بے دین شاعروں میں متوکل سے نزدیکی کی وجہ سے یہ جرأت پیدا ہو گئی تھی کہ خاندان پیغمبرؐ کے خلاف اشعار کہنے لگے، لیکن متوکل کے جانشین منتصر نے اس روش کے خلاف کام کیا اور شیعوں کو عملی آزادی دی اور قبر امام حسین کی تعمیر کرائی اور زیارت کی ممانعت کو بر طرف کر دیا۔ (۲)

اس دور کے شاعر بحتری نے اس طرح کہا ہے:

انّ علیاً لاولی بکم

وازکی بدأ عند کم من عمر (۳)

عمر کی بہ نسبت حضرت علی علیہ السلام زیادہ مقرب و مقدس ہیں۔

عبّاسی خلفاء کی شیعہ ریبروں پر کڑی نظر

عباسی حکومت نے ۳۲۹ھ تک کلی طور پر ایرانی وزراء اور افسروں نیز ترک فوجیوں کی برتری کے دو دور گزارے ہیں، اگرچہ ترکوں کے دور میں خلافت کی باگ ڈور ضعیف رہی

.....

(۱) الکامل فی التاریخ، دار صادر، بیروت، ۱۴۰۲ھ، ج ۷، ص ۵۶

(۲) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج ۴، ص ۱۴۷

(۳) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج ۴، ص ۱۴۷

اور زیادہ تر عباسی خلفاء کے افسر اور نمائندے ترک تھے، اور کلی طور پر حکومت کی سیاست شیعوں کے خلاف تھی عباسیوں کے دور میں تشیع کے زیادہ پھیلنے کی بنا پر عباسی خلفاء کی سیاست یہ تھی کہ شیعہ قائدین پر سخت نظر رکھی جائے، اگرچہ شیعوں کے سلسلہ میں خلفاء کا رویہ ایک دوسرے سے مختلف تھا بعض ان میں سے جیسے منصور، ہادی، رشید، متوکل، مستبدر، حدرجہ سخت گیر اور خون بہانے والے تھے ان میں سے بعض دوسرے جیسے مہدی عباسی، مامون و ائق اپنے پہلے خلفاء کی طرح بہت زیادہ سخت گیر نہیں تھے اور ان کے زمانہ میں شیعہ کسی حد تک آرام کی سانس لے رہے تھے، جس وقت منصور عباسی نے محمد نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم کی طرف سے خطرہ کا احساس کیا تو اس نے ان کے باپ، بھائیوں اور چچاؤں کو گرفتار کیا اور زندان میں ڈال دیا۔ (۱)

منصور نے بارہا امام صادق - کو دربار میں بلوایا اور حضرت کے قتل کا ارادہ کیا لیکن خدا کا ارادہ کچھ اور ہی تھا، (۲)

.....

(۱) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ج ۳، ص ۳۲۴

(۲) ابن جوزی نقل کرتا ہے جس وقت منصور مکہ کے ارادے سے مدینہ میں وارد ہوا، ربیع حاجب سے کہا، جعفر بن محمد کو حاضر کرو خدا مجھ کو مار ڈالے اگر میں ان کو قتل نہ کروں، ربیع نے حضرت کے حاضر کرنے میں سستی برتی، منصور کے فشار کی وجہ سے ربیع نے حضرت کو حاضر کیا، جس وقت امام حاضر ہوئے اس وقت آپ نے آہستہ آہستہ اپنے لبوں کو حرکت دی، جب منصور کے نزدیک پہنچے اور آپ نے سلام کیا تو منصور نے کہا: اے خدا کے دشمن! نابود ہوجا، ہماری مملکت میں خلل واقع کرتا ہے خدا مجھ کو مار ڈالے اگر میں تم کو قتل نہ کروں، امام صادق نے فرمایا:

سُلیمان پیغمبر کو سلطنت ملی انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا، ایوب نے مصیبت دیکھی اور صبر کیا، یوسف مظلوم واقع ہونے ظالموں کو بخش دیا، تم ان کے جانشین ہو بہتر ہے کہ ان سے عبرت حاصل کرو، منصور نے اپنے سر کو نیچے جھکالیا دوسری بار اپنے سر کو اٹھا کر یہ کہا: آپ ہمارے قرابت داروں اور رشتہ داروں میں سے ہیں اس کے بعد اس نے حضرت کو عزت دی، معاف کیا اور آپ کو اپنے نزدیک بٹھا کر آپ سے بات کرنے میں مشغول ہو گیا، پھر ربیع سے کہا: جنتی جلدی ہوسکے انعام و اکرام اور جعفر بن محمد کے لباس کو لے آؤ اور ان کو رخصت کرو، جس وقت حضرت بابر نکلے ربیع آپ کے پیچھے پیچھے آیا اور آپ سے کہا: میں تین دن سے آپ کی طرف سے دفاع اور مدارا کر رہا تھا آپ جب آئے تو میں نے دیکھا کہ آپ کے لب حرکت کر رہے ہیں جس کی وجہ سے منصور آپ کے خلاف کچھ بھی نہ کرسکا چونکہ میں سلطان کا کارندہ ہوں اس دعا کا محتاج ہوں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو یہ دعا تعلیم فرمائیں

حضرت نے فرمایا: یہ کہہ:

((اللّٰهُمَّ احْرِ سُنِّي بِعَيْنِكَ الَّتِي لَا تَنَامُ وَ اَكْنَفْنِي بِكَفِّكَ الْيَدِي لَا يَرَامُ اَوْ يَضَامُ وَ اغْفِرْ لِي بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ وَ لَا اَهْلِكَ وَ اَنْتَ رَجَائِي اللّٰهُمَّ اِنِّكَ اَكْبَرُ وَ اَجَلُّ مَخَافٍ وَ اَحْذَرُ اللّٰهُمَّ بَكَ اَدْفَعْ فِي نَحْرِي وَ اَسْتَعِذْ بِكَ مِنْ شَرِّهِ))

بارالہا! تیری آنکھوں کی قسم! کہ جو سوتی نہیں میری حفاظت کر اور تجھے اس قدرت کا واسطہ! کہ جو ہدف بلا قرار نہیں پاتی مجھے اس چیز سے محفوظ رکھے اور میں ہلاک نہ کیاجانوں کیونکہ توبی میری امید کا سرچشمہ ہے، بارالہا! وہ فراوان نعمتیں کہ جو تونے مجھے دی ہیں میں ان نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرسکا اور تونے مجھ کو ان نعمتوں سے محروم نہیں کیا بہت سی وہ بلائیں کہ جس میں تو نے مجھے مبتلا کیا اور میں نے کم صبری کا مظاہرہ کیا اس سے تو مجھے نجات دے، بارالہا! تیری قدرت کے دفاع اور پشت پناہی

سے ہی اس کے شر سے محفوظ رہ سکتا ہوں اور اس کے شر سے تجھ سے پناہ چاہتا ہوں ۔
(تذکرۃ الخواص ، منشورات المطبعة الحیدریہ ومکتبہها ، النجف الاشرف ، ۱۳۸۳ھ ، ص ۳۴۴)

خلفائے عباسی کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ وہ شیعہ رہنماؤں کو جو ان کے رقیب ہوا کرتے تھے ان کو راستے سے ہٹادیا جائے یہاں تک کہ منصور نے ابن مہاجر نام کے ایک شخص کو کچھ رقم دیکر مدینہ بھیجا تاکہ وہ عبداللہ ابن حسن اور امام صادق علیہ السلام اور بعض دوسرے علویوں کے پاس جائے اور ان سے کہے کہ میں خراسان کے شیعوں کی طرف سے آیا ہوں اور اس رقم کو ان کے حوالہ کر کے ان سے دستخط لے لے ، امام صادق نے اس کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ تم کو منصور نے بھیجا ہے اور اس سے تاکید کی کہ منصور سے جا کر کہنا : علویوں کو ابھی کچھ عرصہ سے مروانی حکومت سے نجات اور راحت ملی ہے اور انہیں ابھی اس کی ضرورت ہے ، ان کے ساتھ حیلہ اور فریب نہ کر۔ (۱)

اسدحیدر کہتے ہیں: منصور نے امام صادق کو ختم کرنے کے لئے مختلف وسیلوں کا سہارا لیا اور شیعوں کی طرف سے ان کو خط لکھوایا اور ان کی طرف سے آپ کی خدمت میں کچھ مال بھیجا لیکن ان مینسے کسی ایک میں بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ (۲)

جس وقت منصور کو امام صادق علیہ السلام کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے مدینہ کے حاکم محمد بن سلیمان کو خط لکھا کہ اگر جعفر بن محمد نے کسی معین شخص کو اپنا وصی قرار دیا ہے تو اس کو پکڑ لیا جائے اور اس کی گر دن اڑادی جائے ، تو مدینہ کے حاکم نے اس کے جواب میں لکھا : جعفر بن محمد نے ان پانچ افراد کو اپنا وصی قرار دیا ہے ، ابو جعفر منصور ، محمد بن سلیمان عبداللہ ، موسیٰ اور حمیدہ ، اس وقت منصور نے کہا: تب ان کو قتل نہیں کیا جاسکتا ، (۳)

.....

- (۱) ابن شہر آشوب ، مناقب آل ابی طالب ، موسسہ انتشارات علامہ ، قم ، (بی تاج ۴ ص ۲۲۰)
(۲) الامام الصادق و المذاهب الاربعہ ، دار الكتاب العربی ، بیروت ، طبع سوم ، ۱۴۰۳ھ ج ۱ ، ص ۴۶
(۳) طبرسی ، ابو علی فضل بن حسین ، اعلام الوری موسسہ احیاء التراث ، قم ، ۱۴۱۷ ج ۲ ، ص ۱۳

مہدی عباسی اپنے باپ کی طرح شیعوں اور علویوں کے لئے سخت گیر نہیں تھا ۔ یعقوب بی نقل کرتا ہے : مہدی جب خلیفہ ہوا تو اس نے دستور دیا جتنے بھی علوی زندان میں ہیں ان کو آزاد کر دیا جائے ، (۱) اس وجہ سے اس کے زمانے میں کوئی بھی علوی قیام وجود میں نہیں آیا ، ابوالفرج اصفہانی نے فقط دو کا ذکر کیا ہے کہ جو اس کے زمانے میں مارے گئے ایک علی عباس حسنی کہ جن کو زہر کے ذریعہ قتل کیا گیا دوسرے عیسیٰ بن زید کہ جن کی نا معلوم طریقہ سے موت واقع ہوئی وہ منصور کے زمانے سے پوشیدہ طور پر زندگی بسر کر رہے تھے۔ (۲) ہادی عباسی کے زمانے میں علویوں اور شیعوں کے بڑے قانڈین پر شدید فشار تھا جیسا کہ یعقوبی نے لکھا ہے: ہادی نے شیعوں اور طالبیوں پر بہت سختی کر رکھی تھی اور ان کو بہت زیادہ ڈرا رکھا تھا اور وہ وظائف اور حقوق کہ جو مہدی نے اپنے زمانے میں ان کے لئے مقرر کئے تھے ان کو قطع کر دیا اور شہروں کے حاکم اور فرمانرواؤں کو یہ لکھ بھیجا کہ طالبیوں کا تعاقب کریں اور ان کو گرفتار کر لیں ، (۳) اس غلط رویے کے خلاف اعتراض کرتے ہوئے حسین بن علی کہ جو سادات حسنی سے تعلق رکھتے تھے (شہید فخر) نے قیام کیا اور اس جنگ میں حسین کے علاوہ بہت سے علوی قتل ہوئے۔ (۴)

.....

- (۱) ابن واضح ، تاریخ یعقوبی ، منشورات شریف الرضی ، قم ، ۱۴۱۴ھ ، ج ۲ ، ص ۳۹۴
(۲) ابو الفرج ، اصفہانی ، مقاتل الطالبین ، منشورات الشریف الرضی ، قم ، ۱۴۱۶ھ ، ص ۳۴۲ - ۳۶۱
(۳) ابن واضح ، تاریخ یعقوبی ، ص ۴۰۴
(۴) ابو الفرج ، اصفہانی ، مقاتل الطالبین ، منشورات شریف الرضی ، قم ، ۱۴۱۶ھ ، ص ۳۶۶

یہ جنگ امام کاظم علیہ السلام پر شدید فشار کا باعث بنی ، ہادی عباسی نے حضرت کو ڈرایا اور اس طرح سے کہا : خُدا کی قسم حسین (شہید فخر) نے موسیٰ بن جعفر کے دستور کی بنا پر میرے مقابل قیام کیا ہے اور وہ اس نے ان کے تابع اور پیرو ہیں کیوں کہ اس خاندان کا امام اور پیشوا موسیٰ بن جعفر کے سوا کوئی اور نہیں ہے ، خُدا مجھے موت دیدے اگر میں ان کو زندہ چھوڑ دوں ، (۱) لیکن وہ اپنی موت کا وقت قریب آنے سے اپنے ارادہ کو نافذ نہ کر سکا ۔

دوسری صدی ہجری میں منصور کے بعد ہارون رشید علویوں اور شیعہ قائدین کے لئے سخت ترین خلیفہ تھا، ہارون علویوں کے ساتھ بے رحمانہ رفتار رکھتا تھا اس نے یحییٰ بن عبداللہ محمد نفس زکیہ کے بھائی کو امان دینے کے بعد بے رحمانہ طریقہ سے زندان میں ڈالا اور قتل کر وا دیا۔ (۲)

اسی طرح ایک داستان عیون اخبار الرضا میں ذکر ہوئی ہے جو ہارون رشید کی بے رحمی کی حکایت کرتی ہے، حمید بن قحطبہ طائی طوسی نقل کرتا ہے: ہارون نے ایک شب مجھ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اس تلوار کو پکڑو اور اس خادم کے دستور پر عمل کرو خادم مجھے ایک گھر کے پاس لایا جس کا دروازہ بند تھا، اس نے دروازہ کو کھولا اس گھر میں تین کمرے اور ایک کنواں تھا اس نے پہلے کمرہ کو کھولا اور اس میں سے بیس سیدوں کو باہر نکالا جن کے بال بلند اور گھنگھریلے تھے، ان کے درمیان بوڑھے اور جوان دکھائی دے رہے

.....

(۱) علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ج ۸، ص ۴۸، ص ۱۰۱
 (۲) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۶ھ، ص ۳۸۱-۴۰۴

تھے ان سب کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا ہارون کے نوکر نے مجھ سے کہا: امیر المومنین کا دستور ہے کہ ان سب کو قتل کر دو یہ سب اولاد علی اور اولاد فاطمہ سے ہیں، میں ایک کے بعد دوسرے کو قتل کرتا گیا اور نوکر ان کے بدن کو سروں کے بل کنویں میں ڈالتا رہا، اس کے بعد اس نے دوسرے کمرہ کو کھولا اس کمرہ میں بھی بیس افراد اولاد علی اور اولاد فاطمہ میں سے تھے میں نے ان کو بھی پہلے افراد کی طرح ٹھکانے لگادیا، اس کے بعد تیسرے کمرہ کو کھولا اس میں دوسرے بیس افراد اہل سادات تھے میں نے ان کو بھی پہلے والے چالیس افراد کے ساتھ ملحق کر دیا، صرف ایک بوڑھا شخص باقی رہ گیا تھا وہ میری طرف متوجہ ہوا اور اس نے مجھ سے کہا: اے منحوس آدمی! خدا تجھے نابود کرے روز قیامت ہمارے جد رسول خدا کے سامنے کیا عذر پیش کرے گا اس وقت میرے ہاتھ کانپنے لگے تو نوکر نے غضبناک آنکھوں سے مجھے دیکھا اور دھمکی دی تو میں نے بوڑھے آدمی کو بھی قتل کر دیا اور نوکر نے اس کا بدن بھی کنویں میں ڈال دیا۔ (۱)

آخر کار ہارون رشید نے امام کاظم علیہ السلام کو باوجود اس کے کہ وہ ان کے مقام و مرتبہ کا قائل تھا گرفتار کیا اور زندان میں ڈال دیا اور آخر میں زہر دے کر آپ کو شہید کر دیا۔ (۲)

امام کاظم علیہ السلام کی شہادت کے بعد ہارون رشید نے اپنے سرداروں میں سے

.....

(۱) صدوق، عیون اخبار الرضا، دار العلم، قم، طبع ۱۳۷۷ھ، ص ۱۰۹
 (۲) طبرسی، ابو علی فضل بن حسین، اعلام الوری، موسسہ آل البيت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۷ھ، ج ۲، ص ۳۴

ایک جلودی نامی شخص کو مدینہ بھیجا تاکہ آل ابی طالب کے گھروں پر حملہ کرے، اور عورتوں کے لباس لوٹ لے بر عورت کے لئے صرف ایک لباس چھوڑ دے امام رضادروازے پر کھڑے ہو گئے اور آپ نے عورتوں کو حکم دیا کہ تم اپنے اپنے لباس ان کے حوالے کر دو۔ (۱)

مامون، عباسی خلفا میں سب سے زیادہ سیاست مدار تھا کہ جس نے شیعہ اماموں اور رہبروں پر پابندی کے لئے ایک نئی روش اختیار تاکہ ائمہ اطہار کو زیر نظر رکھ سکے، مامون کے مہم ترین انگیزوں میں سے ایک انگیزہ امام رضا کی ولی عہدی اسی مقصد کے لئے تھی جیسا کہ مامون نے اس سیاست کو دوسری بار امام جواد کے لئے بھی انجام دیا اور اپنی بیٹی کی شادی آپ کے ساتھ کر دی تاکہ مدینہ میں آپ کی فعالیت و سرگرمی پر نظر رکھ سکے مامون کے بعد والے خلفائے بھی اس روش کو اختیار کیا اور ہمیشہ ائمہ معصومین علیہم السلام حکومت کے جبر سے مرکز خلافت میں زندگی بسر کرتے رہے یہاں تک کہ دسویں اور گیارہویں امام سامرہ میں زندگی گزارنے کی وجہ سے جو ایک فوجی شہر تھا عسکرین کے نام سے مشہور ہو گئے۔

.....

(۱) امین، سید محسن، ص ۲۹

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

عباسیوں کے زمانے میں شیعوں کی کثرت کے اسباب
شیعیت عباسیوں کے دور میں روز بروز بڑھتی گئی اس مسئلہ کے کچھ عوامل و اسباب ہیں کہ ان میں سے بعض کی طرف
ہم اشارہ کرتے ہیں:

(۱) ہاشمی اور علوی بنی امیہ کے زمانے میں:

بنی امیہ کے دور میں ہاشمی چاہے علوی ہوں یا عباسی متحد تھے اور ہشام کے زمانے سے عباسیوں کی تبلیغ شروع ہو گئی
تھی وہ زید اور ان کے فرزند یحییٰ کے قیام کے ساتھ ہم آہنگی رکھتے تھے انہوں نے تشیع کی بنیاد پر اپنے کام کا آغاز کر
دیا تھا جیسا کہ ابو الفرج اصفہانی کا بیان ہے :
جس وقت اموی خلیفہ ولید بن یزید قتل ہوا اور مروانیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا تو بنی ہاشم کے مبلغین مختلف علاقے
میں ہجرت کر گئے اور سب سے پہلے جس چیز کا اظہار کیا وہ حضرت علی کی افضلیت اور ان کے فرزندوں کی
مظلومیت تھی ۔

منصور عباسی جو حدیث غدیر کے راویوں میں سے ایک تھا (۱) جس وقت عباسی سپاہیوں نے علویوں کے مقابلہ میں ان کی
سیاست کو دیکھا تو اس کو قبول نہیں کیا اور ان کا عباسیوں کے ساتھ اختلاف پیدا ہو گیا، ابو سلمہ خلال جو عراق میں
عباسیوں کی جانب لوگوں کو دعوت دینے والا تھا۔ (۲)
علویوں کی طرف میلان کی وجہ سے عباسیوں کے ہاتھوں قتل ہو گیا (۳) اگرچہ یہ شخص عقیدہ کے اعتبار سے شیعہ نہیں
تھا مگر خاندان پیغمبرؐ سے جو اس کو لگائو تھا اس سے
انکار نہیں کیا جا سکتا، خاص کر قبیلہ حمدان سے اور کوفہ کا رہنے والا تھا۔ (4)

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف رضی، قم ۱۶، ۱۷، ۲۰۷
(۲) خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، دارالکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ص ۳۴۰
(۳) ابراہیم کی موت کے بعد ابو سلمہ (خلال کہ جو عراقیوں کو عباسیوں کی جانب سے دعوت دینے والا تھا اور بعد میں سفاح کا وزیر
بھی بنا) عباسیوں سے منصرف ہو گیا اور سادات
علوی میں سے جعفر بن محمد الصادق، عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی اور عمر الاشرف بن زید العابدین کے پاس خط لکھا اور اپنے
نامہ بر سے کہا: سب سے پہلے جعفر بن محمد کے پاس جانا اگر وہ قبول کر لیں تو بقیہ دونوں خطوط کے لئے جانے کی ضرورت نہیں
ہے اور اگر وہ قبول نہ کریں تو عبد اللہ محض کے پاس جانا اور اگر وہ بھی قبول نہ کریں تب عمر الاشرف کے پاس جانا، نامہ بر سب
سے پہلے امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا، نامہ دیا امام نے فرمایا: ابو سلمہ دوسروں کا محب اور چاہنے والا ہے مجھے اس
سے کیا کام، نامہ بر نے کہا: خط تو پڑھ لیجیے امام نے خادم سے چراغ منگوا یا اور خط کو جلا دیا، نامہ بر نے کہا: جواب نہیں
دیجیے گا؟ امام نے فرمایا: جواب یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے، ابو سلمہ کا نمائندہ عبد اللہ بن حسن کے پاس گیا اور خط دیا عبد اللہ
نے جیسے ہی خط پڑھا خط کو بوسہ دیا فوراً امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: یہ ہمارے چاہنے والے شیعہ ابو سلمہ کا
خط ہے، خراسان میں مجھے خلافت کی دعوت دی ہے امام نے فرمایا: خراسان کے لوگ کب سے تمہارے چاہنے والے ہو گئے ہیں کیا
ابو مسلم کو تم نے ان کی جانب روانہ کیا ہے؟ کیا تم ان میں سے کسی کو پہچانتے ہو؟ تم نہ انہیں جانتے ہو اور نہ وہ تمہیں جانتے
ہیں تو پھر وہ کیسے تمہارے چاہنے والے ہیں؟! عبد اللہ نے کہا: آپ کی باتوں سے ایسا لگتا ہے کہ آپ ان ساری باتوں سے واقف
ہیں، امام نے فرمایا: خدا جانتا ہے میں ہر مسلمان کی بھلائی چاہتا ہوں تمہاری بھلائی کیوں نہ چاہوں، اے عبد اللہ! ان باطل آرزوؤں
کو چھوڑ دو اور اس بات کو جان لو! کہ یہ حکومت بنی عباس کی ہے ایسا ہی خط میرے پاس بھی آچکا ہے، عبد اللہ وہاں سے ناراض
ہو کر واپس آئے عمر بن زید العابدین نے بھی ابو سلمہ کے خط کو رد کر دیا اور کہا: میں خط بھیجنے والے کو نہیں جانتا کہ جواب
دوں

ابن طقطقا، الفخری، صادر بیروت ۱۳۶۸ھ ص ۱۵۴، اور مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات موسسہ الاعلمی

قحطانی قبائل کے درمیان قبیلہ حمدان تشیع میں سب سے آگے تھا چنانچہ سید محسن امین نے اس کو وزراء شیعہ میں شمار کیا ہے، (1) حتیٰ شروع میں خود عباسیوں نے بھی ذریت پیغمبرؐ کی محبت سے انکار نہیں کیا ہے جیسا کہ لکھا ہے: جس وقت بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان بن محمد کا سر ابو العباس سفاح کے سامنے لایا گیا تو وہ طولانی سجدہ بجالایا اور اس نے سر کو اٹھا کر کہا: حمد اس خدا کی جس نے مجھے تیرے اوپر کامیابی عطا کی، اب مجھے اس بات کا غم نہیں ہے کہ میں مر جاؤں کیونکہ میں نے حسین اور ان کے بھائی اور دوستوں کے مقابلہ میں بنی امیہ کے دو سوا فراد کو قتل کر دیا، اپنے چچا کے بیٹے زید بن علی کے بدلے میں ہشام کی ہڈیوں کو جلا دیا اور اپنے بھائی ابراہیم کے بدلے میں مروان کو قتل کر دیا۔ (2)

جب عباسیوں کی حکومت مضبوط و مستحکم ہو گئی تو ان کے نیز خاندان پیغمبرؐ اور شیعوں کے درمیان فاصلہ ہو گیا، منصور عباسی کے زمانے سے عباسیوں نے پیغمبرؐ کی ذریت کے ساتھ بنی امیہ کی روش اختیار کی، بلکہ خاندان پیغمبرؐ سے دشمنی میں بنی امیہ سے بھی آگے بڑھ گئے۔

(1) امین سید محسن ، اعیان الشیعہ، دار التعارف للمطبوعات ، بیروت ، ج ١ ، ص ١٩٠
(2) مسعودی علی بن حسین ، مروج الذهب ، ص ٣٨٣ ، ٢٨٤

(2) بنی امیہ کا خاتمہ اور عباسیوں کا آغاز

اموی دور حکومت کے ختم ہونے اور عباسیوں کی حکومت آنے کے بعد اور ان کے درمیان جنگ و جدال کی وجہ سے امام باقر و امام صادق کو فرصت مل گئی انہوں نے تشیع کے مابنی کو پہنچوانے میں غیر معمولی فعالیت و سرگرمی انجام دیں، خاص طور پر امام صادق نے مختلف شعبوں اور مختلف علوم میں بہت سے شاگردوں کی تربیت کی ممتاز دانشور جیسے ہشام بن حکم، محمد بن مسلم، ابان بن تغلب، ہشام بن سالم مومن طاق ، مفضل بن عمر ، جابر بن حیان وغیرہ نے حضرت کے محضر میں تربیت پائی تھی، شیخ مفید کے قول کے مطابق ان کے موثقین (معتدین) کی تعداد چار ہزار تھی، (1) مختلف اسلامی سر زمین کے لوگ امام کے پاس آتے تھے اور امام سے فیض حاصل کرتے تھے اور اپنے شبہات کو برطرف کرتے تھے، حضرت کے شاگرد مختلف مناطق اور شہروں میں پھیلے ہوئے تھے، فطری بات ہے کہ یہ لوگ مختلف مناطق میں تشیع کے پھیلانے کا سبب بنے۔

(3) علویوں کی ہجرت

عباسیوں کے دور میں تشیع کے پھیلنے کے سلسلہ میں، سادات اور علویوں کا مختلف مقامات پر ہجرت کر جانا بھی ایک اہم سبب بنا، ان میں اکثر تشیع نظریات کے حامل تھے اگرچہ ان میں سے کچھ زیدی مسلک کی طرف چلے گئے تھے یہاں تک کہ بعض منابع کے نقل کے مطابق سادات کے درمیان ناصبی بھی موجود تھے۔ (2) یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سادات میں اکثر شیعہ تھے اور شیعہ مخالف

(1) شیخ مفید ، الارشاد ، ترجمہ محمد ساعدی خراسانی ، کتاب فروشی اسلامیہ ، ١٣٦٧ھ ش ، ص ٥٢٥
(2) ابن عنبہ ، عمدۃ الطالب ، مطبعۃ الحیدریہ نجف ١٩٦١ ص ٢٢٠ ، ٧١ ، ٢٥٣

حکومت کے ذریعہ ان پر جو مصیبتیں پڑیں ان کی وجہ بھی واضح ہے، اکثر اسلامی سر زمینوں میں سادات تھے، ماوراء النہر اور ہندوستان سے لے کر افریقہ تک پھیلے ہوئے تھے اگرچہ یہ ہجرت حجاج کے زمانے سے شروع ہو گئی تھی عباسیوں کے زمانے میں علویوں کی طرف سے جو قیام ہوا ان میں سے زیادہ تر مینشکست ہوئی اور بہت نقصان ہوا ، شمال ایران، گیلان، مازندران نیز خراسان کے پہاڑی اور دور افتادہ علاقہ علویوں کے لئے امن کی جگہ شمار ہوتے تھے، سب سے پہلی بار

بارون رشید کے زمانے میں یحییٰ بن عبد اللہ حسنی مازندران کی طرف گئے کہ جو اس زمانے میں طبرستان کے نام سے مشہور تھا، جب انہوں نے قدرت حاصل کر لی اور ان کے کام میں کافی ترقی پیدا ہو گئی تو بارون نے اپنے وزیر فضل بن یحییٰ کے ذریعہ امان نامہ لکھ کر صلح کے لئے وادار کیا۔ (۱)

اس کے بعد وہاں کافی تعداد میں علوی آباد ہو گئے اور روز بروز شیعیت کو فروغ ملتا گیا اور وہاں کے لوگوں نے پہلی بار علویوں کے ہاتھوں اسلام قبول کیا اور تیسری صدی ہجری کے دوسرے حصہ میں علویوں کی حکومت طبرستان میں حسن بن زید علوی کے ذریعہ تشکیل پائی اس زمانے میں سادات کے لئے یہ جگہ مناسب سمجھی جاتی تھی، جیسا کہ ابن اسفند یار کا بیان ہے کہ اس موقع پر درخت کے پتوں کے مانند علوی سادات اور بنی ہاشم حجاز نیز اطراف عراق و شام سے ان کی خدمت میں جمع ہو گئے سبھی کو عزت و شرف سے

(۱) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، پہلی اور دوسری طبع، ۱۴۱۶، ۱۳۷۴، ص ۳۹۵، ۳۸۹

بہت بہت نوازا اور ایسا ہو گیا تھا کہ جب وہ کہیں جانا چاہتا تھا تین سو شمشیر بگف علوی اس کے ارد گرد صف بستہ ہوتے تھے۔ (۱)

جس وقت امام رضا مامون کے ذریعہ ولایت عہدی کے منصب پر پہنچے، حضرت کے بھائی اور ان کے قریبی افراد ایران کی طرف روانہ ہوئے جیسا کہ مرعشی نے لکھا ہے: سادات نے ولایت کی آواز اور اس عہد نامہ پر کہ جو مامون کی طرف سے آنحضرت کی امامت کا پروانہ تھا اس طرف رخ کیا آنحضرت کے اکیس دوسرے بھائی تھے یہ تمام بھائی اور چچا زاد بھائی حسنی اور حسینی سادات میں سے تھے جنہوں نے ری اور عراق میں حکومت کی، جب سادات نے یہ سنا کہ مامون نے حضرت امام رضا سے غداری کی ہے تو انہوں نے کوہستان دیلمستان اور طبرستان میں جاکر پناہ لی اور بعض لوگ وہیں شہید ہو گئے، ان کی قبریں اور مزار مشہور ہیں، جیسیاہل اصفہان مازندران کہ جنہوں نے شروع میں اسلام قبول کیا تھا وہ سب کے سب شیعہ تھے اور اولاد رسولؐ سے حُسن عقیدت رکھتے تھے اور سادات کے لئے وہاں قیام کرنا آسان تھا۔ (۲)

شہید فخر کے قیام کی شکست کے بعد بادی عباسی کے دور خلافت میں حسین بن علی حسنی، ادریس بن عبد اللہ محمد نفس زکیہ کا بھائی افریقہ گئے تو وہاں پر لوگ ان کے اطراف میں جمع ہو گئے اور انہوں نے حکومت ادریسیان کی مغرب میں بنیاد ڈالی، چند روز نہیں گزرے تھے کہ خلافت کے کارندوں کے ذریعہ انہیں زہر دے دیا ہو گیا، لیکن

(۱) تاریخ طبرستان و رویان، ص ۲۹۰
(۲) مرعشی، تاریخ طبرستان و رویان و مازندران، نشر گسترہ، تہران، ۲۷۷، ۱۳۶۳ و ۲۷۸

ان کے بیٹوں نے وہاں پر تقریباً ایک صدی حکومت کی، (۱) اس طرح سادات نے اس طرف کا رخ کیا اسی وجہ سے متوکل عباسی نے ایک نامہ مصر کے حاکم کو لکھا کہ سادات علوی میں مردوں کو تیس دینار اور عورتوں کو پندرہ دینار کے بدلے نکال باہر کرے لہذا یہ لوگ عراق منتقل ہو گئے اور وہاں سے مدینہ بھیج دئے گئے۔ (۲)

منتصر نے بھی مصر کے حاکم کو لکھا کہ کوئی بھی علوی صاحب ملکیت نہ ہونے پائے اور گھوڑے پر سوار نہ ہونیز پائے تخت سے کسی دوسرے علاقہ میں کوچ نہ کرنے پائے اور ایک غلام سے زیادہ رکھنے کا انہیں حق حاصل نہ ہو۔ (۳)

علویوں نے تیزی سے لوگوں کے درمیان خاص مقام پیدا کر لیا اس حد تک کہ حکومت سے مقابلہ کر سکیں جیسا کہ مسعودی نقل کرتا ہے:

۲۷۰ھ کے آس پاس طالبیوں میں سے ایک شخص بنام احمد بن عبد اللہ نے مصر کے منطقہ صعید میں قیام کیا لیکن آخر میں احمد بن طولان کے ہاتھوں شکست کھائی اور قتل ہو گیا۔ (۴)

(۱) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، پہلی اور دوسری طبع ۱۴۱۶، ۱۳۷۴، ص ۴۰۹، ۴۰۶
(۲) ادام تمدن اسلامی در قرن چہارم ہجری، ترجمہ علی رضا ذکاوتی، فرا گز لو، موسسہ انتشارات امیر کبیر، تہران
۱۳۶۴ھ، صفحہ ۸۳، الولاء والقضاء کندی کے نقل کے مطابق، ص ۱۹۸

یہی وجہ ہے کہ عباسی دور خلافت مینان کے اہم ترین رقیب اور دشمن علوی شمار ہوتے تھے ۲۸۴ھ میں معتضد خلیفہ عباسی نے ارادہ کیا کہ یہ دستور صادر کرے کہ منبر پر معاویہ کو نفرین (لعنت) کی جائے اور اس بارے میں اس نے حکم لکھا لیکن اس کے وزیر نے ہنگامہ ہونے سے ڈرایا، معتضد نے کہا: میں ان کے درمیان شمشیر سے کام لوں گا وزیر نے جواب دیا: اس وقت ان طالبیان کے ساتھ کیا کرے گا جو ہر طرف سے نکل رہے ہیں اور خاندان پیغمبرؐ سے دوستی کی بنا پر لوگ ان کے حامی ہیں، یہ تیرا فرمان ان کے لئے لائق ستائش اور قابل قبول ہوگا اور جیسے ہی لوگ سنیں گے ان کے طرفدار اور حامی ہو جائیں گے۔ (۱)

علوی جس منطقہ میں بھی رہتے تھے مورد احترام تھے اسی وجہ سے لوگ ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ان کی قبروں پر مزار اور روضے تعمیر کرتے تھے اور ان کی زندگی میں ان کے اطراف جمع ہوتے تھے جس وقت محمد بن قاسم علوی معتصم کے دور میں خراسان تشریف لے گئے مختصر سی مدت میں چالیس ہزار افراد اس کے اطراف جمع ہو گئے اور ان کو ایک مضبوط قلعہ میں جگہ دی۔ (۲)

چونکہ ایک طرف علوی پاک دامن اور پرہیز گار افراد تھے جب کہ اموی اور عباسی حاکموں کا فسق و فجور لوگوں پر روشن تھا دوسری طرف ان کی مظلومیت نے لوگوں کے

.....

(۱)طبری، ابی جعفر، محمد بن جریر، تاریخ طبری دارالکتب علمیہ بیروت طبع دوم، ۱۴۰۸ ہجری ج، ص ۶۲۰، ۶۲۵

(۲)مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۶۰

دلوں میں جگہ بنالی تھی جیسا کہ مسعودی نے نقل کیا ہے: جس سال یحییٰ بن زید شہید ہوئے اس سال خراسان میں جو بھی بچہ پیدا ہوا اس کا نام یحییٰ یا زید رکھا گیا۔ (۱)

سادات کی ہجرت کے اسباب

سادات کے مختلف اسلامی علاقے میں ہجرت کرنے اور پھیلنے کے تین اسباب بیان کئے جاسکتے ہیں: جنگونمیں علویوں کی شکست، حکومتی دباؤ، ہجرت کے لئے مناسب موقع کا فراہم ہونا۔

(۱)علویوں کے قیام کی شکست

جنگوں میں شکست کھانے کی وجہ سے ان کے لئے عراق اور حجاز میں زندگی بسر کرنا مشکل ہو گیا تھا جو اس وقت مرکز خلافت بغداد کے کنٹرول میں تھا لہذا وہ مجبور ہوئے کہ دور دراز کے علاقوں میں ہجرت کر جائیں اور اپنی جان بچائیں جیسا کہ محمد نفس زکیہ کے بھائیوں کے منتشر کے بارے میں مسعودی کا کہنا ہے: محمد نفس زکیہ کے بھائی اور بیٹے مختلف شہروں میں منتشر گئے اور لوگوں کو ان کی رببری کی طرف دعوت دی ان کا بیٹا علی بن محمد مصر گیا اور وہاں قتل کر دیا گیا ان کا دوسرا بیٹا عبداللہ خراسان گیا اور وہاں سے سندھ کی طرف کوچ کیا اور سندھ میں اسے قتل کر دیا گیا، ان کا تیسرا بیٹا حسن یمن پہنچا

.....

(۱)مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ج ۳، ص ۲۳۶

زندانیوں میں ڈال دیا گیا اور وہیں دنیا سے چل بسا، ان کے ایک بھائی موسیٰ جزیرہ گئے اور ایک بھائی یحییٰ ری اور وہاں سے طبرستان تشریف لے گئے نیز ایک دوسرے بھائی ادریس مغرب کی طرف روانہ ہوئے تو لوگ ان کے اطراف جمع ہونا شروع ہو گئے۔ (۱)

(۲)حکومتی دباؤ

حجاز و عراق کے علاقہ جو مرکز حکومت سے نزدیک تھے جس کی وجہ سے یہاں کے علوی افراد ہمیشہ حکومت کے

فشار میں تھے مسعودی کے بقول محمد بن قاسم کا کوفہ سے خراسان کی جانب کوچ کرنا معتصم عباسی کے دبائو کی وجہ سے تھا۔ (۲)

(۳) مناسب موقع کا فراہم ہونا
علویوں کی ہجرت کے اسباب میں سے ایک سبب قم اور طبرستان کے علاقے میں ان کے لئے اجتماعی لحاظ سے بہترین موقعیت کا پایا جانا ہے۔

.....

(۱) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ج ۳، ص ۳۲۶
(۲) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ج ۴، ص ۶۰

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

چوتھی فصل

شیعوں اور علویوں کا قیام

بنی امیہ کے زمانے میں شیعوں اور علویوں کا قیام

شیعوں کا قیام اور ان کا مسلحانہ بر تائو کربلا اور قیام عاشورہ سے شروع ہوتا ہے لیکن ہم فی الحال کربلا کی بحث کو دوسری جگہ کے لئے چھوڑتے ہیں ۶۰ھ امام حسین کی شہادت کے بعد دو شیعہ قیام، قیام توابعین اور قیام مختار، وجود میں آیا، ان دونوں قیاموں کے رہنما علوی نہیں تھے بلکہ پاک دامن شیعہ تھے (ہم اس بارے میں اس سے پہلے تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں) ان دونوں قیام کی ماہیت جیسا کہ ان کے نعروں سے خود معلوم ہے مکمل طور پر شیعہ تھا، توابعین کے رہبروں کے بارے میں اس بات میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ وہ اصحاب پیغمبرؐ اور شیعیان علی میں سے تھے۔ (۱)

جناب مختار کے بارے میں بھی علمائے رجال اور بزرگوں کے نظریہ کو تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے سب ان کی حسن نیت کے قائل ہیں اور ان کے خلاف جو روایات ذکر ہوئی ہیں انہیں جعلی تصور کیا گیا ہے۔

.....

(۱) دکتر سید حسین جعفری، تشیع در مسیر تاریخ، ترجمہ، دکتر سید محمد تقی آیت اللہی، ص ۲۶۸-۲۷۳

تشیع کے فروغ کے حوالے سے انقلابات کے موثر ہونے کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ قیام توابعین کا زمانہ بہت کم تھاجس کی وجہ سے تشیع کو ترویج کی فرصت نہیں ملی اگرچہ کیفیت کے لحاظ سے تشیع کے مقاصد بہت زیادہ اہمیت کے حامل تھے اس قیام کی وجہ سے محبت اہل بیت دلوں میں راسخ ہو گئی اور شیعہ اپنے عقیدہ میں شدید اور مستحکم تر ہو گئے لیکن اس بات کی بہ نسبت قیام مختار شیعیت کی توسیع میں زیادہ موثر ثابت ہوا اور مختار نے موالیان اور غیر عرب

کو بھی شیعوں کی صف میں داخل کر دیا حالانکہ اس سے پہلے ایسا نہیں تھا۔ (۱)

اس زمانے میں شرق اسلام میں تشیع کی بنیاد پڑی کہ جس کا عروج ہمیں عباسیوں اور سپاہ جامگان کی تحریکوں میں نظر آتا ہے، بنی امیہ کے آخری دور میں علویوں کی جانب سے جو قیام عمل میں آیا اس کا عباسیوں کے قیام کے ساتھ ایک طرح کارابطہ تھا اس لئے کہ علوی خواہ بنی ہاشم ہوں یا عباسی، بنی امیہ کے دور میں متحد تھے اور ان کے درمیان اختلاف نہیں تھا، یہاں تک کہ سفاح اور منصور ان دونوں خلیفہ نے محمد نفس زکیہ سے پہلے امام حسن کی اولاد کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی لیکن عباسیوں کی کامیابی کے بعد یہی محمد اپنے خاندان کے چند افراد کے ساتھ منصور عباسی کے ہاتھوں قتل کر دیئے گئے، دوسری صدی ہجری میں علویوں کی جانب سے جو قیام وجود میں آئے وہ زیادہ تر زیدی نظریات و عقائد پر استوار تھے، اگرچہ عباسیوں نے زید کے قیام سے زیادہ فائدہ اٹھایا، جیسا کہ مؤرخ معاصر امیر علی اس بارے میں بیان کرتا ہے۔

(۱) جعفریان، رسول، تشیع در ایران از آغاز تا قرن ہفتم ہجری، شرکت چاپ و نشر سازمان تبلیغات اسلامی، طبع پنجم، ۱۳۷۷ ہجری، ص ۷۶

"زید کی موت نے عباسی مبلغین کو تقویت بخشی اور وہ تبلیغینجو اولاد عباس کی خلافت کے سلسلے میں مینجاری تھی اس کی تائید کی کیونکہ اس نے احتمالی خطروں کو بھی راستے سے دور کر دیا اس ماجرا کو ابو مسلم کے حالات کے ذیل میں بیان کیا گیا ہے جو بنی امیہ کی حکومت کو اکھاڑنے کے لئے بنائی گئی تھی"۔ (۱)

(الف) قیام زید

امام سجاد کے فرزند ارجمند اور امام باقر کے بھائی زید نے اموی خلیفہ ہشام اور اس کے ظلم کے مقابلے میں قیام کیا، زید عراق کے حاکم یوسف بن عمرو کی شکایت کرنے ہشام کے پاس دمشق گئے تھے، ہشام کے یہاں ان کی توہین کی گئی اور شام سے کوفہ واپس آنے کے بعد بہت سے شیعہ ان کے ارد گرد اکٹھا ہو گئے اور بنی امیہ کے مقابلے میں قیام کرنے کی انہیں غیب کی لیکن جنگ میں تیر کھانے کی وجہ سے ان کا قیام شکست کھا گیا اور خود شہید ہو گئے۔ (۲)

زید کی شخصیت اور قیام کے بارے میں متعدد روایتیں وارد ہوئی ہیں ان میں سے بعض روایتیں ان کی سرزنش پر دلالت کرتی ہیں، لیکن شیعہ علماء اور صاحبان فکر و نظر کا عقیدہ

(۱) تاریخ عرب اسلام، امیر علی، ترجمہ: فخر داعی گیلانی، انتشارات گنجینہ، تہران، طبع سوم، ۱۳۶۶ھ ص ۱۶۲-۱۶۳
(۲) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ ج ۳، ص ۲۲۸-۲۳۰

یہ ہے کہ زید ایک مردوارستہ اور قابل ستائش فرد تھے اور ان کے منحرف ہونے کا ثبوت ہماری دسترس میں نہیں ہے شیخ مفید کا ان کے بارے میں کہنا ہے کہ بعض مذہب شیعہ ان کو امام جانتے ہیں اور اس کی علت یہ ہے کہ زید نے خروج کیا اور لوگوں کو رضائے آل محمدؐ کی طرف دعوت دی، لوگوں نے اس سے یہ مطلب نکالا کہ یہ اپنے بارے میں کہہ رہے ہیں حالانکہ ان کا مقصد یہ نہیں تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے بھائی محمد باقر امام برحق ہیں اور خود انہوں نے اپنے بیٹے امام صادق کی امامت کی تاکید کی ہے۔ (۱)

علامہ مجلسی بھی زید سے مربوط روایتیں نقل کرتے ہیں کہ زید کے بارے میں گونا گونا وراختلافی روایتیں موجود ہیں لیکن وہ روایات جو ان کی عظمت و جلالت کی حکایت کرتی ہیں اور یہ کہ ان کا کوئی غلط ارادہ نہیں تھا، وہ بہت زیادہ بیناکٹر علمائے شیعہ نے زید کی بلند عظمت اور شخصیت کے بارے میں اپنے آرا و نظریات کا اظہار کیا ہے، اس بنا پر مناسب یہ ہے کہ ان کے بارے میں حسن ظن رکھا جائے اور ان کی مذمت نہ کی جائے۔ (۲)

آیت اللہ خوئی زید کے بارے میں فرماتے ہیں: روایات زید کی مدح ان کی قدر و منزلت کے بارے میں نیز یہ کہ انہوں نے امر بالمعروف و نہی از منکر کے لئے قیام کیا ہے مستفیض ہیں اور ان کی مذمت میں تمام روایات ضعیف ہیں۔ (۳)

(۱) شیخ مفید محمد بن نعمان، ارشاد، ترجمہ محمد باقر مساعدی خراسانی، کتاب فروشی اسلامیہ ص ۵۲۰

(۲) علامہ مجلسی ، محمد باقر ، بحار الانوار، ج ۶، ص ۲۵۰
 (۳) خونی ، سید ابو القاسم ، معجم رجال حدیث، طبع بیروت ، ج ۱۸ ص ۱۰۲-۱۰۳

کافی شواہد و ادلہ گواہی دیتے ہیں کہ زید کا قیام امام صادق کی خفیہ اجازت و موافقت سے تھا، ان شواہد میں سے امام رضا کا اماموں کے جواب میں یہ فرمانا کہ میرے والد امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام نے نقل کیا کہ انہوں نے جعفر بن محمد سے سناتھا کہ زید نے اپنے قیام سے متعلق مجھ سے مشورہ لیا تھا تو میں نے ان سے کہا : اے عمو جان ! اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو کناسہ میں پھانسی دی جائے تو آپ کا راستہ صحیح ہے۔ (۱)
 جس وقت زید امام کے حضور سے باہر چلے گئے تو امام نے فرمایا: افسوس ہے اس پر جو زید کی آواز کو سنے اور اس کی مدد کو نہ جائے۔ (۲)

زید حقیقی شیعہ اور امام صادق کی امامت کے معتقد تھے جیسا کہ آپ نے فرمایا: ہر زمانہ میں ہم اہل بیت میں سے ایک شخص لوگوں پر خدا کی حجت ہے اور ہمارے زمانے میں یہ حجت میرے بھائی کے فرزند جعفر بن محمد ہیں جو شخص بھی ان کی پیروی کرے گا وہ گمراہ نہیں ہوگا اور جو بھی ان کی مخالفت کرے گا وہ ہدایت نہیں پائے گا۔ (۳)
 زید خود کو امام نہیں سمجھتے تھے اور لوگوں سے بھی منع کرتے تھے اس بارے میں امام صادق فرماتے ہیں خدا میرے چچا زید پر رحمت نازل کرے وہ جب بھی

.....

(۱) کوفہ کے محلہ میں سے ایک محلہ ہے ،حموی ،یاقوت بن عبد اللہ ، معجم البلدان ،دار احیاء التراث العربی، بیروت ، طبع اول ، ۱۷۴۱ ہجری ، ج ۴، ص ۱۵۳
 (۲) صدوق عیون اخبار رضا ، موسسہ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۰۴ ہجری ، ج ۱ ص ۲۲۵ ، باب: ۲۵، حدیث: ۱
 (۳) شیخ صدوق ، الامالی، المطبعہ، قم ، ۱۳۷۳ ہجری قمری ، ص ۳۲۵

کامیاب ہوتے اپنے وعدے کو وفا کرتے زید نے جن آل محمدؑ کی طرف دعوت دی ہے وہ میں ہوں۔ (۱)
 امام صادق نے زید کی شہادت کے بعد ان کے خاندان کی سر پرستی فرمائی (۲) جس خاندان کے افراد زید کے ساتھ شہید ہو گئے تھے ان کی نصرت و مدد کی اور ایک دفعہ تو ایک ہزار دینار ان کے درمیان تقسیم کیا۔ (۳)
 اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ زید کا قیام تو ابین و مختار کے قیام کی طرح پوری طرح شیعہ اور درست موقعیت پر استوار تھا نیز ظلم کے مقابلے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے تھا ان کی روش فرقہ زیدیہ سے بالکل جدتھی۔

(ب) قیام یحییٰ بن زید

زید کی شہادت کے بعد ۱۲۱ھ میں ان کے فرزند یحییٰ نے اپنے والد کی تحریک کو آگے بڑھایا اور مدائن کے راستے سے خراسان آئے اور شہر بلخ میں ایک مدت تک نا آشنا طریقہ سے زندگی بسر کی، یہاں تک کہ نصر بن سیار نے ان کو گرفتار کر لیا اور ایک عرصہ تک زندان میں رہے یہاں تک کہ اموی خلیفہ ہشام کے مرنے کے بعد جیل سے فرار

.....

(۱) شیخ طوسی ، اختیار معرفة الرجال (رجال کشی) تحقیق سید مہدی رجائی ، موسسہ آل البيت الاحیاء التراث، قم ، ہجری، ج ۲ ص ۲، پیشوائی، مہدی: سیرنہ پیشوایان ، موسسہ امام صادق، قم ، طبع ہشتم ۱۳۷۸ھ ، شمسی، ص ۴۰۷-۴۰۹
 (۲) اصفہانی ابو الفرج ، مقاتل الطالبین ، منشورات شریف الرضی ، قم ، ۱۴۱۶ ہجری ص ۳۳۱
 (۳) شیخ مفید ، الامالی، المطبعہ، قم ، ۱۳۷۳ ہجری قمری ، ص ۳۴۵

ہو گئے ، خراسان کے شیعہ کافی تعداد میں ان کے اطراف میں جمع ہو گئے وہ نیشاپور آئے اور وہاں کے حاکم عمر بن زرارہ قسری کے ساتھ جنگ کی اور اس کو شکست دی لیکن آخر کار ۱۲۵ھ میں جوزجان میں بنی امیہ کی افواج سے جنگ کرتے ہوئے آپ کی پیشانی پر تیر لگا اور میدان جنگ میں قتل ہو گئے اور ان کی فوج منتشر ہو گئی۔ (۱)
 قیام زید کے بر خلاف ان کے بیٹے یحییٰ کا قیام کاپوری طرح زیدیہ فرقہ کے مطابق اور اس سے ہمابنگ تھا یہ مطلب متوکل بن ہارون کے درمیان ہونے والی گفتگو سے ظاہر ہے کہ جو امام صادق کے اصحاب میں سے تھے وہ ایک طرح سے اپنے باپ کی امامت کے قائل تھے اور خود کو اپنے باپ کا جانشین سمجھتے تھے ، امامت کے تمام شرائط کے ساتھ وہ تلوار سے جنگ کرنے کو بھی امامت کے شرائط مینسے جانتے تھے۔ (۲)

یہاں سے فرقہ زیدیہ کی بنیاد پڑتی ہے ان کا راستہ اور شیعہ اثنا عشری سے بالکل جدا ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ فقہی مسائل میں بھی ائمہ معصومین کی طرف رجوع نہیں کرتے تھے۔

.....

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۳۲۲، ۳۲۷، ۳۲۶
 (۲) متوکل بن ہارون کہتے ہیں: یح بن زید اپنے باپ کی شہادت کے بعد جب خراسان جا رہے تھے تو میں نے ان سے ملاقات کی، میں نے سلام کیا انہوں نے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو؟ میں نے کہا: حج سے، پھر انہوں نے مدینہ میں اپنے عزیز و اقارب کے بارے میں پوچھا نیز جعفر بن محمد کے بارے میں بہت سے سوالات کئے، میں نے حضرت کے بارے میں زید کی شہادت کے بعد جو صدمہ و غم تھا اسے بتایا، یح نے کہا: میرے چچا محمد بن علی الباقر علیہ السلام نے بنی امیہ کے خلاف جنگ کرنے سے میرے والد کو منع کیا تھا اور انجام سے باخبر کیا تھا، کیا تم نے میرے بھائی جعفر بن محمد سے بھی ملاقات کی، میں نے کہا: ہاں، پوچھا میرے بارے میں بھی انہوں نے کچھ کہا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے جو کچھ کہا ہے اسے میں آپ کے سامنے بیان نہیں کر سکتا، کہنے لگے، مجھے موت سے نہ ڈرانو جو کچھ سنا ہے اسے بیان کرو، میں نے بتا یا کہ حضرت نے فرمایا تھا
 کہ آپ کو قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا جائے گا جس طرح آپ کے والد کو شہید کر کے سولی پر لٹکا دیا گیا تھا، یحکا رنگ متغیر ہو گیا کہا: (یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب) اے متوکل! خدا نے اپنے دین کی تائید ہمارے ذریعہ کرانی ہے، علم و تلوار کا دھنی ہمیں بنایا ہے اور یہ دونوں چیزیں مجھ میں موجود ہیں لیکن ہمارے چچا ادبہانیوں کو صرف علم دیا ہے، میں نے کہا: میں آپ پر قریبان جانوں لیکن لوگ تو آپ سے زیادہ جعفر بن محمد کی طرف راغب ہیں کہنے لگے: میرے چچا محمد بن علی اور جعفر بن محمد لوگوں کو زندگی کی دعوت دیتے ہیں اور ہم لوگوں کو موت کی طرف دعوت دیتے ہیں، مینے کہا: فرزند رسول! آپ زیادہ جانتے ہیں یا وہ لوگ، تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچتے رہے پھر کہا: ہم سب علم و دانش رکھتے ہیں سوائے اس کے کہ ہم جو کچھ جانتے ہیں اسے وہ جانتے ہیں مگر وہ جو جانتے ہیں ہم اسے نہیں جانتے، پھر سوال کیا گیا: میرے بھائی کی کوئی چیز تمہارے پاس محفوظ ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں نے حضرت کی کچھ حدیث اور صحیفہ سجادیہ کی کچھ دعائیں دیکھیں... (صحیفہ کاملہ سجادیہ، ترجمہ علی نقی فیض الاسلام، انتشارات فیض الاسلام، ص ۹-۱۲)

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

عباسیوں کے زمانے میں شیعوں اور علویوں کا قیام چوتھی صدی ہجری کے اوائل تک عباسیوں کے دوران حکومت قیام کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) منظم اور پلاننگ کے ساتھ قیام جیسے زیدیوں کا قیام

(۲) پراگندہ اور نا منظم قیام

(۱) زیدیوں کا قیام

زیدیوں نے پہلی تین صدیوں میں شیعوں کی بہت زیادہ آبادیوں کو تشکیل دیا اور خلافت و امامت کو فرزند فاطمہ کا حق جانتے تھے اور عباسیوں کو غاصب جانتے تھے انہوں نے بعض مناطق جیسے طبرستان، مغرب و یمن میں حکومت تشکیل دینے کے لئے پہلے ہی سے پلان بنا رکھا تھا، فرقہ زیدیہ محمد نفس زکیہ اور ابراہیم کو زیدیوں کا امام شمار کرتے ہیں کیونکہ یحییٰ بن زید نے ان کو اپنا جانشین قرار دیا تھا یہی نفس زکیہ اور اولاد زید کا امام حسن کے پوتوں کے ساتھ یا دوسری اصطلاح میں بنی حسن کے ساتھ گہرا رابطہ وجود میں آیا، ابراہیم بن عبد اللہ جو اپنے بھائی محمد نفس زکیہ کے جانشین تھے کہ جنہوں نے بصرہ مینعباسیوں کے مقابلے میں پرچم انقلاب بلند کیا اور زید کے دوسرے فرزند عیسیٰ کو اپنا جانشین قرار دیا، عیسیٰ ابراہیم کے قتل کے بعد فرار ہو گئے اور مہدی عباسی کے دور خلافت میں بطور مخفی دنیا سے رخصت ہو گئے۔ (۱)

زیدیوں نے محمد نفس زکیہ اور ابراہیم کے قتل کے بعد کسی ایک کی رہبری پر اتفاق نہیں کیا اور اولاد فاطمہ میں سے ایسے امام کو تلاش کرتے رہے جو جنگ کے لئے شجاعت رکھتا ہو اور ان کی رہبری کو اپنے کاندھوں پر اٹھاسکے، لیکن ۳۰۱ھ تک کسی ایک امام پر بھی اتفاق نہ کر سکے یہاں تک کہ حسن بن علی حسنی کہ جو اطروش کے لقب سے جانے جاتے تھے اس سال خراسان میں قیام کیا اور گیلان و مازندران کی طرف کوچ کیا تاکہ زیدیوں کی تحریک کو آگے بڑھا سکیں۔ (۲)

(۱) ابو الفرج اصفہانی، ص ۳۴۵

(۲) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۴۱۱ھ، ج ۴، ص ۳۹۳، ۳۹۴، و شہرستانی، کتاب ملل و نحل، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ھ، ج ۱ ص ۱۳۹

یہی وجہ ہے کہ عباسی حکام زیدیوں سے کافی خوف زدہ رہتے تھے اور کوششیں کرتے تھے کہ جس میں بھی ربریت ہے اس کو قتل کر دیا جائے خصوصاً اولاد زید کو ختم کرنے کی کوشش کرتے تھے اور ایسے افراد کو گرفتار کرنے کے لئے جاسوس معین کرتے اور انعامات کا اعلان کرتے تھے۔ (۱)

جیسا کہ عیسیٰ بن زید مخفی طریقہ سے دنیا سے چلے گئے اور بارون نے ان کے بیٹے احمد بن عیسیٰ کو صرف بدگمانی کی بنیاد پر گرفتار کر لیا اور زندان میں ڈال دیا۔ (۲)

البتہ اس دوران بنی حسن کے بعض بزرگان کہ جو بعض تحریکوں کے رہنما شمار ہوتے تھے زیدیوں کے راستے پر نہیں چلے اور زیدیوں کے اصول کے پابند نہیں تھے اسی وجہ سے جب جنگ میں کوئی مشکل پیش آتی اور شکست کا احتمال ہوتا تھا تو زیدی ان کو تنہا جنگ میں چھوڑ کر فرار ہوجاتے تھے اور ان کا قیام شکست کھا جا تا تھا (جیسے یحییٰ بن عبداللہ) ان کے درمیان یحییٰ کا بھائی ادريس تنہا وہ شخص ہے جو کسی حد تک

(۱) جیسا کہ بارون کو جب احمد بن عیسیٰ کے زندان سے فرار ہونے کا علم ہوا تو اس نے ابن کردیہ کو اس بات پر معین کیا کہ وہ کوفہ اور بصرہ کے اطراف میں جا کر تشیع کا اظہار کرے شیعوں اور زیدیوں کے درمیان رقم تقسیم کرے تاکہ وہ مخفی طور سے احمد بن عیسیٰ کا پتہ لگانے میں مدد دے بہت زیادہ کوشش کی اور بہت ساری رقم خرچ کرنے کے بعد اس کے خفیہ ٹھکانے کا پتہ لگایا پھر بھی وہ احمد کو گرفتار نہیں کر سکا۔

ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم ۱۴۱۶ھ، ص ۴۹۶، ۴۹۲
(۲) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم ۱۴۱۶ھ، ص ۴۹۶، ۴۹۲

کامیاب ہوا، (۱) اور وہ بھی اس وجہ سے کہ وہ افریقہ میں عباسیوں کی دسترس سے دور تھا، وہاں اس نے عباسیوں کے خلاف جدوجہد کی اور حکومت تشکیل دینے میں کامیاب ہو گیا۔ (۲)
منجملہ ان ربروں میں کہ جنہوں نے زیدیوں کے اصول اور مبنیٰ کو قبول نہیں کیا اور اہل بیت کے راستے کو اختیار کیا، ان میں یحییٰ بن عبداللہ محمد نفس زکیہ کے بھائی تھے کہ جو محمد کی شکست کے بعد خراسان چلے گئے اور وہاں سے سرزمین دیلم جو آج گیلان و مازندران کے نام سے مشہور ہے منتقل ہو گئے، لیکن وہاں کا حاکم جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا بارون رشیدی دھمکی پر اس نے چاہا کہ ان کو گرفتار کر کے بارون کے کارندوں کے حوالہ کر دے اس وقت یحییٰ بارون کے وزیر فضل بر مکی سے امان چاہنے پر مجبور ہوئے وزیر نے ان کو امان بھی دی لیکن امان کے بر خلاف انہیں بغداد میں جیل میں ڈیا گیا اور زندان ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے، (۳)

(۱) ادريس بن عبداللہ کہ جو محمد نفس زکیہ کے بھائی تھے حسین بن علی حسنی (شہید فخر) کے قیام میں کہ جو بادی عباسی کے زمانہ میں رونما ہوا تھا اور وہ حسین کی شکست کے بعد حاجیوں کے ساتھ انجان طریقہ سے مصر چلے گئے اور وہاں سے مرقاش کی طرف کوچ کیا مرقاش کے لوگ ان کے اطراف جمع ہو گئے انہوں نے وہاں پر ایک حکومت بنائی لیکن ایک شخص نے ان کو خلیفہ عباسی بارون کے حکم سے زہر دے دیا اور لوگوں نے ان کے مرنے کے بعد ان کے کمن بچے کا نام ادريس رکھ دیا ادريس دوم نے جوان ہونے کے بعد وہاں پر حکومت بنائی اور حکومت اداریسیہ وہاں پر تقریباً ایک صدی قائم رہی مسعودی مروج الذهب ج ۳، ص ۳۲۶

(۲) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۴۰۸، ۴۰۶

(۳) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۳۹۳

یہ امام صادق کے تربیت یافتہ شاگردوں میں سے تھے اور جب بھی امام صادق سے حدیث نقل کرتے تھے تو کہتے تھے میرے حبیب جعفر بن محمد نے اس طرح فرمایا ہے۔ (۱)
کیونکہ ان کے اہل بیت کے راستے پر چلنے اور فقہ پر عمل کرنے کی وجہ سے زیدیوں نے ان کی مخالفت کی اور ان کے

اطراف سے دور ہو گئے لہذا وہ مجبور ہوئے کہ خود کو ہارون کے وزیر فضل بن یحییٰ کے سامنے تسلیم ہو جائیں۔ (۲)

(الف) قیام محمد نفس زکیہ

دوسری صدی ہجری میں علویوں کے قیام عروج پر تھا ان قیامونمیں سے ایک اہم قیام منصور عباسی کے زمانے میں تھا اس قیام کے رببر محمد نفس زکیہ تھے کہ ان کی یہ تحریک عباسیوں کی کامیابی سے پہلے شروع ہو چکی تھی اور امام صادق کے سوا تمام بنی ہاشم نے ان کی بیعت کر لی تھی، یہاں تک کہ اہل سنت کے فقہاء و علماء حضرات جیسے ابو حنیفہ، محمد بن عجلان مدینہ کے فقیہ ابو بکر بن ابی سبرہ فقیہ، عبداللہ بن جعفر، ہشام بن عروہ، عبداللہ بن عمر، واصل بن عطا، عمرو بن عبید... سبھی نے ان کی بیعت کر لی تھی اور نبی اکرم ﷺ منقول روایات جو امام مہدی کے قیام کے بارے میں تھیناس کو ان پر تطبیق کرتے تھے۔ (۳)

لیکن عباسیوں کے زمانے میں اس کا قیام وقت سے پہلے ہونے کی وجہ سے

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۳۹۳

(۲) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۳۹۲-۳۹۳

(۳) مقاتل الطالبین، ص ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۱، ۳۴۷

شکست کھا گیا، بصرہ میں بھی ان کے بھائی ابراہیم کا قیام زیدیوں کی خیانت کی وجہ سے کامیاب نہیں ہوسکا لیکن ان کے اور بھائی منتشر ہو گئے تھے، ہارون کے زمانے تک ان کی بغاوت جاری رہی ادیس بن عبداللہ نے مراکش کی طرف فرار کیا اور وہاں کے لوگوں نے اس کو قبول کیا لیکن ہارون کے کارندوں کے ذریعہ انہیں زہر دے دیا گیا، اس کے بعد اس کی پیر وی کرنے والوں نے ان کے چھوٹے بیٹے کو ان کی جگہ بٹھا دیا اور اس کا ادیس ثانی نام رکھا اور مدتوتک شمالی افریقہ میں ادیسوں کی حکومت برقرار رہی، محمد کا دوسرا بھائی یحییٰ طبرستان چلا گیا محمد کے ایک اور بھائی نے شمال اور جزیرہ کی طرف سفر کیا، محمد نفس زکیہ کے اور دوسرے بیٹے بنام علی، عبد اللہ حسن مصر، ہنداور یمن کی طرف چلے گئے اور مدتوں عباسی حکومت ان سے پریشان تھی۔ (۱)

(ب) قیام ابن طبا طبائی حسنی

ہارون کی موت کے بعد اس کے دو بیٹے امین و مامون کے درمیان حکومت کی خاطر لڑائی کے سبب شیعوں نے فرصت کو غنیمت جانا اور علویوں کے قیام بھی اس زمانے میں عروج پر تھے اس دور میں ابوسرایا جیسے لائق و سزوار فوجی کمانڈر کی وجہ سے علویوں کا محاذ تمام عراق (سوائے بغداد کے) حجاز، یمن اور جنوب ایران تک پھیل گیا اور یہ علاقے عباسیوں کی حکومت سے خارج ہو گئے۔ (۲)

.....

(۱) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ج ۳، ص ۳۲۶

(۲) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف رضی، قم، ۱۴۱۴ ہجری، ج ۲، ص ۴۴۵

لشکر ابو سراہا جس فوج کے مقابلہ میں بھی جاتا اسے تحس نحس کر دیتا اور جس شہر میں بھی جاتا اس پر قبضہ جما لیتا تھا، کہتے ہیں کہ ابو السرایا کی فوج سے خلیفہ کے دو لاکھ سپاہی قتل ہوئے حالانکہ اس کے قیام کے روز سے اس کی گردن زنی تک دس ماہ سے زیادہ نہیں گزرے تھے یہاں تک کہ بصرہ جو عثمانیوں کا مرکز تھا یہاں بھی علویوں کی حمایت کی گئی اس شہر میں زید النار نے قیام کیا، مکہ اور اطراف حجاز میں محمد بن جعفر (جس کا لقب دیباچ تھا) نے قیام کیا کہ جس کو امیر المؤمنین کہا جاتا تھا، یمن میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر نے قیام کیا، مدینہ میں محمد بن سلیمان بن دائود بن حسن نے قیام کیا، واسط کہ جہاں اکثر لوگ عثمانیوں کی طرف مائل تھے وہاں جعفر بن زید بن علی اور حسین بن ابراہیم بن حسن بن علی نے قیام کیا، اور مدائن میں محمد بن اسماعیل بن محمد نے قیام کیا، خلاصہ یہ کہ کوئی ایسی سرزمین نہیں تھی جہاں علویوں نے خود سے یالوگوں کے ابھارنے کی وجہ سے عباسیوں کے خلاف قیام نہ کیا ہو اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اہل شام اور بین النہرین جو اموی اور آل مروان سے دوستی میں شہرت رکھتے تھے ابو السرایا کے ساتھی محمد بن محمد علوی کے گرویدہ ہو گئے اور اس کو خط لکھا کہ ہم آپ کے ایلچی کے انتظار میں بیٹھے ہیں تاکہ آپ کے

فرمان کو نافذ کریں۔(۱)

(ج) قیام حسن بن زید حسنی (طبرستان کے علوی)
۲۵۰ ہمسستین عباسی کے دور خلافت میں حسن بن زید جو پہلے رے میں ساکن تھے انہوں

(۱) ابو الفرج اصفہانی ،مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، ص ۳۵، ۳۶، ۴

نے طبرستان میں خروج کیا اور لوگوں کو آل محمدؑ کی رضا کی طرف دعوت دی طبرستان اور جرجان کے علاقے میں چھوٹی چھوٹی جھڑپیں کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا (۱) اور طبرستان میں علوی حکومت کی بنیاد قائم کر دی جو ۳۴۵ھ تک جاری رہی۔ (۲)

حسن بن زید نے بیس سالہ حکومت میں چند مرتبہ ری، زنجان، قزوین پر غلبہ حاصل کیا اور اسی سال کہ جس میں قیام کیا تھا علویوں میں سے محمد بن جعفر کو ری کی طرف روانہ کیا جو طاہر یوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا۔ (۳)
۲۵۱ھ میں حسین بن احمد علوی نے قزوین میں قیام کیا اور طاہریوں کے کارندوں کو وہاں سے نکال باہر کر دیا۔ (۴)
جیسا کہ حسین بن زید کے بھائی نے لارجان، قصران اور موجودہ شمال تہران پر غلبہ حاصل کیا اور وہاں کے لوگوں سے اپنے بھائی کے لئے بیعت لی۔ (۵)

- (۱) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، دو سری طبع، ۱۴۰۸ھ ج ۵، ص ۳۴۶
- (۲) سیوطی جلال الدین، تاریخ الخلفاء، منشورات الرضی، طبع اول، ۱۴۱۱ و ۱۳۷۵ھ، ص ۵۲۵
- (۳) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، دو سری طبع، ۱۴۰۸ھ، ج ۵، ص ۳۶۵
- (۴) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، دو سری طبع، ۱۴۰۸ھ، ج ۵، ص ۳۶۵
- (۵) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، دو سری طبع، ۱۴۰۸ھ، ج ۵، ص ۳۶۵

طبری ۲۵۰ھ کے حالات کے بارے میں کہتا ہے: طبرستان کی حکومت کے علاوہ حکومت ری کا علاقہ ہمدان تک حسن بن زید کے ہاتھ میں تھا، (۱) شمال ایران کے مناطق کے علاوہ جن مناطق میں حسن بن زید نے قیام کیا، اس میں عراق (۲) شام (۳) مصر (۴) بھی شامل ہیں نیز علویوں میں جرأت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ لوگوں کو اپنے پاس جمع کر کے قیام کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

یہاں تک کہ ۲۷۰ھ میں حسن بن زید کا انتقال ہو گیا اور ان کے بھائی محمد بن زید کو ان کا جانشین قرار دیا گیا اور انہوں نے ۲۸۷ھ تک حکمرانی کی، آخر کار محمد بن ہارون سے جنگ کے درمیان ایک سامانی کمانڈر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (۵)

۲۸۷ھ میں محمد بن زید کی شہادت کے بعد ناصر کبیر (جس کا لقب اطروش تھا) نے منطقہ گیلان و دیلم کے علاقہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور ۱۴ سال وہاں حکومت کی۔ (۶)
۳۰۱ھ میں طبرستان آیا اور وہاں کی حکومت کو اپنے قبضہ میں کیا۔ (۷)

- (۱) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، دو سری طبع، ۱۴۰۸ھ، ج ۵، ص ۳۶۵
- (۲) طبری، محمد بن جریر، تاریخ طبری، دارالکتب العلمیہ، بیروت، دو سری طبع، ۱۴۰۸ھ، ج ۵، ص ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷
- (۳) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۳۲۷
- (۴) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۳۲۶
- (۵) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، طبع دوم، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ص ۵۴۲
- (۶) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۲۸۳
- (۷) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۳۲۷

(د) قیام یحییٰ بن حسین (یمن کے زیدی)

۲۸۸ھ میں یحییٰ بن حسین علوی جو "الہادی الی الحق" کے لقب سے مشہور تھا، اس نے حجاز میں قیام کیا، زیدی اس کے اطراف جمع ہو گئے اور وہ اسی سال یمنی قبائل کی مدد سے صنعامیں داخل ہوا اور اس نے زیدیوں کے امام کے نام سے اس جگہ خطبہ پڑھا، اگرچہ یمنی قبائل سے اس کی چھڑپ ہوتی رہی، مگر پھر بھی وہاں کی زمام حکومت کو اپنے ہاتھ میں لینے میں کامیاب ہو گیا اور اپنی حکومت قائم کی آخر کار ۲۹۸ھ میں زہر کی وجہ سے اس دنیا سے چلا گیا، اس کا شمار زیدیوں کی بزرگ ترین شخصیتوں میں ہوتا ہے، علم و دانش کے لحاظ سے بھی اسے ایک خاص مقام حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ زیدیہ فرقہ یمن میں اس کے نام سے معروف ہوا اور اسے "بادویہ" کہا جانے لگا، (۱) اس کے فرزند زیدیوں کے امام اور حکمران تھے۔ (۲)

یمن میں زیدیوں کی امامت و حکومت انقلاب جمہوریہ عرب کے قیام یعنی ۱۳۸۲ھ تک قائم تھی حکومت پر ہادی الی الحق کے بیٹے اور پوتوں کی حکمرانی تھی۔

.....

- (۱) رجوع کیا جائے، علی ربانی گلپانیگانی، فرق و مذاہب کلامی، مرکز جہانی علوم اسلامی ج ۱، ۱۳۷۷، ص ۱۳۴
(۲) سیوطی جلال الدین، تاریخ الخلفاء، منشورات شریف الرضی، قم، طبع اول، ۱۴۱۱ھ، ص ۵۲۵

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

(۲) پر اگندہ قیام

اس قسم کے قیام بغیر کسی پروگرام اور پلاننگ کے ایک فرد کے عزم و ارادے سے وجود میں آئے ہیں اور اکثر خلفاء حکام کی طرف سے شیعوں اور علویوں پر ہونے والے ظلم و جور کے مقابلے میں رد عمل کے طور پر متحقق ہوئے ہیں، ان قیاموں میں سے اہم ترین قیام حسب ذیل ہیں:

(الف) قیام شہید فخر

آپ حسین بن علی حسنی (شہید فخر) کے نام سے مشہور تھے جنہوں نے ہادی عباسی کے دور حکومت میں قیام کیا ان کا خروج، خلیفہ وقت کی طرف سے علویوں اور شیعوں پر بے حد ظلم و ستم کے مقابلے میں تھا، یعقوبی کا بیان ہے: خلیفہ عباسی موسیٰ ہادی نے طالبیوں کو تلاش کیا، ان کو شدت سے ڈرایا اور ان کے حقوق کو قطع کر دیا اور مختلف علاقہ مینیہ لکھ بھیجا کہ طالبیوں پر سختی کی جائے۔ (۱)

ہادی عباسی نے مدینہ میں عمر کے پوتے کو حاکم بنایا تھا جو کہ طالبیوں پر بے حد سختی کرتا تھا، اور ہر روز ان کی تلاش لیتا تھا اس ظلم کے مقابلے میں حسین بن علی حسنی نے قیام کیا اور حکم دیا کہ مدینہ کی اذان میں "حی علیٰ خیر العمل" کہا جائے اور کتاب خدا اور سنت پیغمبرؐ کی بنیاد پر لوگوں سے بیعت لی اور لوگوں کو "الرضا من آل محمدؐ" یعنی اولاد رسولؐ سے ایک معین شخص کی رہبری کی طرف دعوت دی، ان کی روش امام کاظم کی

.....

- (۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، طبع ۱۴۱۷، ج ۲، ص ۴۰۴

مرضی کے مطابق تھی، ان سے امام نے فرمایا تھا: تم قتل کر دئے جاؤ گے۔ (۱)

-
- (۱) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع اول ۱۴۱۱ھ ج ص ۱۶۰
(۲) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۱ھ ج ص ۱۶۰
(۳) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، طبع دوم، ۱۴۱۶ھ، ص ۵۱۱

قیام و انقلاب کے شکست کے اسباب

ان قیام کی شکست کے اسباب کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :
ایک تو قیادت اور رہبری کا سُست ہونا اور دوسرے فوج کا ہم آہنگ نہ ہونا غالباً اس طرح کے انقلاب کے اکثر رہنما اور قائد صحیح طریقہ سے پلاننگ نہیں کرتے تھے اور ان کے قیام صحیح طرح سے اسلامی اصول و طریقہ پر استوار نہیں تھے اسی وجہ سے ان میں سے بہت سے انقلاب ایسے تھے کہ جسے امام معصوم کی طرف سے حمایت اور تائید حاصل نہیں تھی، دوسرے بعض قیام کی ناکامی، اگرچہ ان کے رہنما قابل اطمینان اور مؤثق افراد تھے، سبب یہ تھا کہ ان کی پلاننگ ایسی تھی کہ جن کی شکست پہلے سے قابل ملاحظہ تھی ایسی صورت میں اگر امام واضح طور پر ان کی تائید کر دیتے تو قیام کی شکست کے بعد تشیع کی بنیاد اور امامت خطرہ میں پڑ جاتی۔

دوسری طرف یہ قیام آپس میں ہم آہنگ نہیں تھے اگرچہ ان کے درمیان حقیقی اور مخلص شیعہ موجود تھے جو آخری دم تک اپنے مقصد کے حصول کی کوشش کرتے رہے ان میں سے اکثر لوگوں کا ہدف ایمانی نہیں تھا یا تو ان کا علوی رہبروں کے ساتھ توافق نہ ہوسکا یا زیادہ تر لوگوں نے میدان جنگ میں اپنے کمانڈروں کا ساتھ چھوڑ دیا، علامہ جعفر مرتضیٰ اس بارے میں لکھتے ہیں: ان کی شکست کی علت اس کے علاوہ کچھ نہیں تھی کہ زیدیوں کے قیام سب سے پہلے سیاسی محرکات رکھتے تھے ان کی خصوصیت صرف یہ تھی کہ خاندان پیغمبرؐ میں سے جس نے بھی حکومت کے مقابلے میں تلوار کھینچی اس کو دعوت دیتے تھے، ان کے اندر ایمانی فکر اور اعتمادی وجدان نہیں تھا بغیر سوچے سمجھے اٹھ جاتے تھے، اپنے مردہ احساسات اور خشک و فرسودہ ثقافت پر اس قدر بھروسہ کرتے تھے کہ احساسات اور وجدان میں ہم آہنگی باقی نہیں رہ گئی تھی کہ ایک مضبوط و محکم سرچشمہ سے اپنی رسالت و پیغام کو اخذ کر سکیں انہیں وجوہ کی بنا پر ان کی کشتی شکست کے گرداب میں پھنس جاتی تھی اور جانیں مفت میں تلف ہو جاتی تھیں، بلکہ خود اندرونی طور پر انقلاب سے روکنے کا جذبہ ان میں ابھرتا تھا، ایسی طاقتوں پر اتنا ہی اعتماد تھا جتنا پیاسے کو سراب پر ہوتا ہے، یہ وہ نکتہ ہے جو واضح کرتا ہے کہ لوگ حادثات کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے اور جب پانی سر سے گزر جاتا تھا اور پھل تیار ہو جاتے تھے تو وہ عیش و آرام کی زندگی گزارتے تھے۔ (۱)

.....

- (۱) زندگی سیاسی امام جواد علیہ السلام، ترجمہ سید محمد حسینی، دفتر انتشارات اسلامی، قم، طبع ہشتم، ۱۳۷۵ھ، ص ۱۹

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

پانچویں فصل

جغرافیائی اعتبار سے تشیع کی وسعت

یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ سب سے پہلے تشیع کا مرکز مدینہ تھا اور اصحاب پیغمبرؐ کے درمیان سب سے پہلے شیعہ اسی شہر میں رہتے تھے تینوں خلفاء کے زمانے میں شیعہ اصحاب مختلف مناطق و شہروں میں پھیل گئے اور ان میں سے بعض سیا سی اور فوجی عہدوں پر فائز تھے، علامہ محمد جواد مغنیہ اس بارے میں لکھتے ہیں:

شیعہ اصحاب کاتشیع کے پھیلانے میں ایک اساسی کردار رہا ہے جہاں بھی گئے لوگوں کو قرآن و حدیث اور صبر و تحمل کی طرف دعوت دی اور پیغمبرؐ کے اصحاب ہونے کی بنا پر لوگوں کے درمیان ان کا بے حد احترام تھا اور ان کی تقاریر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی تھیں۔ (۱)

حتی ایسی جگہیں جیسے جبل عامل جو شام کا ایک حصہ تھا اور وہاں پر معاویہ کا نفوذ زیادہ تھا پیغمبرؐ کے بزرگ صحابی ابوذر کے جانے کی برکت سے وہ شیعوں کا اصلی مرکز ہو گیا۔ (۲)

(۱) الشیعہ فی المیزان، منشورات شریف رضی، قم، ۱۳۴۱ ہجری، ص ۲۸، ۲۶
(۲) امین، سید محسن، اعیان الشیعہ، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۲۵

عثمان کی خلافت کے آخری زمانے میں بہت زیادہ شیعہ اسلامی سر زمینوں میں رہتے تھے، اس طرح سے کہ مسلسل حضرت علی کا نام خلافت کے لئے لیا جانے لگا، اسی وجہ سے مدینہ میں جب مخالفین نے اجتماع کیا تو عثمان نے علی سے تاکید کی کہ وہ کچھ مدت کے لئے مدینہ سے نکل جائیں اور اپنی کھیتی جو ینبع میں ہے وہاں چلے جائیں تاکہ شاید شورش کرنے والوں کی تحریک مینکمی آجائے۔ (۱)

خصوصاً عراق میں عثمان کے زمانے میں شیعہ کا فی تعداد میں تھے مثلاً بصرہ کے شیعہ باوجود اس کے کہ یہ شہر، سپاہ جمل کے تصرف نیز ان کے تبلیغ کی وجہ سے ان کے زیر اثر آگیا تھا لیکن جس وقت انہیں یہ خبر ملی کہ امیر المومنین مہاجر اور انصار کے ہمراہ ان کی جانب آرہے ہیں تو صرف قبیلہ ربیع سے تین ہزار افراد مقام ذی قار میں حضرت سے ملحق ہو گئے، (۲) علی کے ساتھ ان کی ہمرابی عقیدت کی بنا پر تھی اور علی کو پیغمبرؐ کی جانب سے منصوب خلیفہ کے عنوان سے مانتے تھے۔

بلا ذری نے انہیں شیعہ علی اور قبیلہ ربیع سے تعبیر کیا ہے۔ (۳)

اور جب علی خود بر سر حکومت آگئے اور عراق تشریف لے گئے تو تشیع کی وسعت میں عجیب و غریب اضافہ ہوا، اسی طرح حضرت کے حکام اور والیوں کی اکثریت شیعہ ہونے کی وجہ سے ان مناطق میں شیعیت کو بہت زیادہ فروغ ملا، جیسا کہ سید محمد امین کا بیان ہے جہاں بھی والیان علی جاتے تھے وہاں کے لوگ شیعہ ہو جاتے تھے۔ (۴)

(۱) نہج البلاغہ، فیض اسلام، خطبہ ۲۳۵
(۲) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات الاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ ج ۲ ص ۲۳۷
(۳) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات الاعلمی، للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ ج ۲ ص ۲۳۷
(۴) اعیان الشیعہ، دار التعارف، للمطبوعات، بیروت، ج ۱ ص ۲۵

البتہ اس دور میں شام کے ساتھ ساتھ دوسرے علاقہ میں بھی عثمان کی طرف میلان بڑھ گیا تھا، شام تو پورے طور پر بنی امیہ کے زیر اثر تھا مثلاً بصرہ اور شمالی عراق کے علاقہ میں عثمان کے قریبی افراد کے مستقر ہونے کی بنا پر اس علاقے کے لوگ عثمان کی طرف مائل ہو گئے تھے، (۱) اور شمال عراق میں یہ میلان دوسری صدی ہجری کے آخر تک باقی تھا۔

مکہ میں بھی زمانہ جاہلیت سے ہاشمیوں اور علویوں کے خلاف ایک فضا قائم تھی اسی طرح طائف میں بھی دور جاہلیت کی طرح اسلام کے بعد بھی قریش کو بنی ہاشم سے رقابت تھی اور وہ بنی ہاشم کی سربراہی کو قبول نہیں کرتے تھے اور یہ قریش کے رسولؐ خدا کے ساتھ مخالفت کے اسباب مینسے ہے طائف والوں نے بھی قریش کی ہم آہنگی سے پیغمبرؐ کی دعوت قبول نہیں کی تھی اگرچہ اسلام کے طاقور ہونے کے بعد تاخیر سے سبھی وہ لوگ بھی تسلیم ہو گئے۔

حجاج کے زمانے میں شیعیت عراق و حجاز کی سرحدوں سے عبور کر کے تمام علاقے میں پھیل گئی، اسی دور میں شیعہ

حجاج کی طرف سے سختی اور فشار کی بنا پر عراق سے نکل کر منتشر ہو گئے اور دوسری اسلامی سرزمینوں میں ساکن ہو گئے، خاص کر اسلامی شرق جیسے ایران کہ جہاں پہلی صدی کے ختم ہونے کے ساتھ ساتھ شیعہ مرکز قائم ہو گیا، خراسان میں عباسیوں نے ان سے خاندان پیغمبرؐ سے نسبت کی وجہ سے استفادہ کیا اور "الرّضا من آل محمدؐ" کے نعرہ کے ساتھ اپنے ارد گرد جمع کر لیا اور امویوں کے خلاف جنگ میں ان سے فائدہ اُٹھایا۔

.....

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات الرضی، قم ۱۴۱۴ھ ج ۲ ص ۱۷۸

عباسیوں کے دور میں تشیع کی وسعت میں معتدبہ اضافہ ہوا شیعہ مشرق مینايران، بندوستان، قفقاز وغیرہ کی طرف ہجرت کر گئے اور دولت اموی کے خاتمہ پر غرب یعنی یورپ کی سمت (مراقش) میں بھی شیعوں کا نفوذ ہو گیا، خصوصاً افریقہ میں دوسری صدی میں ادریسویں کی شیعہ حکومت قائم ہو گئی اگرچہ یہ حکومت زیدیوں کی تھی لیکن شیعیت کے پھیلنے کا پیش خیمہ تھی البتہ اس کا ارتباط مصر میں اغلیبیوں کی حکومت کی وجہ سے کہ جو اس کے مقابلہ میں قائم ہوئی تھی مرکز یعنی مدینہ میں بہت کم اثر تھا۔ (۱)

اس طرح دوسری صدی ہجری میں مذہب تشیع، جہاں اسلام کے شرق و غرب میں پھیل گیا اس کے علاوہ خوزستان جبل مرکزی ایران نیز مشرق وسطیٰ کے دور دراز علاقے، افغانستان، آذر بائیجان، مراقش بندوستان اور طبرستان تک پھیل گیا۔ (۲)

شیعہ اجتماعی مراکز

جیسا کہ اشارہ ہو چکا ہے پہلی تین صدی ہجری میں شیعہ اسلامی سر زمین کے کافی علاقوں میں زندگی بسر کرتے تھے اور تمام جگہ منتشر ہو گئے تھے لیکن شیعوں کی بہاری

.....

(۱) امیر علی، تاریخ عرب اسلام، انتشارات گنجینہ، طبع سوم، ۱۳۶۶ھ ص ۲۴۱-۲۴۰، ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، ق، ۱۴۱۶ھ، ص ۴۰۸

(۲) انم اطہار کے اصحاب کے درمیان حلب، مصر، مدائن، قزوین، ری، کاشان، ارمنستان، ساباط، اصفہان، بمدان، سمرقند، کابل وغیرہ کے رہنے والے بھی موجود تھے، رجال نجاشی، دفتر نشر اسلامی ص ۸۰-۹۰۔
۱۳۰۰-۱۳۰۱-۱۳۰۲-۱۳۰۳-۱۳۰۴-۱۳۰۵-۱۳۰۶-۱۳۰۷-۱۳۰۸-۱۳۰۹-۱۳۱۰-۱۳۱۱-۱۳۱۲-۱۳۱۳-۱۳۱۴-۱۳۱۵-۱۳۱۶-۱۳۱۷-۱۳۱۸-۱۳۱۹-۱۳۲۰-۱۳۲۱-۱۳۲۲-۱۳۲۳-۱۳۲۴-۱۳۲۵-۱۳۲۶-۱۳۲۷-۱۳۲۸-۱۳۲۹-۱۳۳۰-۱۳۳۱-۱۳۳۲-۱۳۳۳-۱۳۳۴-۱۳۳۵-۱۳۳۶-۱۳۳۷-۱۳۳۸-۱۳۳۹-۱۳۴۰-۱۳۴۱-۱۳۴۲-۱۳۴۳-۱۳۴۴-۱۳۴۵-۱۳۴۶-۱۳۴۷-۱۳۴۸-۱۳۴۹-۱۳۵۰-۱۳۵۱-۱۳۵۲-۱۳۵۳-۱۳۵۴-۱۳۵۵-۱۳۵۶-۱۳۵۷-۱۳۵۸-۱۳۵۹-۱۳۶۰-۱۳۶۱-۱۳۶۲-۱۳۶۳-۱۳۶۴-۱۳۶۵-۱۳۶۶-۱۳۶۷-۱۳۶۸-۱۳۶۹-۱۳۷۰-۱۳۷۱-۱۳۷۲-۱۳۷۳-۱۳۷۴-۱۳۷۵-۱۳۷۶-۱۳۷۷-۱۳۷۸-۱۳۷۹-۱۳۸۰-۱۳۸۱-۱۳۸۲-۱۳۸۳-۱۳۸۴-۱۳۸۵-۱۳۸۶-۱۳۸۷-۱۳۸۸-۱۳۸۹-۱۳۹۰-۱۳۹۱-۱۳۹۲-۱۳۹۳-۱۳۹۴-۱۳۹۵-۱۳۹۶-۱۳۹۷-۱۳۹۸-۱۳۹۹-۱۴۰۰-۱۴۰۱-۱۴۰۲-۱۴۰۳-۱۴۰۴-۱۴۰۵-۱۴۰۶-۱۴۰۷-۱۴۰۸-۱۴۰۹-۱۴۱۰-۱۴۱۱-۱۴۱۲-۱۴۱۳-۱۴۱۴-۱۴۱۵-۱۴۱۶-۱۴۱۷-۱۴۱۸-۱۴۱۹-۱۴۲۰-۱۴۲۱-۱۴۲۲-۱۴۲۳-۱۴۲۴-۱۴۲۵-۱۴۲۶-۱۴۲۷-۱۴۲۸-۱۴۲۹-۱۴۳۰-۱۴۳۱-۱۴۳۲-۱۴۳۳-۱۴۳۴-۱۴۳۵-۱۴۳۶-۱۴۳۷-۱۴۳۸-۱۴۳۹-۱۴۴۰-۱۴۴۱-۱۴۴۲-۱۴۴۳-۱۴۴۴-۱۴۴۵-۱۴۴۶-۱۴۴۷-۱۴۴۸-۱۴۴۹-۱۴۵۰-۱۴۵۱-۱۴۵۲-۱۴۵۳-۱۴۵۴-۱۴۵۵-۱۴۵۶-۱۴۵۷-۱۴۵۸-۱۴۵۹-۱۴۶۰-۱۴۶۱-۱۴۶۲-۱۴۶۳-۱۴۶۴-۱۴۶۵-۱۴۶۶-۱۴۶۷-۱۴۶۸-۱۴۶۹-۱۴۷۰-۱۴۷۱-۱۴۷۲-۱۴۷۳-۱۴۷۴-۱۴۷۵-۱۴۷۶-۱۴۷۷-۱۴۷۸-۱۴۷۹-۱۴۸۰-۱۴۸۱-۱۴۸۲-۱۴۸۳-۱۴۸۴-۱۴۸۵-۱۴۸۶-۱۴۸۷-۱۴۸۸-۱۴۸۹-۱۴۹۰-۱۴۹۱-۱۴۹۲-۱۴۹۳-۱۴۹۴-۱۴۹۵-۱۴۹۶-۱۴۹۷-۱۴۹۸-۱۴۹۹-۱۵۰۰-۱۵۰۱-۱۵۰۲-۱۵۰۳-۱۵۰۴-۱۵۰۵-۱۵۰۶-۱۵۰۷-۱۵۰۸-۱۵۰۹-۱۵۱۰-۱۵۱۱-۱۵۱۲-۱۵۱۳-۱۵۱۴-۱۵۱۵-۱۵۱۶-۱۵۱۷-۱۵۱۸-۱۵۱۹-۱۵۲۰-۱۵۲۱-۱۵۲۲-۱۵۲۳-۱۵۲۴-۱۵۲۵-۱۵۲۶-۱۵۲۷-۱۵۲۸-۱۵۲۹-۱۵۳۰-۱۵۳۱-۱۵۳۲-۱۵۳۳-۱۵۳۴-۱۵۳۵-۱۵۳۶-۱۵۳۷-۱۵۳۸-۱۵۳۹-۱۵۴۰-۱۵۴۱-۱۵۴۲-۱۵۴۳-۱۵۴۴-۱۵۴۵-۱۵۴۶-۱۵۴۷-۱۵۴۸-۱۵۴۹-۱۵۵۰-۱۵۵۱-۱۵۵۲-۱۵۵۳-۱۵۵۴-۱۵۵۵-۱۵۵۶-۱۵۵۷-۱۵۵۸-۱۵۵۹-۱۵۶۰-۱۵۶۱-۱۵۶۲-۱۵۶۳-۱۵۶۴-۱۵۶۵-۱۵۶۶-۱۵۶۷-۱۵۶۸-۱۵۶۹-۱۵۷۰-۱۵۷۱-۱۵۷۲-۱۵۷۳-۱۵۷۴-۱۵۷۵-۱۵۷۶-۱۵۷۷-۱۵۷۸-۱۵۷۹-۱۵۸۰-۱۵۸۱-۱۵۸۲-۱۵۸۳-۱۵۸۴-۱۵۸۵-۱۵۸۶-۱۵۸۷-۱۵۸۸-۱۵۸۹-۱۵۹۰-۱۵۹۱-۱۵۹۲-۱۵۹۳-۱۵۹۴-۱۵۹۵-۱۵۹۶-۱۵۹۷-۱۵۹۸-۱۵۹۹-۱۶۰۰-۱۶۰۱-۱۶۰۲-۱۶۰۳-۱۶۰۴-۱۶۰۵-۱۶۰۶-۱۶۰۷-۱۶۰۸-۱۶۰۹-۱۶۱۰-۱۶۱۱-۱۶۱۲-۱۶۱۳-۱۶۱۴-۱۶۱۵-۱۶۱۶-۱۶۱۷-۱۶۱۸-۱۶۱۹-۱۶۲۰-۱۶۲۱-۱۶۲۲-۱۶۲۳-۱۶۲۴-۱۶۲۵-۱۶۲۶-۱۶۲۷-۱۶۲۸-۱۶۲۹-۱۶۳۰-۱۶۳۱-۱۶۳۲-۱۶۳۳-۱۶۳۴-۱۶۳۵-۱۶۳۶-۱۶۳۷-۱۶۳۸-۱۶۳۹-۱۶۴۰-۱۶۴۱-۱۶۴۲-۱۶۴۳-۱۶۴۴-۱۶۴۵-۱۶۴۶-۱۶۴۷-۱۶۴۸-۱۶۴۹-۱۶۵۰-۱۶۵۱-۱۶۵۲-۱۶۵۳-۱۶۵۴-۱۶۵۵-۱۶۵۶-۱۶۵۷-۱۶۵۸-۱۶۵۹-۱۶۶۰-۱۶۶۱-۱۶۶۲-۱۶۶۳-۱۶۶۴-۱۶۶۵-۱۶۶۶-۱۶۶۷-۱۶۶۸-۱۶۶۹-۱۶۷۰-۱۶۷۱-۱۶۷۲-۱۶۷۳-۱۶۷۴-۱۶۷۵-۱۶۷۶-۱۶۷۷-۱۶۷۸-۱۶۷۹-۱۶۸۰-۱۶۸۱-۱۶۸۲-۱۶۸۳-۱۶۸۴-۱۶۸۵-۱۶۸۶-۱۶۸۷-۱۶۸۸-۱۶۸۹-۱۶۹۰-۱۶۹۱-۱۶۹۲-۱۶۹۳-۱۶۹۴-۱۶۹۵-۱۶۹۶-۱۶۹۷-۱۶۹۸-۱۶۹۹-۱۷۰۰-۱۷۰۱-۱۷۰۲-۱۷۰۳-۱۷۰۴-۱۷۰۵-۱۷۰۶-۱۷۰۷-۱۷۰۸-۱۷۰۹-۱۷۱۰-۱۷۱۱-۱۷۱۲-۱۷۱۳-۱۷۱۴-۱۷۱۵-۱۷۱۶-۱۷۱۷-۱۷۱۸-۱۷۱۹-۱۷۲۰-۱۷۲۱-۱۷۲۲-۱۷۲۳-۱۷۲۴-۱۷۲۵-۱۷۲۶-۱۷۲۷-۱۷۲۸-۱۷۲۹-۱۷۳۰-۱۷۳۱-۱۷۳۲-۱۷۳۳-۱۷۳۴-۱۷۳۵-۱۷۳۶-۱۷۳۷-۱۷۳۸-۱۷۳۹-۱۷۴۰-۱۷۴۱-۱۷۴۲-۱۷۴۳-۱۷۴۴-۱۷۴۵-۱۷۴۶-۱۷۴۷-۱۷۴۸-۱۷۴۹-۱۷۵۰-۱۷۵۱-۱۷۵۲-۱۷۵۳-۱۷۵۴-۱۷۵۵-۱۷۵۶-۱۷۵۷-۱۷۵۸-۱۷۵۹-۱۷۶۰-۱۷۶۱-۱۷۶۲-۱۷۶۳-۱۷۶۴-۱۷۶۵-۱۷۶۶-۱۷۶۷-۱۷۶۸-۱۷۶۹-۱۷۷۰-۱۷۷۱-۱۷۷۲-۱۷۷۳-۱۷۷۴-۱۷۷۵-۱۷۷۶-۱۷۷۷-۱۷۷۸-۱۷۷۹-۱۷۸۰-۱۷۸۱-۱۷۸۲-۱۷۸۳-۱۷۸۴-۱۷۸۵-۱۷۸۶-۱۷۸۷-۱۷۸۸-۱۷۸۹-۱۷۹۰-۱۷۹۱-۱۷۹۲-۱۷۹۳-۱۷۹۴-۱۷۹۵-۱۷۹۶-۱۷۹۷-۱۷۹۸-۱۷۹۹-۱۸۰۰-۱۸۰۱-۱۸۰۲-۱۸۰۳-۱۸۰۴-۱۸۰۵-۱۸۰۶-۱۸۰۷-۱۸۰۸-۱۸۰۹-۱۸۱۰-۱۸۱۱-۱۸۱۲-۱۸۱۳-۱۸۱۴-۱۸۱۵-۱۸۱۶-۱۸۱۷-۱۸۱۸-۱۸۱۹-۱۸۲۰-۱۸۲۱-۱۸۲۲-۱۸۲۳-۱۸۲۴-۱۸۲۵-۱۸۲۶-۱۸۲۷-۱۸۲۸-۱۸۲۹-۱۸۳۰-۱۸۳۱-۱۸۳۲-۱۸۳۳-۱۸۳۴-۱۸۳۵-۱۸۳۶-۱۸۳۷-۱۸۳۸-۱۸۳۹-۱۸۴۰-۱۸۴۱-۱۸۴۲-۱۸۴۳-۱۸۴۴-۱۸۴۵-۱۸۴۶-۱۸۴۷-۱۸۴۸-۱۸۴۹-۱۸۵۰-۱۸۵۱-۱۸۵۲-۱۸۵۳-۱۸۵۴-۱۸۵۵-۱۸۵۶-۱۸۵۷-۱۸۵۸-۱۸۵۹-۱۸۶۰-۱۸۶۱-۱۸۶۲-۱۸۶۳-۱۸۶۴-۱۸۶۵-۱۸۶۶-۱۸۶۷-۱۸۶۸-۱۸۶۹-۱۸۷۰-۱۸۷۱-۱۸۷۲-۱۸۷۳-۱۸۷۴-۱۸۷۵-۱۸۷۶-۱۸۷۷-۱۸۷۸-۱۸۷۹-۱۸۸۰-۱۸۸۱-۱۸۸۲-۱۸۸۳-۱۸۸۴-۱۸۸۵-۱۸۸۶-۱۸۸۷-۱۸۸۸-۱۸۸۹-۱۸۹۰-۱۸۹۱-۱۸۹۲-۱۸۹۳-۱۸۹۴-۱۸۹۵-۱۸۹۶-۱۸۹۷-۱۸۹۸-۱۸۹۹-۱۹۰۰-۱۹۰۱-۱۹۰۲-۱۹۰۳-۱۹۰۴-۱۹۰۵-۱۹۰۶-۱۹۰۷-۱۹۰۸-۱۹۰۹-۱۹۱۰-۱۹۱۱-۱۹۱۲-۱۹۱۳-۱۹۱۴-۱۹۱۵-۱۹۱۶-۱۹۱۷-۱۹۱۸-۱۹۱۹-۱۹۲۰-۱۹۲۱-۱۹۲۲-۱۹۲۳-۱۹۲۴-۱۹۲۵-۱۹۲۶-۱۹۲۷-۱۹۲۸-۱۹۲۹-۱۹۳۰-۱۹۳۱-۱۹۳۲-۱۹۳۳-۱۹۳۴-۱۹۳۵-۱۹۳۶-۱۹۳۷-۱۹۳۸-۱۹۳۹-۱۹۴۰-۱۹۴۱-۱۹۴۲-۱۹۴۳-۱۹۴۴-۱۹۴۵-۱۹۴۶-۱۹۴۷-۱۹۴۸-۱۹۴۹-۱۹۵۰-۱۹۵۱-۱۹۵۲-۱۹۵۳-۱۹۵۴-۱۹۵۵-۱۹۵۶-۱۹۵۷-۱۹۵۸-۱۹۵۹-۱۹۶۰-۱۹۶۱-۱۹۶۲-۱۹۶۳-۱۹۶۴-۱۹۶۵-۱۹۶۶-۱۹۶۷-۱۹۶۸-۱۹۶۹-۱۹۷۰-۱۹۷۱-۱۹۷۲-۱۹۷۳-۱۹۷۴-۱۹۷۵-۱۹۷۶-۱۹۷۷-۱۹۷۸-۱۹۷۹-۱۹۸۰-۱۹۸۱-۱۹۸۲-۱۹۸۳-۱۹۸۴-۱۹۸۵-۱۹۸۶-۱۹۸۷-۱۹۸۸-۱۹۸۹-۱۹۹۰-۱۹۹۱-۱۹۹۲-۱۹۹۳-۱۹۹۴-۱۹۹۵-۱۹۹۶-۱۹۹۷-۱۹۹۸-۱۹۹۹-۲۰۰۰-۲۰۰۱-۲۰۰۲-۲۰۰۳-۲۰۰۴-۲۰۰۵-۲۰۰۶-۲۰۰۷-۲۰۰۸-۲۰۰۹-۲۰۱۰-۲۰۱۱-۲۰۱۲-۲۰۱۳-۲۰۱۴-۲۰۱۵-۲۰۱۶-۲۰۱۷-۲۰۱۸-۲۰۱۹-۲۰۲۰-۲۰۲۱-۲۰۲۲-۲۰۲۳-۲۰۲۴-۲۰۲۵-۲۰۲۶-۲۰۲۷-۲۰۲۸-۲۰۲۹-۲۰۳۰-۲۰۳۱-۲۰۳۲-۲۰۳۳-۲۰۳۴-۲۰۳۵-۲۰۳۶-۲۰۳۷-۲۰۳۸-۲۰۳۹-۲۰۴۰-۲۰۴۱-۲۰۴۲-۲۰۴۳-۲۰۴۴-۲۰۴۵-۲۰۴۶-۲۰۴۷-۲۰۴۸-۲۰۴۹-۲۰۵۰-۲۰۵۱-۲۰۵۲-۲۰۵۳-۲۰۵۴-۲۰۵۵-۲۰۵۶-۲۰۵۷-۲۰۵۸-۲۰۵۹-۲۰۶۰-۲۰۶۱-۲۰۶۲-۲۰۶۳-۲۰۶۴-۲۰۶۵-۲۰۶۶-۲۰۶۷-۲۰۶۸-۲۰۶۹-۲۰۷۰-۲۰۷۱-۲۰۷۲-۲۰۷۳-۲۰۷۴-۲۰۷۵-۲۰۷۶-۲۰۷۷-۲۰۷۸-۲۰۷۹-۲۰۸۰-۲۰۸۱-۲۰۸۲-۲۰۸۳-۲۰۸۴-۲۰۸۵-۲۰۸۶-۲۰۸۷-۲۰۸۸-۲۰۸۹-۲۰۹۰-۲۰۹۱-۲۰۹۲-۲۰۹۳-۲۰۹۴-۲۰۹۵-۲۰۹۶-۲۰۹۷-۲۰۹۸-۲۰۹۹-۲۱۰۰-۲۱۰۱-۲۱۰۲-۲۱۰۳-۲۱۰۴-۲۱۰۵-۲۱۰۶-۲۱۰۷-۲۱۰۸-۲۱۰۹-۲۱۱۰-۲۱۱۱-۲۱۱۲-۲۱۱۳-۲۱۱۴-۲۱۱۵-۲۱۱۶-۲۱۱۷-۲۱۱۸-۲۱۱۹-۲۱۲۰-۲۱۲۱-۲۱۲۲-۲۱۲۳-۲۱۲۴-۲۱۲۵-۲۱۲۶-۲۱۲۷-۲۱۲۸-۲۱۲۹-۲۱۳۰-۲۱۳۱-۲۱۳۲-۲۱۳۳-۲۱۳۴-۲۱۳۵-۲۱۳۶-۲۱۳۷-۲۱۳۸-۲۱۳۹-۲۱۴۰-۲۱۴۱-۲۱۴۲-۲۱۴۳-۲۱۴۴-۲۱۴۵-۲۱۴۶-۲۱۴۷-۲۱۴۸-۲۱۴۹-۲۱۵۰-۲۱۵۱-۲۱۵۲-۲۱۵۳-۲۱۵۴-۲۱۵۵-۲۱۵۶-۲۱۵۷-۲۱۵۸-۲۱۵۹-۲۱۶۰-۲۱۶۱-۲۱۶۲-۲۱۶۳-۲۱۶۴-۲۱۶۵-۲۱۶۶-۲۱۶۷-۲۱۶۸-۲۱۶۹-۲۱۷۰-۲۱۷۱-۲۱۷۲-۲۱۷۳-۲۱۷۴-۲۱۷۵-۲۱۷۶-۲۱۷۷-۲۱۷۸-۲۱۷۹-۲۱۸۰-۲۱۸۱-۲۱۸۲-۲۱۸۳-۲۱۸۴-۲۱۸۵-۲۱۸۶-۲۱۸۷-۲۱۸۸-۲۱۸۹-۲۱۹۰-۲۱۹۱-۲۱۹۲-۲۱۹۳-۲۱۹۴-۲۱۹۵-۲۱۹۶-۲۱۹۷-۲۱۹۸-۲۱۹۹-۲۲۰۰-۲۲۰۱-۲۲۰۲-۲۲۰۳-۲۲۰۴-۲۲۰۵-۲۲۰۶-۲۲۰۷-۲۲۰۸-۲۲۰۹-۲۲۱۰-۲۲۱۱-۲۲۱۲-۲۲۱۳-۲۲۱۴-۲۲۱۵-۲۲۱۶-۲۲۱۷-۲۲۱۸-۲۲۱۹-۲۲۲۰-۲۲۲۱-۲۲۲۲-۲۲۲۳-۲۲۲۴-۲۲۲۵-۲۲۲۶-۲۲۲۷-۲۲۲۸-۲۲۲۹-۲۲۳۰-۲۲۳۱-۲۲۳۲-۲۲۳۳-۲۲۳۴-۲۲۳۵-۲۲۳۶-۲۲۳۷-۲۲۳۸-۲۲۳۹-۲۲۴۰-۲۲۴۱-۲۲۴۲-۲۲۴۳-۲۲۴۴-۲۲۴۵-۲۲۴۶-۲۲۴۷-۲۲۴۸-۲۲۴۹-۲۲۵۰-۲۲۵۱-۲۲۵۲-۲۲۵۳-۲۲۵۴-۲۲۵۵-۲۲۵۶-۲۲۵۷-۲۲۵۸-۲۲۵۹-۲۲۶۰-۲۲۶۱-۲۲۶۲-۲۲۶۳-۲۲۶۴-۲۲۶۵-۲۲۶۶-۲۲۶۷-۲۲۶۸-۲۲۶۹-۲۲۷۰-۲۲۷۱-۲۲۷۲-۲۲۷۳-۲۲۷۴-۲۲۷۵-۲۲۷۶-۲۲۷۷-۲۲۷۸-۲۲۷۹-۲۲۸۰-۲۲۸۱-۲۲۸۲-۲۲۸۳-۲۲۸۴-۲۲۸۵-۲۲۸۶-۲۲۸۷-۲۲۸۸-۲۲۸۹-۲۲۹۰-۲۲۹۱-۲۲۹۲-۲۲۹۳-۲۲۹۴-۲۲۹۵-۲۲۹۶-۲۲۹۷-۲۲۹۸-۲۲۹۹-۲۳۰۰-۲۳۰۱-۲۳۰۲-۲۳۰۳-۲۳۰۴-۲۳۰۵-۲۳۰۶-۲۳۰۷-۲۳۰۸-۲۳۰۹-۲۳۱۰-۲۳۱۱-۲۳۱۲-۲۳۱۳-۲۳۱۴-۲۳۱۵-۲۳۱۶-۲۳۱۷-۲۳۱۸-۲۳۱۹-۲۳۲۰-۲۳۲۱-۲۳۲۲-۲۳۲۳-۲۳۲۴-۲۳۲۵-۲۳۲۶-۲۳۲۷-۲۳۲۸-۲۳۲۹-۲۳۳۰-۲۳۳۱-۲۳۳۲-۲۳۳۳-۲۳۳۴-۲۳۳۵-۲۳۳۶-۲۳۳۷-۲۳۳۸-۲۳۳۹-۲۳۴۰-۲۳۴۱-۲۳۴۲-۲۳۴۳-۲۳۴۴-۲۳۴۵-۲۳۴۶-۲۳۴۷-۲۳۴۸-۲۳۴۹-۲۳۵۰-۲۳۵۱-۲۳۵۲-۲۳۵۳-۲۳۵۴-۲۳۵۵-۲۳۵۶-۲۳۵۷-۲۳۵۸-۲۳۵۹-۲۳۶۰-۲۳۶۱-۲۳۶۲-۲۳۶۳-۲۳۶۴-۲۳۶۵-۲۳۶۶-۲۳۶۷-۲۳۶۸-۲۳۶۹-۲۳۷۰-۲۳۷۱-۲۳۷۲-۲۳۷۳-۲۳۷۴-۲۳۷۵-۲۳۷۶-۲۳۷۷-۲۳۷۸-۲۳۷۹-۲۳۸۰-۲۳۸۱-۲۳۸۲-۲۳۸۳-۲۳۸۴-۲۳۸۵-۲۳۸۶-۲۳۸۷-۲۳۸۸-۲۳۸۹-۲۳۹۰-۲۳۹۱-۲۳۹۲-۲۳۹۳-۲۳۹۴-۲۳۹۵-۲۳۹۶-۲۳۹۷-۲۳۹۸-۲۳۹۹-۲۴۰۰-۲۴۰۱-۲۴۰۲-۲۴۰۳-۲۴۰۴-۲۴۰۵-۲۴۰۶-۲۴۰۷-۲۴۰۸-۲۴۰۹-۲۴۱۰-۲۴۱۱-۲۴۱۲-۲۴۱۳-۲۴۱۴-۲۴۱۵-۲۴۱۶-۲۴۱۷-۲۴۱۸-۲۴۱۹-۲۴۲۰-۲۴۲۱-۲۴۲۲-۲۴۲۳-۲۴۲۴-۲۴۲۵-۲۴۲۶-۲۴۲۷-۲۴۲۸-۲۴۲۹-۲۴۳۰-۲۴۳۱-۲۴۳۲-۲۴۳۳-۲۴۳۴-۲۴۳۵-۲۴۳۶-۲۴۳۷-۲۴۳۸-۲۴۳۹-۲۴۴۰-۲۴۴۱-۲۴۴۲-۲۴۴۳-۲۴۴۴-۲۴۴۵-۲۴۴۶-۲۴۴۷-۲۴۴۸-۲۴۴۹-۲۴۵۰-۲۴۵۱-۲۴۵۲-۲۴۵۳-۲۴۵۴-۲۴۵۵-۲۴۵۶-۲۴۵۷-۲۴۵۸-۲۴۵۹-۲۴۶۰-۲۴۶۱-۲۴۶۲-۲۴۶۳-۲۴۶۴-۲۴۶۵-۲۴۶۶-۲۴۶۷-۲۴۶۸-۲۴۶۹-۲۴۷۰-۲۴۷۱-۲۴۷۲-۲۴۷۳-۲۴۷۴-۲۴۷۵-۲۴۷۶-۲۴۷۷-۲۴۷۸-۲۴۷۹-۲۴۸۰-۲۴۸۱-۲۴۸۲-۲۴۸۳-۲۴۸۴-۲۴۸۵-۲۴۸۶-۲۴۸۷-۲۴۸۸-۲۴۸۹-۲۴۹۰-۲۴۹۱-۲۴۹۲-۲۴۹۳-۲۴۹۴-۲۴۹۵-۲۴۹۶-۲۴۹۷-۲۴۹۸-۲۴۹۹-۲۵۰۰-۲۵۰۱-۲۵۰۲-۲۵۰۳-۲۵۰۴-۲۵۰۵-۲۵۰۶-۲۵۰۷-۲۵۰۸-۲۵۰۹-۲۵۱۰-۲۵۱۱-۲۵۱۲-۲۵۱۳-۲۵۱۴-۲۵۱۵-۲۵۱۶-۲۵۱۷-۲۵۱۸-۲۵۱۹-۲۵۲۰-۲۵۲۱-۲۵۲۲-۲۵۲۳-۲۵۲۴-۲۵۲۵-۲۵۲۶-۲۵۲۷-۲۵۲۸-۲۵۲۹-۲۵۳۰-۲۵۳۱-۲۵۳۲-۲۵۳۳-۲۵۳۴-۲۵۳۵-۲۵۳۶-۲۵۳۷-۲۵۳۸-۲۵۳۹-۲۵۴۰-۲۵۴۱-۲۵۴۲-۲۵۴۳-۲۵۴۴-۲۵۴۵-۲۵۴۶-۲۵۴۷-۲۵۴۸-۲۵۴۹-۲۵۵۰-۲۵۵۱-۲۵۵۲-۲۵۵۳-۲۵۵۴-۲۵۵۵-۲۵۵۶-۲۵۵۷-۲

.....
(۱) شہیدی ، دکتر سید جعفر ، تاریخ تحلیل اسلام تا پایان اموی ، مرکز نشر دانشگاه ، تہران ج ۲ ، ص ۱۳۷-۱۳۸

حکومت مدینہ رہا ، اہل بیت کے سر سخت دشمن قریش یہیں رہتے تھے اس کے باوجود مدینہ کی بیشتر آبادی انصار سے مربوط تھی جو اہل بیت کے محب تھے اور سیاسی کشمکش کے وقت اہل بیت کا ساتھ دیتے تھے رسول اکرم ﷺ بہت سے جلیل القدر صحابی یہاں رہتے تھے اور لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرتے تھے ، چنانچہ آپ کے عظیم صحابی جناب جابر بن عبد اللہ انصاری اپنے عصا کا سہارا لے کر مدینہ کی گلیوں میں گھومتے اور اعلان کرتے :
(علی خیر البشر من انکرہا فقد کفر)

یعنی حضرت علی بہترین مخلوق ہیں جس نے انکار کیا وہ کافر ہو گیا ۔

اے انصار ! تم اپنے بچوں کو علی کی محبت کا عادی بنائو اور جو بھی علی کی محبت قبول نہ کرے اس کے نطفہ کے بارے میں اس کی ماں سے پوچھو! (۱)

یہی جابر مسجد النبی کے دروازے پر بیٹھ جاتے تھے اور آواز دیتے تھے :

اے باقر العلوم ! آپ کہاں ہیں ؟ بہت سے لوگ کہتے تھے جابر ہڈیان بک رہے ہیں ، جابر کہتے تھے میں ہڈیان نہیں بک رہا ہوں بلکہ میں نے رسولؐ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے : میرے بعد میری نسل سے ایک بچے کی زیارت کرو گے جس کا نام میرا نام ہوگا وہ مجھ سے مشابہ ہوگا وہ لوگوں کے سامنے علم کے دروازے کھولے گا ۔ (۲)
جناب جابر نے جب امام پنجم کی زیارت کی تو اپنا معمول بنا لیا تھا کہ ہر روز دو بار آنحضرت کی زیارت سے مشرف ہوں ۔ (۳)

.....
(۱) شیخ طوسی ، اختیار معرفة الرجال (رجال کشی) تحقیق سید مہدی رجانی ، ج ۱ ص ۲۳۷

(۲) شیخ طوسی ، اختیار معرفة الرجال (رجال کشی) تحقیق سید مہدی رجانی ، ج ۱ ص ۲۱۸

(۳) شیخ طوسی ، اختیار معرفة الرجال (رجال کشی) تحقیق سید مہدی رجانی ، ج ۱ ص ۲۲۲

حضرت ابوذر غفاری مسجد نبی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کہتے تھے: جو مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہے اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ پہچان لے میں ابو ذر غفاری جند ب بن جنادہ ہوں ، محمد ﷺ علم آدم اور تمام انبیاء کے فضائل کے وارث ہیں اور علی ابن ابی طالب محمد ﷺ کے وصی اور ان کے وارث ہیں۔ (۱)

اکثر بنی ہاشم اسی شہر میں زندگی بسر کرتے تھے اور اپنے جد کے حرم کا احترام کرتے تھے ، اس کے علاوہ ائمہ معصومین بھی اس شہر میں ساکن تھے لہذا یہاں کے لوگ ان کی تعلیمات سے بہر مند ہوتے تھے ، خاص طور پر امام باقر اور امام صادق کے زمانے میں ان کے حلقہٴ درس نے لوگوں کو مسجد نبیؐ کی جانب کھینچ لیا تھا ۔

ابو حمزہ ثمالی کا بیان ہے : میں مسجد نبیؐ میں بیٹھا ہوا تھا میرے نزدیک ایک شخص آیا اور سلام کیا اور امام محمدباقر کے متعلق پوچھا میں نے دریافت کیا کہ کیا کام ہے ؟ اس نے جواب دیا : میں نے چالیس مسئلہ آمادہ کئے ہیں تاکہ امام محمدباقر سے سوال کروں اس کی بات ابھی تمام بھی نہ ہونے پائی تھی کہ امام محمدباقر مسجد میں داخل ہوئے ، کچھ اہل

خراسان نے ان کو گھیر رکھا تھا اور مناسک حج کے بارے میں حضرت سے سوالات کر رہے تھے ۔ (۲)
ان دو بزرگوار کے بعض شاگرد جیسے ابان بن تغلب بھی مسجد نبیؐ میں درس دیتے تھے ، ابان جس وقت مسجد میں داخل ہوتے تھے پیغمبر ﷺ کی جگہ بیٹھتے تھے اور لوگ ان کے

.....
(۱) تاریخ یعقوبی ، منشورات الشریف الرضی ، ۱۴۱۲ھ ، ج ۲ ص ۱۷۱

(۲) بحار الانوار ، ج ۴۶ ، ص ۳۵۷

اردگرد جمع ہو جاتے تھے ، ابان ان کے لئے پیغمبر ﷺ کی حدیث بیان کرتے تھے ، امام صادق ان سے فرماتے تھے : آپ مسجد نبیؐ میں بیٹھ کر فتویٰ دیا کیجئے مینچاہتا ہوں کہ میرے شیعوں کے درمیان آپ جیسے افراد ظاہر ہوں ۔ (۱)

یمن:

عراق کی فتح اور کوفہ کی بناء سے پہلے شیعہ یمن میں زندگی بسر کرتے تھے یمن مدینہ کے بعد دوسرا علاقہ تھا جہاں پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد شیعیان علی موجود تھے، اس لئے کہ وہاں کے لوگ سب سے پہلی مرتبہ حضرت علی کے ذریعے مسلمان ہوئے تھے، ابن شہر آشوب لکھتا ہے: رسول اکرم نے خالد بن ولید کو یمن کی جانب روانہ کیا تاکہ ان کو اسلام کی دعوت دے، براء بن عازب بھی خالد کی فوج میں موجود تھا خالد وہاں چھ مہینے رہا لیکن کسی کو مسلمان نہ کر سکا، رسول خدا اس بات سے بہت ناراض ہوئے اور خالد کو بر طرف کر کے اس کی جگہ امیر المؤمنین علی کو بھیجا، حضرت جس وقت وہاں پہنچے، نماز صبح بجالانے اور یمن کے لوگوں کو پیغمبر ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا، قبیلہ حمدان کے تمام لوگ ایک ہی دن میں مسلمان ہو گئے اور حمدان کے بعد یمن کے تمام قبائل نے اسلام قبول کر لیا، رسول خدا اس خبر کو سننے کے بعد سجدہ شکر بجا لائے۔ (۲)

یمن میں جس جگہ سب سے پہلے حضرت علی نے سکونت اختیار کی وہ ایک خاتون بنام ام سعد بن زخیہ کا گھر تھا، حضرت علی نے وہاں قرآن کی تعلیم دینا شروع کی، بعد میں یہ گھر مسجد ہو گیا اور اس کا نام مسجد علی رکھ دیا گیا، خاص طور پر پیغمبر ﷺ کی آخری عمر میں

.....

(۱) نجاشی، احمد بن علی، فہرست اسماء مصنفی الشیعة، رجال نجاشی، دفتر نشر اسلامی، قم، ص ۱۰
(۲) مناقب آل ابی طالب، موسسہ انتشارات علامہ، قم، ج ۲ ص ۱۲۲

یمن کے مختلف قبائل نے مدینہ میں پیغمبر ﷺ کا دیدار کیا اور درمیان میں ہونے والی گفتگو میں حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کی وصایت اور جانشینی کو بیان کیا، (۱) اس بنا پر ان کے ذہن میں یہ مطلب موجود تھا۔ (۲)

.....

(۱) مظفر، محمد حسین، تاریخ الشیعہ، منشورات مکتبہ بصیرتی، ص ۱۲۲
(۲) جابر بن عبد اللہ انصاری نقل کرتے ہیں: یمن کے مختلف قبیلہ کے لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں سے نرم دل اور قوی ایمان افراد پیدا ہوں گے، کہ جو میرے جانشین (امام مہدی) کی نصرت کرنے کے لئے ستر ہزار افراد ان کے درمیان اٹھ کھڑے ہوں گے وہ سب کے سب اپنی تلواروں کو خرمے کی چھال سے حمائل کئے ہونگے، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کا وصی کون ہے؟ فرمایا: میرا وصی وہ ہے جس سے متمسک ہونے کا حکم خداوند عالم نے دیا ہے اور آیت پڑھی: (واعصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا) (آل عمران، آیت: ۱۰۳) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور انتشار کا شکار نہ بنو، لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! اللہ کی رسی کیا ہے؟ یہ رسی وہی اللہ کا فرمان ہے: (الا بحبل من اللہ و من الناس) (آل عمران، آیت: ۱۱۲) خدا کی جانب سے رسی قرآن ہے اور لوگوں کی جان سے رسی میرا وصی ہے، پوچھا یا رسول اللہ! آپ کا وصی کون ہے؟ فرمایا: میرا وصی وہ ہے جس کے بارے میں خداوند عالم فرماتا ہے: (ان تقول نفس یا حسرتی علی ما فرطت فی جنب اللہ) (سورہ زمر آیت: ۵۶) لوگ کہیں گے کہ امر خدامین کتنی کوتاہی کی ہے، لوگوں نے سوال کیا یہ امر خدا کیا ہے؟ فرمایا: وہ میرا وصی، لوگوں کا رب ہے جو میرے بعد لوگوں کی میری جانب ہدایت کرے گا، لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ کو اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے آپ اپنے وصی کو ہمیں دکھا دیں، ہم ان کی زیارت کے مشتاق ہیں، فرمایا: خدا نے اسے لوگوں کے لئے علامت قرار دیا ہے دل سے دیکھو گے تو پہچان لو گے کہ کون میرا وصی ہے جس طرح تم نے اپنے پیغمبر کو پہچان لیا ہے، جانو مسجد میں لوگوں کو دیکھو ()

جس کی طرف تمہارا قلب مائل ہو جائے سمجھ لو وہی میرا وصی ہے، اس لئے کہ خدا فرماتا ہے: (فاجعل أفئدة من الناس تهوی الیہم) (ابراہیم، آیت: ۳۷) خدایا! لوگوں کے دلوں کو اسی کی طرف مائل کر دے
اسی وقت اشعریوں میں سے ابو عامر اشعری، خولانیوں میں سے ابو عزمہ خولانی، بنی قیس سے عثمان بن قیس، قبیلہ دوس سے غریہ دوسی اور لاحق بن علاقہ کھڑے ہوئے اور مسجد النبی میں لوگوں کو دیکھنا شروع کیا اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر خدمت رسول میں آئے اور کہا: یا رسول اللہ! ہمارا دل ان کی جانب کھنچتا جا رہا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: خدا کا شکر ہے تم نے پیغمبر ﷺ کے وصی کو پہچان لیا شاید اس کے پہلے تم نے انہیں دیکھا ہو یمنی لوگ رونے لگے کہا: یا رسول اللہ! ہم کسی چیز کی بنا پر نہیں رو رہے ہیں بلکہ ہمارے دل رو رہے ہیں ہم نے جیسے ہی انہیں دیکھا ہمیں سکون حاصل ہو گیا ایسا لگا جیسے ہم نے اپنے باپ کو پا لیا ہے۔ (مظفر، محمد حسین، تاریخ الشیعہ مکتبہ بصیرتی، قم، ص ۱۲۴-۱۲۵)

پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد انہوں نے مدینہ کی حکومت کو رسمیت نہیں دی اور خلیفہ وقت ابو بکر کو زکوٰۃ دینے سے انکار کیا جیسا کہ ان کے اشعار میں آیا ہے:

اطعنار رسول اللہ ما دام وسطنا

فيا قوم شأنى وشان ابى بكر
أبورثا بكرة اذا كان بعده
فتلك لعمر الله قاصمة الظهر

جس وقت تک رسول خدا ہمارے درمیان تھے ہم ان کی اطاعت کرتے تھے اے لوگو! ہم کہاں اور ابو بکر کہاں؟! اگر ابو بکر کے پاس بکر نام کا فرزند ہو تاتو کیا وہ اس کے بعد خلافت کا وارث ہوتا؟ میری جان کی قسم یہ سوال کمر شکن ہے۔ (۱)

حضرت علی کے دور خلافت میں یمن کے رہنے والے لاکھوں افراد عراق میں رہتے تھے (۲) اور ہزاروں آدمی حضرت کے لشکر مینتھے، یمن میں رہنے والے، اکثر شیعہ تھے عثمانی اور بنی امیہ کے طرفداروں کی تعداد بہت کم تھی اس کے لئے بطور شہد معاویہ کا وہ رویہ ہے کہ جو اس نے بسر ابن اریطہ کو جس کے بارے میں تاکید کی تھی، (۳) کہ جس علاقہ میں لوگ قریش اور بنی امیہ کے طرف دار ہوں ان سے کوئی سرو کار نہیں رکھنا چنانچہ جب وہ مکہ اور طائف کے نزدیک سے گذرا تو ان دو شہروں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔ (۴) لیکن جس وقت یمن کے شہر " ارحب "، صنعا اور حضر موت پہنچا تو قتل و غارت گری شروع کر دی، صنعا میں تقریباً سو افراد کہ جن کا شمار ایرانی بزرگوں میں ہوتا تھا ان کا سر قلم کر دیا اور مارب کے نمائندہ جو امان لینے کے لئے آئے تھے ان پر رحم نہیں کیا اور سب کو قتل کر دیا اور جس وقت حضر موت پہنچا تو اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اس شہر کے ایک چوتھائی لوگوں کو قتل کر دوں۔ (۵)

.....

- (۱) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۷۴۱، ج ۳، ص ۱۵۸
(۲) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۷۴۱، ج ۷، ص ۱۶۱
(۳) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ص ۱۹۷
(۴) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ص: ۱۹۷
(۵) ثقفی کوفی، ابراہیم بن محمد، الغارات، محمد باقر کمرہ ای کا ترجمہ، فرہنگ اسلام ص ۳۲۵ - ۳۳۱

خصوصاً جیشان میں یعقوبی کے کہنے کے مطابق وہاں کے تمام افراد شیعہ تھے اس نے وہاں بہت زیادہ قتل و غارت کیا۔ (۱)

ابن ابی الحدید نے بسر بن اریطہ کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کی تعداد تیس ہزار بیان کی ہے، ان میں سے زیادہ تر یمن کے رہنے والے تھے، (۲) یہ بات اس چیز کی نشاندہی کرتی ہے کہ اس زمانے میں یمن پر شیعوں کی آبادی قابل ملاحظہ تھی بہر حال بسر نے جو ہنگامہ کر رکھا تھا اسے کچلنے کے لئے امیر المومنین نے جاریہ بن قدامہ کو بھیجا یہ سنکر بسر یمن سے بھاگ کھڑا ہوا یمن کے لوگ اور وہاں کے شیعہ جہاں بھی عثمانیوں اور بنی امیہ کے طرفداروں کو پاتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ (۳)

حضرت علی کی شہادت کے بعد بھی یمن شیعوں کا عظیم مرکز تھا اور جس وقت امام حسین علیہ السلام نے مکہ سے کوفہ کی جانب کوچ کیا تو ابن عباس نے امام حسین کو مشورہ دیا کہ وہ عراق نہ جائیں بلکہ یمن کی طرف روانہ ہوں کیونکہ وہاں آپ کے والد کے شیعہ ہیں۔ (۴)

البتہ اس بات کو ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ ابتدائی کامیابی اور اسلامی سرزمین کی سرحدوں کے پھیلنے کے ساتھ یمن اور پوری طرح سے جزیرہ عرب کا علاقہ ٹھپ نظر آیا یہی وجہ ہے کہ سپاہی اور فوجی لحاظ سے وہاں کا کوئی نقش نظر نہیں آتا اگرچہ دو شہر مکہ، اور مدینہ مذہبی وجہ سے ایک اجتماعی حیثیت رکھتے تھے لیکن یمن جو پیمبرؐ کے زمانے میں ایک مہم ترین اسلامی

.....

- (۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ص ۱۹۹
(۲) شرح نہج البلاغہ، دارالکتاب العربیہ، قاہرہ، ج ۲، ص ۱۷
(۳) ثقفی کوفی، ابراہیم بن محمد، الغارات، ص ۳۳۳

(۴) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات الا علمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ، ج ۳، ص ۱۶۱

حکومت شمار بوتاتھا مسلمانوں کے وسیلہ سے قریب کے ملکوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد تقریباً اسلامی سر زمینوں کے ایک گوشہ مینواقع ہو گیا تھا اور وہ جنوب کا آخری نقطہ شمار ہوتا ہے اس کے با وجود روح تشیع وہاں پر حاکم تھی دوسری صدی کے اختتام پر ابو سرایا ابراہیم بن موسیٰ وہاں پر بغیر مزاحمت کے داخل ہو گیا اور اس نے اس علاقہ کو اپنے کنٹرول میں لے لیا، (۱) آخر کار مذہب زیدیہ کو سر زمین یمن میں کامیابی حاصل ہوئی آج بھی وہاں کے رہنے والے اکثر زیدی ہیں۔ (۲)

کوفہ:

کوفہ وہ شہر ہے جو اسلام کے بعد وجود میں آیا اور مسلمانوں نے اس کی بنیاد رکھی کوفہ سے قریب قدیمی شہر حیرہ تھا جو لخمیوں کی حکومت کا مرکز تھا۔ (۳)

۱۷ھ میں سعد بن وقاص جو ایران محاذ کا کمانڈر تھا اس نے خلیفہ دوم کے حکم پر اس شہر کی بنیاد رکھی اس کے بعد اصحاب میں سے اسی لوگ وہاں پر ساکن ہو گئے، (۴) ابتدائی شہر کوفہ میں زیادہ تر فوجی چھاؤنی تھی جو شرقی محاذ پر فوجیوں کی دیکھ ریکھ کرتی تھی اس شہر کے اکثر رہنے والے مجاہدین اسلام تھے جس میں اکثر قحطانی اور یمن کے قبائل تھے، اس وجہ سے کوفہ میں قحطانی اور یمنی ماحول زیادہ تھا، (۵) اصحاب پیغمبرؐ میں سے اکثر

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، علی بن حسین، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۴۱۶ ہجری، ص ۴۵

(۲) مظفر، محمد حسین، تاریخ شیعہ، ص ۱۳۲

(۳) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۷۱۴ھ، ص ۱۶۲

(۴) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۱۵۰

(۵) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، ص ۱۶۱

انصار و بان رہنے لگے جو دراصل یمنی تھے، انصار کے دو قبیلوں میں سے ایک خزرج تھا جن کا کوفہ میں اپنا مخصوص محلہ تھا یا قوت حموی کا بیان ہے: زیاد کے زمانے میں زیادہ تر جو گھر اینٹ کے بنے ہوئے تھے وہ خزرج اور مراد کے تھے، (۱) البتہ کچھ موالی اور ایرانی بھی کوفہ میں زندگی بسر کرتے تھے جو امیر المومنین علیہ السلام کے دور خلافت میں کوفہ کے بازار میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے، (۲) جناب مختار کے قیام کے وقت ان کی فوج میں زیادہ تر یہی موالی تھے۔ (۳)

کوفہ کی فضیلت کے بارے میں اہل بیت سے کافی احادیث وارد ہوئی ہیں کہ جن میں سے بعض یہ ہیں: حضرت علی نے فرمایا:

کوفہ کتنا اچھا شہر ہے کہ یہاں کی خاک ہم کو دوست رکھتی ہے اور ہم بھی اس کو دوست رکھتے ہیں، کوفہ کے باہر قبرستان (وہ قبرستان کوفہ جو شہر سے باہر واقع تھا) سے روز قیامت ستر ہزار افراد ایسے محشور ہوں گے جن کے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے، کوفہ ہمارا شہر اور ہمارے شیعوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: خدایا! جو شخص بھی کوفہ سے دشمنی رکھے تو بھی اسے دشمن قرار دے، (۴) کوفہ میں شیعیت حضرت علی کی ہجرت سے بھی پہلے موجود تھی

.....

(۱) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، ص ۱۶۱

(۲) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ھ، ج ۲، ص ۱۲۶

(۳) جعفریان، رسول، تاریخ تشیع در ایران از آغاز تا بفتح ہجری، شرکت چاپ و نشر سازمان تبلیغات اسلامی، ۱۳۷۷ھ، ص ۷۱

(۴) ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ، دار الاحیاء کتب العربیہ، طبع قاہرہ، ج ۳، ص ۱۹۸

جس کے دو عوامل بیان کئے جاتے ہیں۔

ایک یمنی قبائل کا وہاں پر ساکن ہونا جیسا کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ زیادہ تر افراد و بان خاندان پیغمبرؐ کو دوست رکھنے والے تھے۔

دوسرے بزرگ شیعہ اصحاب کا وجود جیسے عبدالله بن مسعود ، عمار یاسر، عمر نے عمار کو وہاں کا حاکم بنا کر اور ابن مسعود کو معلم قرآن کے عنوان سے بھیجا تھا ابن مسعود نے برسوں وہاں لوگوں کو فقہ اور قرآن کی تعلیم دی۔ (۱) ان دو بزرگوں کی تعلیمات کے اثرات حضرت علی کی خلافت کے آغاز میں قابل مشاہدہ ہیں، آنحضرت کی بیعت کے وقت مالک اشتر کا وہ خطبہ جو کوفہ کے لوگوں کے درمیان روح تشیع کی حکایت کرتا ہے اس وقت مالک اشتر کہہ رہے تھے: اے لوگو! وصی اور وارث علم انبیا وہ شخص ہے جس کے ایمان کی گواہی کتاب خدا نے دی ہے اور اس کے جنتی ہونے کی گواہی پیغمبر نے دی ہے تمام فضائل اس پر ختم ہو جاتے ہیں، اس کے سابقہ علمی اور فضل و شرف کے سلسلہ میں اولین اور آخرین میں کسی نے شک نہیں کیا ہے۔ (۲)

جس وقت حضرت علی نے اپنے بیٹے امام حسن اور عمار کو اہل کوفہ کے پاس ناکثین کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے حوالے سے بھیجا تو ابو موسیٰ اشعری وہاں کا حاکم تھا اور لوگوں کو حضرت علی کا ساتھ دینے سے منع کر رہا تھا، اس کے باوجود نو ہزار افراد حضرت

.....

(۱) ابن اثیر ، ابی الحسن علی بن ابی کرم، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ، دار الاحیاء التراث العربی بیروت ، ج ۳ ، ص ۲۵۸
(۲) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، ص ۱۷۹

علی سے ملحق ہو گئے۔ (۱)

حضرت علی کی ہجرت کے وقت سے تیسری صدی ہجری کے آخر تک کوفہ شیعوں کا اہم ترین شہر تھا، ڈاکٹر حسین جعفری اس سلسلے میں کہتے ہیں: جس وقت حضرت علی سن ۳۶ھ مینکوفہ منتقل ہوئے اس وقت سے بلکہ اس سے بھی پہلے یہ شہر در واقع بہت سی تحریکوں، آرزوں، الہامات اور بسا اوقات شیعوں کی ہم آہنگ کوششوں کا مرکز تھا اور کوفہ کے اندر اور باہر بہت سے ناگوار حادثات رونما ہوئے جو تشیع کے آغاز کے لئے تاریخ ساز تھے، ان حوادث میں جیسے جنگ جمل و صفین کے لئے حضرت علی کا فوج کو آراستہ کرنا، امام حسن علیہ السلام کا خلافت سے دور ہونا حجر بن عدی کنزی کا قیام ، امام حسین اور ان کے ساتھیوں کی در ناک شہادت، انقلاب تو ابین اور قیام مختار منجملہ انہیں حوادث میں سے ہیں، اس کے باوجود کوفہ نا اُمیدی و محرومیت کا مرکز تھا، حتیٰ کہ شیعوں کے ساتھ خیانت، اور ان کی آرزوں کی پامالی ان لوگوں کی طرف سے تھی جو خاندان علی کو اسلامی سماج میں قیادت کے عنوان سے دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ (۲) اگرچہ امام حسین کو قتل کرنے والے اہل کوفہ تھے، (۳) شیعوں کی بزرگ ہستیاں اس وقت ابن زیاد کے زندان مینمقید تھیں، (۴) دوسری طرف حضرت مسلم اور ہانی کی

.....

(۱) بلاذری ، انساب الاشراف، ص ۲۶۲

(۲) ڈاکٹر سید حسین جعفری ، تشیع در مسیر تاریخ، ترجمہ ڈاکٹر سید محمد تقی آیت اللہی، دفتر نشر فرہنگ اسلامی، طبع قم ، ۱۳۷۸ھ، ص ۱۲۵

(۳) مسعودی ، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات ، بیروت ۱۴۱۱ھ، ج ۳، ص ۷۳

(۴) مظفر محمد حسین تاریخ الشیعہ، منشورات مکتب بصیرتی ، ص ۶۷

شہادت سے شیعہ ابن زیاد جیسے قوی خونخوار دشمن کے مقابلے میں بغیر ربر کے سرگردان و پریشان تھے لیکن امام حسین کی شہادت کے بعد وہ خواب غفلت سے بیدار ہوئے، تو ابین اور مختار کا قیام عمل میں آیا، کوفہ اہل بیت کے ساتھ دوستی اور بنی امیہ کے ساتھ دشمنی میں مشہور تھا یہاں تک کہ مصعب بن زبیر نے اہل کوفہ کے دلوں کو اپنی طرف موڑنے کے لئے محبت اہل بیت کا اظہار کیا اور اسی وجہ سے امام حسین کی بیٹی سے شادی کی۔ (۱)

پہلی صدی ہجری کے تمام ہونے تک اگرچہ نئے شیعہ نشین علاقے قائم ہو چکے تھے پھر بھی کوفہ شیعوں کا اہم ترین شہر شمار کیا جاتا تھا ۔

جیسا کہ عباسی قیام کے رہنما محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے دوسری صدی کی ابتدا اور بنی امیہ کے خلاف قیام کے شروع میں بطور سفارش اپنی طرف دعوت دینے والوں سے کہا: یاد رہے کوفہ اور اس کے اطراف میں شیعیان علی ابن ابی طالب رہتے ہیں۔ (۲)

.....

(۱) ابن قتیبہ ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم ، المعارف ، منشورات الشریف الرضی ، قم ، طبع اول ، ص ۲۱۴
 (۲) فخری نقل کرتا ہے: محمد بن علی نے اپنے چاہنے والوں اور مبلغوں سے کہا: کوفہ اور اس کے اطراف میں علی بن ابی طالب کے شیعہ رہتے ہیں، بصرہ کے لوگوں نے عثمانی جماعت کے ہاتھوں پر بیعت کی ہے لیکن جزیرہ کے لوگ حروری مسلک اور دین سے خارج ہیں، شام کے لوگ آل ابوسفیان کے علاوہ کسی کو نہیں جانتے اور بنی مروان کے علاوہ دوسرے کی اطاعت نہیں کرتے لیکن مدینہ اور مکہ کے لوگ ابو بکر اور عمر کی سیرت پر ہیں اس بنا پر خراسان کے لوگوں سے غفلت نہ کرو کیونکہ وہاں کے لوگ بہت ہوشیار ، پاک دل اور آسودہ خاطر ہیں ، انہیں کسی چیز کی فکر نہیں ہے نہ تو مختلف مذاہب میں بٹے ہوئے ہیں اور نہ ہی دین و دیانت کے پابند ہیں۔ (ابن طباطبایا، الفخری فی اداب السلطانیہ، طبع مصر، ص ۱۰۴)

دوسری اور تیسری صدی ہجری میں بھی طالبیوں کے چند افراد نے کوفہ میں قیام کیا تھا ، عباسیوں کے دور میں عراق میں بغداد ایک اہم شہر بن چکا تھا اس کے باوجود بھی کوفہ نے اپنی سیاسی اہمیت کو ہاتھوں سے نہ جانے دیا اور دوسری صدی ہجری کے آخری نصف میں ابوالسرایا کی سپہ سالاری میں ابن طباطبایا کا قیام اس شہر میں عمل میں آیا۔ (۱)
 اسی وجہ سے بنی امیہ کی طرف سے کوفہ کی سخت نگرانی ہونے لگی اور سفاک و ظالم افراد جیسے زیاد، ابن زیاد اور حجاج بن یوسف اس شہر کے حاکم بنا دیئے گئے وہاں کے حکام علویوں کے مخالف تھے اور اگر اتفاق سے کوئی حاکم مثل خالد بن عبداللہ قسری اگر تھوڑا سا شیعوں پر رحم بھی کرتا تھا تو فوراً اس کو ہٹا دیا جاتا تھا حتیٰ کہ اس کو زندان میں ڈال دیا جاتا تھا۔ (۲)

کوفہ سیاسی حیثیت کے علاوہ علمی اعتبار سے بھی ایک اہم شہر شمار ہوتا تھا اور شیعہ تہذیب و ہائپر حاکم تھی، اس شہر کا عظیم حصہ ائمہ کے شیعہ شاگردوں پر مشتمل تھا ، شیعوں کے بہت سے بزرگ خاندان اس شہر کوفہ میں زندگی گزارتے تھے کہ جنہوں نے شیعہ تہذیب کی بے حد خدمت کی ، جیسے آل اعین امام سجاد کے زمانے سے غیبیت صغریٰ تک اس خاندان کے افراد ائمہ طاہرین کے اصحاب میں سے تھے ، اس خاندان سے ساٹھ جلیل القدر محدثین پیدا ہوئے جن میں زرارہ بن اعین، حمران بن اعین ، بکیر بن اعین ، حمزہ بن حمران ، محمد بن حمران ، عبید بن زرارہ کہ یہی عبید امام صادق کی شہادت کے بعد

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی ، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی ، قم ، ۱۴۱۶ھ ق ، ص ۴۲۴ . ۴۳۱
 (۲) بلاذری ، ، انساب الاشراف، دار التعارف للمطبوعات ، بیروت ، ۳۹۷ھ ج ۳، ص ۲۳۳

اہل کوفہ کی طرف سے نمائندہ بن کر مدینہ آئے تھے تاکہ امامت کے متعلق پیدا ہونے والے شبہات کو دور کریں اور کوفہ پلٹ جائیں۔ (۱)

آل ابی شعبہ بھی کوفہ میں شیعوں کا ایک بڑا خاندان تھا کہ ان کے جد ابو شعبہ نے امام حسن اور امام حسین سے حدیثیں نقل کی ہیں ، نجاشی کا بیان ہے کہ وہ سب کے سب قابل اطمینان اور موثق ہیں۔ (۲)
 اسی طرح آل نہیک جیسے شیعوں کے بڑے خاندان کوفہ میں رہتے تھے ، عبداللہ بن محمد اور عبد الرحمن سمیری انہیں میں سے ہیں۔ (۳)

کوفہ کی مساجد بالخصوص وہاں کی جامع مسجد میں ائمہ طاہرین کی احادیث کی تدریس ہوتی تھی ، امام رضا علیہ السلام کے صحابی حسن بن علی و ثنا کہتے ہیں: کوفہ کی مسجد میں میں نے نوسو افراد دیکھے کہ وہ سب امام صادق سے حدیث نقل کر رہے تھے۔ (۴)

.....

(۱) بلاذری، ابو غالب ، رسالہ فی آل اعین، مطبعہ ربانی، اصفہانی ، ص ۱۸۰ . ۲
 (۲) نجاشی ، ابو العباس احمد بن علی ، فہرست اسماً مصنفی شیعہ، دفتر نشر اسلامی ، وابستہ جامعہ مدرسین ، قم ۱۴۰۷ھ ، ص ۲۳۰
 (۳) نجاشی ، ابو العباس احمد بن علی ، فہرست اسماً مصنفی شیعہ، دفتر نشر اسلامی ، وابستہ جامعہ مدرسین ، قم ، ۱۴۰۷ھ ، ص ۲۳۲
 (۴) نجاشی ، ابو العباس احمد بن علی ، فہرست اسماً مصنفی شیعہ، دفتر نشر اسلامی ، وابستہ جامعہ مدرسین ، قم ، ۱۴۰۷ھ ، ص ۳۹ . (۴۰ .)

بصرہ:

بصرہ وہ شہر ہے کہ جس کی مسلمانوں نے کوفہ کے ساتھ ہی ۱۷ ھ مینبنیاد رکھی، (۱) اگرچہ بصرہ کے لوگ عائشہ، طلحہ و زبیر کی حمایت کی وجہ سے عثمانی حوالے سے شہرت رکھتے تھے جس زمانے میں جمل کی فوج بصرہ مینمقیم تھی شیعان امیر المومنین بھی وہاں زندگی بسر کرتے تھے اور امیر مومنین کے بصرہ پہنچنے سے پہلے ان کے شیعوں نے دشمنوں سے جنگ بھی کی کہ جس میں کافی تعداد میں لوگ شہید ہوئے جیسا کہ شیخ مفید نے نقل کیا ہے کہ فقط عبدالقیس قبیلہ سے پانچ سو شیعہ افراد شہید ہوئے۔ (۲) بلاذری کے نقل کے مطابق ربیعہ قبیلہ کے تین ہزار شیعہ محل ذی قار میں حضرت سے ملحق ہوئے۔ (۳) جنگ جمل کے بعد بصرہ میں عثمانی رجحان بڑھنے کے باوجود کافی تعداد میں شیعہ وہاں زندگی بسر کرتے تھے، اسی وجہ سے جب معاویہ نے ابن حصرمی کو فتنہ ایجاد کرنے کے لئے وہاں بھیجا تو اس کو اس بات کی تاکید کی کہ بصرہ میں رہنے والے کچھ لوگ شیعہ بننے سے قبائل جیسے ربیعہ سے ہوشیار رہنے کی تلقین کی، بہر حال عثمانی خیال وہاں پر زیادہ تھے اور اگر حضرت علی علیہ السلام کوفہ سے فوج نہیں بھیجتے تو ابن حصرمی کی فتنہ پردازوں سے بصرہ عثمانیوں کے ذریعہ ان کے کنٹرول سے نکل جاتا۔ (۴)

.....

- (۱) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبداللہ، معجم البلدان، دار احیاء التراث العربی، بیروت طبع اول، ۱۴۱۷ ھ، ج ۲، ص ۳۴۰
(۲) شیخ مفید، الجمل، مکتب الاعلام الاسلامی، مرکز نشر، قم، ۱۴۱۶ ھ، ص ۲۷۹
(۳) انساب الاشراف، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۳۹۴ ھ، ج ۲، ص ۲۳۷
(۴) تقفی کوفی، ابراہیم بن محمد، الغارت، ترجمہ محمد باقر کمرہ ای، فرہنگ اسلامی، ص ۱۶۶

واقعہ کربلا کے وقت بھی امام حسین نے بصرہ کے چند بزرگوں کو خط لکھا ان میں سے یزید بن مسعود نہشلی نے امام کی دعوت کو قبول کیا اور لیبیک کہا اور کچھ قبائل بنی تمیم، بنی سعد، اور بنی حنظلہ کو جمع کر کے ان کو امام حسین کی مدد کے لئے دعوت دی، اس وقت ان قبیلوں نے اپنی آمدگی کا خط امام کو لکھا، لیکن جب امام حسین سے ملحق ہونے کے لئے آمادہ ہوئے تو ان کو حضرت کی خیر شہادت ملی۔ (۱) مسعودی کے نقل کے مطابق تو ابین کے قیام میں بھی بصرہ کے کچھ شیعہ مدائن کے شیعوں کے ساتھ فوج میں ملحق ہوئے لیکن جس وقت وہاں پہنچے جنگ تمام ہو چکی تھی۔ (۲) بنی امیہ کے دور میں بصرہ کے شیعہ زیاد اور سمرہ بن جندب جیسے ظالموں کے ظلم کا شکار تھے، زیاد ۴۵ ھ میں بصرہ آیا اور خطبہ بتراء پڑھا، (۳) کیونکہ زیاد نے اس خطبہ کو بغیر نام خدا کے شروع کیا اس لئے اس کو بتراء کہا جانے لگا اس نے اس طرح کہا: خدا کی قسم مینغلام کو آقا، حاضر کو مسافر، تندرست کو بیمار کے گناہ کی سزا دوں گا یہاں تک کہ تم ایک دوسرے کا منہ دیکھو گے اور کہو گے سعد خود کو بچاؤ کہ سعید تباہ ہو گیا، آگاہ ہو جانو اس کے بعد اگر کوئی بھی رات میں باہر نکلاتو میں اس کا خون بہادوں گا اپنے ہاتھوں اور

.....

- (۱) امین، سید محسن، اعیان الشیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت، (بی تا) ج ۱، ص ۵۹۰
(۲) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ ج ۳، ص ۱۰۹
(۳) بتراء ابتر کا مؤنث ہے جس کے معنی بریدہ اور ناقص کے ہیں حدیث میں ہر وہ گفتگو جو خدا کے نام سے شروع نہ ہو اس کو ابتر کہا جاتا ہے۔

زبان کو بند رکھنا تاکہ میرے ہاتھ اور زبان سے امان میں رہو، (۱) بعد میں کوفہ بھی زیاد کے کنٹرول میں آگیا، زیاد چھ ماہ کوفہ میں رہتا تھا اور چھ ماہ بصرہ میں جس وقت کوفہ جاتا تھا سمرہ بن جندب کو بصرہ میں اپنی جگہ معین کر دیتا تھا، سمرہ ایک ظالم شخص تھا جو خون بہانے میں ذرہ برابر بھی اعتنا نہیں کرتا تھا اس نے زیاد کی غیر موجودگی میں آٹھ ہزار افراد کو قتل کیا (۲) وقت کے ساتھ ساتھ بصرہ میں شیعیت بڑھتی گئی یہاں تک کہ حکومت عباسی کے آغاز میں دوسرا علوی قیام جو محمد نفس زکیہ کے بھائی ابراہیم کانے کیا بصرہ میں واقع ہوا۔ (۳)

مدائن:

کوفہ اور بصرہ کے بر خلاف مدائن ایسا شہر ہے کہ جو اسلام سے پہلے بھی موجود تھا اور سعد بن ابی وقاص نے ۱۶ھ میں عمر بن خطاب کی خلافت کے زمانہ میں اس کو فتح کیا، ایک قول کے مطابق نوشیرواں نے اس شہر کی بنا رکھی اور فارسی میں اس کا نام تیسفون تھا جو ساسانیوں کے پائے تخت میں شمار ہوتا تھا طاق کسریٰ بھی اسی شہر میں واقع ہے اس شہر میں سات بڑے محلے تھے ہر محلہ ایک شہر کے برابر تھا اسی بنا پر عربوں نے اسے مدائن کہا جو مدینے کی جمع ہے البتہ کوفہ بصرہ، بغداد، واسط اور سامرہ جیسے جدید شہروں کی بنا کے بعد یہ شہر ویران ہوتا گیا۔ (۴)

.....

- (۱) شبیدی ڈاکٹر سید جعفر، تاریخ تحلیل اسلام تا پایان امویان، مرکز نشر دانشگاه علمی، تہران، ص ۱۵۶
 (۲) طبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، دار القاموس الحدیث، بیروت، ج ۶، ص ۱۳۲
 (۳) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم ۱۴۱۶ھ، ص ۲۹۲
 (۴) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبد اللہ، معجم البلدان، طبع اول، ۱۴۱۷ھ، ج ۷ ص ۲۲۱-۲۲۲، مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، ج ۱ ص ۲۶۷

پہلی دوسری و تیسری صدی ہجری تک مدائن شیعہ نشین شہروں میں شمار ہوتا تھا اور یہ جلیل القدر شیعہ اصحاب جیسے سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان کی حکمرانی کی وجہ سے تھا اسی وجہ سے مدائن کے لوگوں نے اسلام کو شروع میں شیعہ اصحاب سے قبول کیا تھا قیام تو ابین میں شیعیان مدائن کے نام واضح و روشن ہیں، مسعودی کا بیان ہے سلیمان بن سرد خزاعی اور مسیب بن نجبه فزاری کی شہادت کے بعد تو ابین کی قیادت کی ذمہ داری عبد اللہ بن سعد بن نفیل نے اپنے ذمہ لے لی، اس وقت مدائن و بصرہ کے شیعوں کی تعداد تقریباً پانچ سو افراد تھی اور مثنیٰ بن مخرمہ اور سعد بن حذیفہ ان کے سردار تھے، تیزی سے آگے آنے اور اپنے کو تو ابین تک پہنچانے کی کوشش کی لیکن نہیں پہنچ سکے، (۱) یاقوت حموی کے قول کے مطابق اکثر اہل مدائن شیعہ تھے۔ (۲)

جبل عامل:

پہلی صدی ہجری میں شیعہ نشین مناطق میں سے ایک جبل عامل تھا یہاں شیعیت اس وقت سے وجود میں آئی جب عثمان نے جناب ابوذر کو ملک شام شہر بدرکیا مرحوم سید محسن امین کہتے ہیں:

معاویہ نے بھی ابوذر کو جبل عامل کے دیہاتوں میں شہر بدر کر دیا ابوذر وہاں لوگوں کی ہدایت اور تبلیغ کرتے رہے، لہذا وہاں کے لوگوں نے مذہب تشیع اختیار کر لیا جبل عامل کے دو گائوں صرفند، اور میس میں دو مسجدیں ہیں، جو ابوذر سے منسوب ہیں یہاں تک کہ امیر المومنین کے زمانے میں اسعار نام کے گائوں میں شیعہ مذہب کے

.....

- (۱) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، ج ۳ ص ۱۰۹
 (۲) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبد اللہ، معجم البلدان، طبع اول، ۱۴۱۷ھ، ج ۷ ص ۲۲۲

لوگ تھے۔ (۱)

مرحوم مظفر نے بھی وہاں کے تشیع کے بارے میں کہا ہے جبل عامل میں تشیع کی ابتدا ابوذر غفاری کے فضل سے ہے، (۲) کرد علی کا بھی کہنا ہے: دمشق، جبل عامل اور شمال لبنان میں تشیع کا آغاز پہلی صدی ہجری سے ہی ہے۔ (۳)

.....

- (۱) اعیان الشیعہ، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۲۵
 (۲) تاریخ الشیعہ، منشورات مکتبۃ بصیرتی، ص ۱۴۹
 (۳) خطط الشام، مکتبۃ النوری، دمشق، طبع سوم، ۱۹۸۳ھ ۱۴۰۳، ج ۶ ص ۲۴۶

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

(ب) دوسری صدی ہجری میں شیعہ نشین علاقے دوسری صدی ہجری کی ابتدا میں تشیع جزیرۃ العرب اور عراق کی سرحدوں سے عبور کر کے تمام اسلامی مناطق مینپھیل گیا، شیعوں اور علویوں کے اسلامی سرزمینوں مینپھیلنے سے یہ مطلب نکالا جاسکتا ہے کہ حجاج بن یوسف کے زمانہ سے شیعوں اور علویوں کی مہاجرت شروع ہوئی دوسری صدی ہجری کے شروع مینعلویوں کی تبلیغ اور قیام سے اس ہجرت میں تیزی آگئی کوفہ مینقیام زید کے شکست کھانے کے بعد ان کے بیٹے یحییٰ نے اپنے چند چاہنے والوں کے ساتھ خراسان ہجرت کی، (1) اس کے بعد عبد اللہ بن معاویہ کا قیام عمل میں آیا، یہ جعفر طیار کے بیٹوں میں سے ہیں انہوں نے ہمدان، قم، ری، قمرس، اصفہان اور فارس جیسے مناطق کو اپنے قبضہ مینکیا اور خود اصفہان مینزندگی گذاری۔

(1) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۶، ۱۷، ص ۱۴۶

ابوالفرج اصفہانی کا بیان ہے: بنی ہاشم کے بزرگ اس کے پاس جاتے تھے اور وہ ہر ایک کے لئے کو اطراف میں حکومت فراہم کرتا تھا یہاں تک کہ منصور اور سفاح عباسی نے بھی اس کا ساتھ دیا، مروان حمار اور ابو مسلم کے زمانہ تک وہ اپنی جگہ پر مستحکم تھا۔ (۱)

عباسیوں کے دور مینمسلسل علوی قیام وجود مینآتے رہے ان قیام کا ایک حتمی نتیجہ یہ نکلا کہ مختلف علاقہ مینعلوی افراد پھیل گئے جیسا کہ منصور کی حکومت میں محمد نفس زکیہ کے قیام کی شکست کے بعد امام حسن کی اولاد مختلف مناطق میں پھیل گئی، مسعودی کا اس بارے میں کہنا ہے:

محمد بن عبداللہ (نفس زکیہ) کے بھائی مختلف ملکوں مینپھیل گئے علی بن محمد مصر چلے گئے اور وہیں پر قتل کر دیئے گئے دوسرے بیٹے عبداللہ بن محمد نے خراسان اور وہاں سے سندھ مہاجرت کی اور وہاں مار دیئے گئے تیسرے بیٹے حسن بن محمد نے یمن کا سفر کیا وہاں زندان مینڈال دئے گئے اور زندان ہی میں دنیا سے رخصت ہو گئے ان کے بھائی موسیٰ نے جزیرہ کا رخ کیا اور دوسرے بھائی یحٰی نے ری اور وہاں سے طبرستان کا سفر کیا، ان کے تیسرے بھائی مرقش چلے گئے اور چوتھے بھائی ابراہیم نے بصرہ کا رخ کیا اور نے وہاں پر ابواز، فارس اور دوسرے شہروں کے لوگوں کے ساتھ ملکر لشکر بنایا لیکن ان کا قیام شکست کھا گیا۔ (۲)

اگرچہ ان میں سے زیادہ تر عباسی مامورین کی نگرانی مینتھے اور ایک جگہ

(۱) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۶، ۱۷، ص: ۱۵۷
(۲) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت ۱۱، ۱۲، ج ۳، ص ۳۲۶

قیام نہیں کر سکتے تھے اور قتل ہو جاتے تھے لیکن اپنے اثرات چھوڑ جاتے تھے کبھی ان کے بیٹے ان علاقوں میں رہتے تھے، جیسا کہ عبداللہ نفس زکیہ کا بیٹا، مسعودی کے نقل کے مطابق وہ خراسان میننہیں رہ سکے اور سندھ کی طرف چلے گئے، (۱) لیکن صاحب کتاب "منتقلة الطالبین" کے نقل کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم خراسان مینرہتے تھے اور ان کے قاسم اور محمد نام کے دو بیٹے تھے، (۲) اسی طرح ماوراء النہر مینکچھ ایسے گروہ تھے کہ جو اپنے کو ابراہیم بن محمد نفس زکیہ سے نسبت دیتے تھے۔ (۳)

اب ہم ان شہر اور علاقوں کے حالات کی تحقیق کریں گے جہاں دوسری صدی ہجری میں شیعہ کثیر تعداد میں زندگی بسر کر رہے تھے۔

خراسان:

دوسری صدی کے شروع ہو نے کے ساتھ ساتھ بنی ہاشم کے مبلغین کی تحریک اور کوشش سے خراسان کے اکثر لوگ

شیعہ ہو گئے۔ (۴)

.....

- (۱) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، بیروت ۱۴۱۱ھ، ج ۳، ص ۳۲۶
(۲) ابن طباطبا، ابو اسماعیل بن ناصر، منتقلة الطالبین، ترجمہ محمد رضا عطانی انتشارات آستانہ قدس رضوی طبع اول ۱۳۷۲ ش
ص ۲۰۷
(۳) ابن طباطبا، ابو اسماعیل بن ناصر، منتقلة الطالبین، ترجمہ محمد رضا عطانی انتشارات آستانہ قدس رضوی طبع اول ۱۳۷۲ ش
ص ۴۰۳
(۴) اس بات پر توجہ رہے کہ بنی ہاشم کی اصطلاح اس زمانہ میں عباسیوں کو بھی شامل تھی کیونکہ ہاشم ان کے بھی جد تھے۔

یعقوبی نقل کرتا ہے: زید کی شہادت کے بعد خراسان کے شیعہ جوش و خروش میں آگئے اور اپنے شیعہ ہونے کا برملا اظہار کرنے لگے نیز مبلغوں اور خطیبوں نے بنی امیہ کی جانب سے خاندان پیغمبرؐ پر ہونے والے مظالم کا کھلم کھلا اعلان کرنا شروع کر دیا۔ (۱)

یحییٰ بن زید خراسان چلے گئے اور اور چند دنوں تک مخفی زندگی گزارا جس وقت خروج کیا کافی لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو گئے، (۲)

مسعودی کے نقل کے مطابق جس سال یحٰ کا قتل ہوا اس سال جو بچہ بھی خراسان میں پیدا ہوا اس کا نام یحٰ رکھا گیا۔ (۳) البتہ خراسان کے شیعوں پر زیدیوں اور عباسیوں کے مبلغین کے سبب زیدیت اور کیسانیت کا رنگ چڑھا ہوا تھا خاص کر عباسیوں نے اپنی خلافت کے آغاز میں محمد حنفیہ کے بیٹے محمد بن علی ابو ہاشم کی جانشینی کا اعلان کیا، جیسا کہ ابو الفرج اصفہانی نے عبد اللہ بن محمد حنفیہ کے حالات کے ذیل میں لکھا ہے: یہ وہی ہیں جن کے بارے میں خراسان کے لوگوں کا گمان تھا کہ ان کے والد امام تھے اور یہ ان کے وارث ہیں اور ان کے وارث محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہیں اور محمد بن علی نے ابراہیم کو اپنا وصی بنایا ہے اس طرح سے عباسیوں میں جانشینی استوار ہوئی، (۴) خراسانی مسلسل عباسیوں کے طرفدار تھے علویوں اور عباسیوں کے درمیان ہونے والے نزاع کے دوران عباسیوں کی طرفداری

.....

- (۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۴ھ، ج ۲، ص ۳۲۶
(۲) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۱۶ھ، ص ۱۴۹
(۳) مسعودی، علی بن حسین، مروج الذهب، ص ۳۳۶
(۴) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۱۲۳

کرتے تھے چنانچہ محمد نفس زکیہ کے ساتھ جنگ میں اکثر عباسی سپاہی خراسانی تھے اور فارسی میں گفتگو کرتے تھے، ابوالفرج اصفہانی نقل کرتے ہیں: جس وقت محمد نفس زکیہ کے سرداروں میں سے ایک سردار بنام خضیر زبیری مدینہ سے فوجی چھانونی کی طرف آ رہا تھا خراسانی فارسی میں کہہ رہے تھے: خضیر آمد خضیر آمد۔ (۱)

قم:

دوسری صدی ہجری کے بعد قم اہم ترین شیعہ نشین شہر شمار ہوتا تھا اور اس شہر کی بنیاد نہ صرف یہ کہ اسلامی ہے بلکہ شیعوں کے ہاتھوں سے رکھی گئی ہے اور اس میں شروع سے ہی شیعہ آباد تھے اور ہمیشہ شیعہ اثنا عشری رہے کہ جو کبھی راستہ سے منحرف نہیں ہوئے، نہ صرف یہ کہ سنوونے اس شہر میں کبھی سکونت نہینکی بلکہ غالبوں کے لئے بھی یہاں آنا ممکن نہیں ہوا اور اگر کبھی اس شہر میں آ بھی جاتے تھے تو قم کے لوگ ان کو بھگادیتے تھے۔ (۲) یہاں کے بہت سے لوگوں نے ائمہ اطہار کی خدمت میں حاضری دی ہے اور ان بزرگوں سے کسب فیض کیا ہے اور مسلسل ائمہ سے رابطہ میں رہے ہیں ۸۲ھ میں ابن اشعث کی شورش حجاج کے مقابلہ میں ناکام ہو گئی اور وہ کابل کی جانب فرار کر گیا، (۳) اس کی

.....

(۱) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۲۳۸

(۲) رجال بن داؤد، منشورات الرضى، ص ۲۴۰-۲۷۰
 (۳) مسعودی علی بن حسین، مروج الذهب، منشورات موسسه الاعلمی مطبوعات، بیروت، ۱۴۱۱ھ، ج ۳ ص ۱۴۹

فوج میں بعض شیعہ بھی موجود تھے، منجملہ عبداللہ، احوص، نعیم، عبدالرحمن اور اسحاق، سعد بن مالک بن عامر اشعری جو ابن اشعث کی شکست کے بعد قم کی طرف آگئے، وہاں سات گاؤں تھے ان میں ایک گاؤں کا نام کمندان تھا یہ سارے بھائی اس گاؤں میں ساکن ہو گئے اور ان کے رشتہ دار اور رفقا ان سے ملحق ہوتے گئے اور رفتہ رفتہ یہ تمام دہات آپس میں مل گئے اور سات محلوں کی طرح ہو گئے ان سب کو کمندان کہا جانے لگا آہستہ آہستہ آگے کے حروف کم ہوتے گئے اور ترخیم ہو کر عربی میں قم ہو گیا۔ (۱)

اس کے بعد قم شیعوں کا ایک اہم مرکز ہو گیا اور شیعہ خصوصاً علوی ہر جگہ سے یہاں آئے اور قم میں ساکن ہو گئے، (۲) دوسری صدی ہجری کے آخر میں حضرت فاطمہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی تشریف آوری سے اس شہر کی تاریخی عظمت بڑھ گئی اور معصومہ (س) کے آنے کی برکت سے اس شہر کی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا۔

بغداد:

دوسری صدی ہجری ۱۴۵ھ میں خلیفہ عباسی کے دوسرے خلیفہ منصور کے ذریعہ اس شہر کی بنا رکھی گئی اور بہت جلدی شیعوں کا مرکز ہو گیا، (۳) اس چیز کو امام کاظم کی تشیع جنازہ مینپوری طرح ملاحظہ کیا جاسکتا ہے، شیعوں کے از دہام اور جم غفیر کی

.....

(۱) یاقوت حموی، شہاب الدین ابی عبد اللہ، معجم البلدان، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۷۴۱ھ، ج ۷ ص ۸۸
 (۲) ابن طباطبائی، ابو اسماعیل بن ناصر، منتقلة الطالبین، ترجمہ، محمد رضا عطائی، انتشارات آستان قدس رضوی، طبع اول، ۱۳۷۲ھ ص ۳۳۳-۳۳۹

(۳) حموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، دار احیاء التراث، بیروت ج ۲ ص ۳۶۱

بنابر عباسی خوف زدہ ہو گئے، سلیمان بن منصور، ہارون کا چچا لوگوں کے غصہ کو کم کرنے کے لئے پا برہنہ تشیع جنازہ میں شریک ہوا۔ (۱)

بغداد کی بنیاد عراق میں رکھی گئی اور عراق کے اکثر لوگ شیعہ تھے اگر چہ ابتدا میں یہ ایک فوجی و سیاسی شہر تھا، مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ جہان اسلام کی علمی مرکزیت یہاں منتقل ہو گئی اور کوفہ بصرہ مدائن کے شیعہ یہاں ساکن ہو گئے، اور مختصر سا زمانہ گزرنے کے بعد یہاں کی آبادی بہت زیادہ ہو گئی رفتہ رفتہ غیبت صغریٰ کے بعد شیعہ مذہب کی علمی مرکزیت بھی یہاں منتقل ہو گئی اور آل بویہ کی شیعہ حکومت کے سائے میں وہاں تشیع نے مزید رونق حاصل کی، اس کے بعد شیخ طوسی نے شیعہ مرکزیت کو نجف منتقل کیا۔

(ج) تیسری صدی ہجری میں شیعہ نشین علاقے

تیسری صدی ہجری میں شیعوں کی جغرافیائی صورت حال کو دو طریقہ سے مورد بحث قرار دیا جا سکتا ہے : اسلامی سر زمین میں شیعہ حکومتوں کی تشکیل، ۲۵۰ھ میں علویوں نے طبرستان میں حکومت تشکیل دی، (۲) تیسری صدی ہجری کے اواخر میں سادات حسنی نے یمن مینزیدیوں کی حکومت تشکیل دی، ۲۹۶ھ میں فاطمی حکومت شمال افریقہ مینتسکیل پائی، (۳) اگرچہ یہ حکومتیں شیعہ اثنا عشری کے مبنی اور اصولوں پر استوار نہیں تھیں

.....

(۱) امین سید محسن، اعیان الشیعہ، دار التعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱ ص ۲۹
 (۲) ابی محمد بن جریر طبری، تاریخ طبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۸ھ ج ۵ ص ۳۶۵
 (۳) جلال الدین سیوطی، تاریخ الخلفاء، منشورات الرضى، طبع اول، ۱۴۱۱ھ، ج ۵ ص ۵۲۴

کے باوجود ان حکومتوں کا وجود ان علاقوں اور سر زمینوں پر فروغ شیعیت کے لئے ایک سنگ میل قرار پایا، زیدیوں اور اسماعیلیوں نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا۔

دوسرا راستہ ان مناطق کی فہرست ہے جہاں ائمہ اطہار کے وکیل تھے، وکالت کا نظام امام صادق کے دور سے شروع ہوا

اور امام بادی و امام حسن عسکری کے زمانے میں یہ نظام اپنے عروج پر تھا اور پوری طرح سے اس کی فعالیت جاری و ساری تھی جن مناطق میں ائمہ کے وکلاتھے وہ حسب ذیل ہیں: ابواز، ہمدان، سیستان، بست، ری، بصرہ، واسط، بغداد، مصر، یمن، حجاز، مدائن۔ (۱)

البتہ تیسری صدی ہجری کے آخر میں کوفہ، قم، سامرہ اور نیشاپور اہم ترین شیعہ شہروں میں شمار ہونے لگے، ان جگہوں پر شیعہ فقہ کی تدریس ائمہ معصومین کی احادیث کی بنیاد پر ہوتی تھی، ہاں تیسری صدی ہجری کے بعد کوفہ کی رونق کم ہو گئی اور آہستہ آہستہ بغداد نے اس کی جگہ لے لی آل بویہ کے وہاں آنے سے نیز بزرگان شیعہ جیسے شیخ مفید سید مرتضیٰ، سید رضی، شیخ طوسی کے وجود سے بغداد کے حوزہ علمیہ کو مزید فروغ ملا۔

بغداد میں شیعہ نفوذ کے بارے میں آدم متزچوتھی صدی ہجری کے حوالہ سے لکھتا ہے: بغداد جو تمام جہت سے اسلام کا پایہ تخت تھا اور ہر طرح کے فکری نظریات کا دریا وہاں موجزن تھا، تمام مذاہب کے طرفدار وہاں موجود تھے جن میں دو گروہ سب سے زیادہ قوی اور حد سے زیادہ متعصب تھے، ایک حنبلی دوسرے شیعہ، طرفداران تشیع بازار کرخ کے اطراف مینظم طریقہ سے مقیم تھے اور چوتھی صدی ہجری کے آخر میں پل

.....

(۱) پور طباطبائی، مجید، تاریخ عصر غیبت، مرکز جہانی علوم اسلامی، ص ۱۱۹

کے اس طرف باب الطاق مینبھی آباد ہو گئے دجلہ کے غرب میں خصوصاً باب بصرہ مینہاشمیوں (سادات عباسی) نے ایک طاقتور اور قوی دستہ تشکیل دیا تھا، جو شیعوں سے شدید دشمنی رکھتا تھا یا قوت لکھتا ہے:

باب البصرہ کے محلے میں رہنے والے کرخ و قبلہ کے درمیان سب سنی حنبلی ہیں ہائیں ہاتھ اور جنوب کے محلے میں بھی سبھی سنی ہیں لیکن کرخ کے تمام افراد شیعہ امامیہ ہیں اور ان کے درمیان سنیوں کا وجود نہیں ہے۔

مؤرخین کے مطابق بغداد کے شیعوں نے ۳۱۳ھ میں سب سے پہلے مسجد براٹا میں اجتماع کیا وہاں کے خلیفہ کو یہ خبر ہو گئی کہ ایک گروہ خلفا پر لعنت کرنے کے لئے وہاں جمع ہوا ہے حاکم کے حکم کے مطابق روز جمعہ نماز کے وقت اس جگہ کا محاصرہ کر لیا گیا اور تیس نمازیوں کو گرفتار کر کے ان کے بارے میں چھان بین کی گئی، ان کے پاس ایک سفید مٹی کی سجدگاہ برآمد ہوئی کہ جس پر امام کا نام منقوش تھا، ۳۲۱ھ سردار ترک میں علی بن یلیق نے حکم دیا کہ معاویہ اور یزید پر منبروں سے لعنت کی جائے، سنیوں نے اس کے خلاف شورش برپا کی، جن کی عنان حنبلیوں کے پیشوا اور ان کے دوستوں کے ہاتھ میں تھی، حنبلیوں کی فتنہ انگیزی کی وجہ سے ۳۲۳ھ مینبغداد میں یہ قانون پاس کیا گیا کہ دو حنبلی ایک جگہ جمع نہ ہوسکتے اور خلیفہ نے ایک خط لکھا جس میں حنبلیوں کی غلطیوں کی سزا معین کی (۱) اور یہ چیز مشہور ہو گئی۔

.....

(۱) آدم متز تمدن اسلامی در قرن چہارم ہجری، ترجمہ علی رضا ذکاوتی قرا گز لو، انتشارات امیر کبیر، تہران، طبع دوم، ۱۳۶۴ ہجری، ص ۸۶، ۸۵

قبائل کے درمیان تشیع

اصولی طور پر عدنانیوں کے مقابلہ میں قحطانی قبائل میں حضرت علی کے چاہنے والے اور ان کے شیعہ زیادہ تھے اور قحطانیوں کے درمیان تشیع کو زیادہ فروغ ملا امیر المؤمنین کے دور خلافت میں آنحضرت کے سر کردہ افراد اور سپاہی نیز اہل شیعہ جنوب عرب کے قبائل اور قحطانی تشکیل دیتے تھے، جیسا کہ حضرت نے ایک رجز میں صفین کے میدان میں اس طرح فرمایا:

انا الغلام القرشی المؤمن

الماجد الابيض لیث کالشطن

میں امین اور بزرگوار قریش کا ایک جوان ہوں سفید رو اور مثل شیر ہوں۔

یرضی بہ السادة من اہل الیمن

من ساکنی نجد ومن اہل عدن(۱)

اہل یمن کے بزرگ اور عدن کے رہنے والے اس سے راضی ہیں۔

اسی طرح پیغمبر اسلام کی رحلت کے بعد اصحاب پیغمبر کے درمیان علی کے طرفداروں میں سب سے زیادہ انصار تھے

جو اصل میں قحطانی تھے اور علی کے ساتھی مدینہ سے جمل تک انصار ہی تھے۔(۲)

ابن عباس نے بھی امام حسین سے کوفہ کی جانب کوچ کرتے وقت کہا تھا: "اگر اہل عراق آپ کے خواہاں ہیں اور آپ کی

مدد کے لئے آمادہ ہیں تو ان کو لکھ بھیجے کہ میرے دشمن

.....

(۱) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، موسسہ انتشارات علامہ، قم، ج ۳، ص ۱۷۸

(۲) بلاذری، انساب الاشراف، ج ۳، ص ۱۶۱

کو باہر نکال دیں، اس کے بعد آپ وہاں جائیں ورنہ آپ یمن کی جانب رحلت کریں کیونکہ وہاں ایسے پہاڑ اور قلعے ہیں جو

عراق میں نہیں ہیں یمن ایک بزرگ سر زمین ہے اور وہاں آپ کے والد کے شیعہ موجود ہیں، اس جگہ آپ اپنے مبلغین کو

اطراف میں بھیجئے تاکہ لوگ آپ کی طرف آئیں" امام حسین کے اصحاب بھی بنی ہاشم اور چند غفاریوں کے علاوہ سب

یمنی قبائل میں سے تھے۔ (۱)

جیسا کہ مسعودی کا بیان ہے:

اصحاب پیغمبر میں صرف چار افراد حضرت امام حسین کے ساتھ شہید ہوئے اور یہ چار و نافر ادانصار میں سے تھے۔(۲)

انصار کا انتساب بھی قبائل یمن کے ساتھ معلوم ہے اس کے برخلاف اشراف قریش، علی اور خاندان علی کے دشمن تھے

(جس طرح سے پیغمبر کے دشمن تھے) ان کے درمیان دوست بہت کم تھے یہاں تک کہ وہ قبائل جن کا قریش کے ساتھ نزدیکی

رابطہ تھا وہ بھی ہمیشہ علی کے مخالفین کی صف میں کھڑے ہوتے تھے مثل قبیلہ ثقیف اور اہل طائف کہ جو جنگ صفین

میں اور اس کے بعد معاویہ کے طرفدار تھے، جس وقت معاویہ نے بسر بن اریطہ کو حجاز اور یمن کی غارت گری کے

لئے بھیجا اور جس وقت وہ طائف کے نزدیک پہنچا تو مغیرہ بن شعبہ اس کے استقبال کے لئے آیا اور کہا: خدا تجھے

جزائے خیر دے، تو دشمن کے ساتھ سخت گیر اور دوستوں کے ساتھ احسان کرنے والا ہے اس کی خبر مجھ کو ملی ہے"

بسر نے کہا: اے مغیرہ! میں چاہتا ہوں کہ اہل طائف پر دبانو ڈالوں تاکہ معاویہ کی بیعت

.....

(۱) کلی، جمہرۃ النسب، عالم الکتب، بیروت، ص ۸۸

(۲) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، بیروت، ۱۱۱۴ھ ج ۳، ص ۷۴

کریں، مغیرہ نے کہا: جو برتائو تو نے دشمنوں کے ساتھ کیا وہی برتائو تو دوستوں کے ساتھ کیوں کرنا چاہتا ہے ایسا کام

انجام نہ دے ورنہ سب تیرے دشمن ہو جائیں گے۔ (۱)

بنی ہاشم کے علاوہ قریش کے معدودے چند افراد حضرت علی کے ساتھ تھے جیسے محمد بن ابی بکر اور ہاشم مرقال اگر

چہ قریش کے ان اندھیروں اور ظلمتوں کے درمیان کچھ لوگ حضرت علی کے ساتھ تھے۔ مثلاً خالد بن ولید جو دشمن

امیر المومنین میں سے تھا اس کا بیٹا مہاجر بن خالد صفین میں حضرت کے سپاہیوں میں تھا، یا عبداللہ بن ابو حذیفہ معاویہ

کے ماموں کا بیٹا حضرت علی کے مخلص شیعوں میں سے تھا اور آخر میں معاویہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں شہید ہو گیا، یمن

کے تمام قبیلوں میں علی کے دوست اور طرفدار موجود تھے مثلاً قبائل کنده، نخع، ازد جہینہ، حمیر بجیلہ، خثعم، خزاعہ،

حضر موت، مذحج، اشعر، طی، سدوس، حمدان اور ربیعہ، (۲) لیکن ان میں دو قبیلہ حمدان اور ربیعہ سب سے آگے تھے

۔(۳)

حمدانی زمانہ پیغمبر میں ہی حضرت علی کے ذریعے اسلام لائے اور مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت کے دوست نیز ان

کے مخلص شیعوں میں شمار ہوتے تھے، مسعودی کہتا ہے: صفین میں ان میں سے ایک آدمی بھی معاویہ کی فوج میں نہیں

تھا۔ (۴)

حضرت علی نے حمدان کے بارے میں فرمایا:

-
- (۱) شہیدی ، دکتر سید جعفر ، تاریخ تحلیل اسلام تا پایان امویان ، مرکز نشر دانش گابی ، تہران ۱۳۶۳ھ ، ص ۱۳۷
- (۲) احمد بن محمد بن خالد البرقی ، رجال برقی ، موسسہ القیوم ص ۳۷ ج ۰ ، ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ ، دار احیاء الکتب العربیہ ، قاہرہ ، ج ۳ ، ص ۱۹۳
- (۳) ابن شہر آشوب ، مناقب آل ابی طالب ، موسسہ انتشارات علامہ ، قم ، ج ۳ ، ص ۱۷۸
- (۴) مسعودی مروج الذهب ، منشورات مونسسہ الاعلمی للمطبوعات ، بیروت ، ج ۳ ، ص ۹۹

و لو كنت بوأ بأعلىٰ باب الجنة
لقلت لحمدان ادخلوا بسلام (۱)
اگر میں بہشت کا دربان رہا تو قبیلہ حمدان سے کہوں گا کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جائیں ۔
معاویہ حمدانیوں سے دلی دشمنی رکھتا تھا وہ صفین میں ایک دن میدان میں آیا اور یہ اشعار پڑھے :
لا عیش الا فلق الہام
من ارحب ویشکر شبام
زندگی نہیں چاہئے مگر اس لئے کہ حمدان کے قبیلوں میں سے بیشکر و شبام اور ارحب کے سروں کو جدا نہ کر دوں ۔
قوم ہم اعداء اہل الشام
کم من کریم بطل ہمام
وہ لوگ جو شام والوں کے دشمن ہیں ان میں بہت سے لوگ کریم النفس بلند مرتبہ نیز شجاع و بہادر ہیں۔
و کم قتیل و جر یح ذام
کذلک حرب السادة الکرام
اگر چہ ان میں سے کتنے مر گئے ہیں اور مجروح و معلول ہو گئے ہیں لیکن
.....

(۱) بلاذری ، انساب الاشراف ، منشورات مونسسہ الاعلمی بیروت ، ج ۲ ، ص ۳۲۲

ہانبہادروں کی جنگ اسی طرح ہوتی ہے۔
اس وقت سعد بن قیس نے اس رجز کو پڑھتے ہوئے کہا:
لا ہم رب الحل والحرام
لا تجعل الملك لأهل الشام
اے حل و حرام کے پرور دگار ! حکومت کو اہل شام کے لئے قرار نہ دے"
ہاتھ میں نیزہ لئے آگے بڑھے اور معاویہ پر حملہ کیا معاویہ وہاں سے فرار ہو کر لشکر شام میں داخل ہو گیا اور ذوالکلاع (جو شام کے لشکر کا ایک کمانڈر تھا) کو سعد بن قیس کے مقابلہ کے لئے بھیجا ، تمام شب ان کے درمیان جنگ جاری رہی ، آخر میں اہل شام نے اپنی شکست قبول کر لی اور فرار ہو گئے اس وقت امیر المؤمنین نے ان کی تشویق کے لئے یہ اشعار پڑھے:
فوارس من حمدان لیسوا بعزل
غداة الوغیٰ من شاکر و شبام
حمدان کے شہ سوار جو شاکر و شبام کے قبائل میں سے تھے وہ جنگ کی صبح تک سست نہیں ہوئے ۔

يقودهم حامی الحقیقة ماجد
سعید بن قیس و الکریم محام
حقیقت کے حامی و طرفدار عظیم شخص سعد بن قیس ان کی کمانڈری کرتے ہیں اور شریف لوگوں کی انہینحمایت حاصل ہوتی ہے۔

جزی اللہ حمدان الجنان فاتہم
سہام العدی فی کل یوم حمام (۱)
خدا قبیلہ حمدان کو بہشت عطا کرے اس لئے کہ جنگ کے دنونمینیہ دشمنوں کے قلب کے لئے نیزہ و تیر ہیں۔

اس طرح فوج شام کی جانب سے حمدان کے خلاف جنگ صفین میں پڑھے جانے والے اشعار کو ملاحظہ کریں، مثلاً عمرو
عاص صفین کے دن قبیلہ حمدان کو مخاطب کر کے کہتا ہے:
الموت یغشاہ من القوم الانف
یوم لحمدان ویوم للصدق
موت کو اس قوم کے ذریعہ دعوت دینا ہے ایک روز قبیلہ حمدان کامیاب ہیں اور ایک روز صدف۔

و فی سدوس نحوہ ماینحرف
نضربہا بالسیف حتیٰ ینصرف
قبیلہ سدوس بھی انہیں کی طرح ہیں جب تک وہ بوڑھے نہ ہو جائیں ہم ان کو تلوار سے قتل کرتے رہیں گے یہاں تک کہ
حالات بدل جائیں ۔

.....

(۱) ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، موسسہ انتشارات علامہ، قم، ج ۳، ص ۱۷۰، ۱۷۱

و لتمیم مثلها اویعترف (۱)
تیمیم کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ کریں گے مگر یہ کہ وہ اطاعت قبول کر لیں۔
قبیلہ حمدان کی چند عورتوں نے بھی صفین میں امیر المومنین کے سپاہیوں کو معاویہ کے مقابلہ میں جوش دلایا، جیسے سودہ
حمدانیہ، زرقاء حمدانیہ جو عدی بن قیس کی بیٹیاں ہیں۔ (۲)
سودہ نے اپنے باپ کو مخاطب قرار دے کر کہا :
شمر کفعل ابیک یابن عمارۃ
یوم الطعان و ملتقی الاقران
اے عمارہ کے فرزند! میدان کار زار اور جنگ کے دنوں میں اپنے باپ کے مانند آستین ہمت چڑھا اور اپنے دشمن سے
جنگ کر۔

وانصر علیاً والحسین و رھطہ
واقصد لھندوا بنھا بھوان
علی اور حسین نیز ان کی قوم کی مدد و نصرت کر، ہنداور اس کے بیٹوں کو ذلت اور ابانت کا مزا چکھا۔

انّ الامام اخاللنبی محمد
علم الھدیٰ و منارۃ الایمان
بیشک حضرت علی نبی محمدؐ کے بھائی ہیں جو ہدایت کی علامت اور ایمان کے روشن منارہ ہیں۔

.....

(۱) بلاذری، انساب الاشراف، ج ۲، ص ۳۲۳
(۲) ابن عبد ربہ العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ ج ۱ ص ۱۳۵-۳۳۷

فقدّم الجیوش و سر امامہم لوائہ
قدماً بایض صارم و سنان (۱)
لشکر کے آگے بڑھو اور آگے بڑھ کر چمکتے نیزوں اور خون آشام تلواروں کے پرچم لہرائو۔

معاویہ ان سے دشمنی رکھتا تھا حضرت علی کی شہادت کے بعد معاویہ نے ان کو شام بلایا اور ان کے اشعار کی وضاحت چاہی اور ان کی سرزنش کی۔ (۲)

دوسرا یمنی قبیلہ کہ جس میں شیعین علی بہت زیادہ تھے قبیلہ ربیعہ تھا جیسا کہ برقی نے یاران و شیعین علی کو شمار کیا ہے اور بعض اصحاب علی کو قبیلہ ربیعہ سے مخصوص کیا ہے جبکہ باقی یمنی شیعوں کو ایک دوسرے حصہ مینڈکر کیا ہے۔ (۳)

حضرت علی نے جس وقت سنا کہ قبیلہ ربیعہ کے چند افراد عائشہ کے سپاہیوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے تو آپ نے فرمایا:
یالھف نفسی علی ربیعة
ربیعة السامعة المطیعة (۴)
ربیعة پر افسوس کہ ربیعہ فرمانبردار اور مطیع ہیں۔

.....

- (۱) ابن عبد ربہ العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ ج ۱ ص ۳۳۲
- (۲) ابن عبد ربہ العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ ج ۱ ص ۳۳۵
- (۳) احمد بن محمد بن خالد البرقی، رجال برقی، موسسة القیوم، ص ۳۷
- (۴) زبیر بن بکار الاخبار الموفقیات، منشورات شریف الرضی، قم، ۱۴۶۱ھ ص ۱۵۹

مسعودی کا بھی بیان ہے کہ ربیعہ کی تعریف کے بارے میں حضرت علی کی بہت سی تقریریں ہیں کیونکہ وہ حضرت علی کے انصار، مددگار، اور ان کے ارکان میں شامل تھے جنگ صفین میں ربیعہ کے بارے میں حضرت نے فرمایا:

لمن رایة سوداء یخفق ظلها
اذا قیل قدمها حاضین تقدماً

اگر کوئی سیاہ پرچم لہرا رہا ہو تو ان سے کہا جاتا ہے کہ پرچم لیکر آگے بڑھو۔

فیوردھا فی الصف حتیٰ یعلھا

حیاض المنا یا تقطر الموت والدماء

پھر وہ اس کو صف میں شامل کرتے ہیں تاکہ وہ نیزوں سے آگے بڑھ جائیں کہ جس سے موت اور خون کے قطرے ٹپکتے ہیں۔

جزی اللہ قوماً قاتلوا فی لقاہ

لدى الموت قدماً اعروا کرما

خدا س قوم کو جزا دے جو جنگ کے وقت لڑتی ہے اور موت کا سامنا کرتی ہے، اور کبھی بھی نیکیوں سے منہ نہیں موڑتی۔

واطیب اخبار أو اکرم شیمة

اذا کان اصوات الرجال تغمغما

لباس کے اعتبار سے، اچھی علامت کے اعتبار سے خوب صورت ہیں جب میدان جنگ مینان کی للکار گونجتی ہے۔

ربیعة اعنی انھم اہل نجدة

وبأس اذا لاقوا خمیساً مر ما (۱)

میری مراد ربیعہ ہے وہ لوگ طاقتور پہلوان کے مقابلہ میں شجاع اور بہادر ہیں۔

ربیعة کے بزرگان میں سے ایک جمیل بن کعب ثعلبی تھے جن کا علی کے شیعوں میں شمار ہوتا تھا، جب معاویہ نے ان کو اسیر کیا تو ان سے کہا کہ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ خدانے مجھ کو ایسے انسان پر مسلط کیا کہ جس نے ایک گھنٹہ کے

اندر میرے بہت سے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔(۲)
 شقیق بن ثور سدوسی نے بھی قبیلہ ربیعہ کو صفین میں اس طرح سے خطاب کیا۔
 اے گروہ ربیعہ! تمہارے لئے کوئی عذر نہیں ہے اگر علی قتل کر دیئے جائیں اور تم میں سے ایک شخص زندہ رہ جائے۔(۳)

یزید کی موت کے بعد بھی اہل کوفہ نے عاملین بنی امیہ کو شہر سے نکال دیا، انہوں نے چاہا کہ کسی کو اپنا قائد اور امیر معین کریں، بعض نے مشورہ دیا کہ عمر بن سعد کو امیر قرار دیا جائے، مسعودی نقل کرتا ہے: اس موقع پر حمدان، کہلان، انصار، ربیعہ اور نخع کی عورتیں اُنیں اور مسجد جامع میں داخل ہو گئیں وہ امام حسین پر گریہ کر رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:

.....

- (۱) مسعودی، مروج الذهب، ج ۳ ص ۵۹
 (۲) مسعودی، مروج الذهب، ج ۳ ص ۶۰
 (۳) بلاذری، انساب الاشراف، منشورات مؤسسة الاعلمی للمطبوعات، ج ۲ ص ۳۰۶

کیا یہ کافی نہیں ہے کہ عمر بن سعد نے امام حسین کو قتل کیا ہے اور اب وہ ہمارا امیر بننا چاہتا ہے " یہ باتیں کر کے لوگوں کو رلا رہی تھیں اور مردوں کو اس بات پر آمادہ کر رہی تھیں کہ عمر بن سعد کی حمایت نہ کریں۔(۱)

.....

- (۱) بلاذری، انساب الاشراف، ج ۲، ص ۳۰۶

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

چھٹی فصل

تشیع کے اندر مختلف فرقے

شیعوں کے اہم ترین گروہ پہلی اور دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے ہیں اور دوسری صدی ہجری کے تمام ہونے تک کوئی خاص تقریب نظر نہیں آتی اسی وجہ سے صاحبان ملل و نحل نے واقفیت کے مقابلہ میں شیعہ امامیہ کو کہ جو امام رضا کی امامت کے قائل ہیں انہیں قطعاً اور اٹنا عشری کانام دیا ہے نیز وہ امام رضا کے بعد امام زمانہ تک کی امامت کے قائل ہیں۔(۱)

البتہ پہلی صدی ہجری میں بھی ۶۱ھ تک یعنی امام حسین کی شہادت تک کوئی بھی نیا فرقہ تشیع میں پیدا نہیں ہوا، اگرچہ شہرستانی نے فرقہ غلات سنیہ کو شیعہ فرقہ کی ایک شاخ جانا ہے کہ جو امام امیر المومنین کے زمانہ میں پیدا ہو ا ہے(۲) جبکہ خود ابن سبا نام کے شخص کے بارے میں شک و تردید کا اظہار کیا گیا۔(۳)

.....

- (۱) شہرستانی، کتاب ملل و نحل، منشورات الشریف الرضی قم، ۱۳۶۴ھ، ج ۱ ص ۱۵۰
 (۲) شہرستانی، کتاب ملل و نحل، منشورات الشریف الرضی قم، ۱۳۶۴ھ، ج ۱ ص ۱۵۵
 (۳) عسکری، سید مرتضیٰ، عبد اللہ بن سبا و اساطیر اُخریٰ، طبع ہستم ۱۴۱۳ھ، ج ۲، ص ۳۷۵-۳۲۸

جب کہ خود رجال کشی نے کہا ہے: کچھ غالی افراد حضرت علی کے زمانہ میں بھی موجود تھے امام نے انہیں توبہ کرنے کا حکم دیا جب انہوں نے توبہ نہیں کی تو آپ نے ان کو پھانسی دے دی۔ (۱)

امام حسن اور امام حسین مسلمانوں کے درمیان ایک خاص مقام و منزلت رکھتے تھے اور پیغمبرؐ کی یکتا ذریت شمار ہوتے تھے، شیعوں کے علاوہ عام مسلمان بھی انہیں خلافت کا سزاوار جانتے تھے، اس وجہ سے ان دو بزرگ شخصیتوں کے زمانہ میں امر امامت سے متعلق کوئی شبہ پیش نہیں آیا اور کسی قسم کا فرقہ بھی وجود میں نہیں امام حسین کی شہادت کے بعد شیعوں کے درمیان ہم بہت سے فرقوں کا مشاہدہ کرتے ہیں اور جو فرقہ نکلے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

کیسانہ: یہ فرقہ محمد حنفیہ کی امامت کا معتقد ہے۔

زیدیہ: یہ فرقہ زید بن علی کی امامت کا معتقد ہے۔

ناوسیہ: یہ فرقہ امام صادق کی غیبت اور ان کی مہدویت کا قائل ہے۔

فطحیہ: امام صادق کے فرزند عبداللہ افطح کی امامت کا قائل ہے۔

اسماعیلیہ: امام صادق کے فرزند اسماعیل کی امامت کا قائل ہے۔

طفیہ: یہ لوگ معتقد ہیں کہ امام صادق نے موسیٰ بن طفی کی امامت کی تاکید و سفارش کی ہے۔

اقمسیہ: یہ لوگ قائل ہیں کہ امام صادق نے موسیٰ بن عمران اقمص کی امامت کی

.....

(۱) شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، موسسہ آل البیت، الاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۴ھ ج ۱ ص ۳۲۵

تاکید کی ہے۔

یرمعیہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام صادق نے یرمع بن موسیٰ کی امامت کی تاکید کی ہے۔

تمیمیہ: یہ لوگ قائل ہیں کہ امام صادق نے عبد اللہ بن سعد تمیمی کی امامت کی تاکید فرمائی ہے۔

جعدیہ: یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام صادق کا جانشین ابی جعدہ نامی شخص تھا۔

یعقوبیہ: یہ لوگ موسیٰ بن جعفر کی امامت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ فرزند ان امام صادق کے علاوہ بھی امامت کا پایا جانا ممکن ہے ان کے بڑے لیڈر کانام ابویعقوب تھا۔

مطوره: یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کاظم پر توقف کیا اور کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے کہ حضرت دنیا سے گئے یا نہیں؟ (۱)

واقفیہ: یہ لوگ قائل ہیں کہ امام کاظم با حیات ہیں اور قیامت تک با حیات رہیں گے۔ (۲)

البتہ ان فرقوں میں سے بعض چھوٹے فرقے اور بھی نکلے ہیں مثلاً کیسانہ کہ جو محمد حنفیہ کی امامت کے قائل تھے ان میں دو گروہ تھے، کچھ قائل ہیں کہ محمد حنفیہ امام حسین کی امامت کے بعد امام ہوئے اور کچھ کہتے ہیں محمد حنفیہ اپنے والد حضرت علی کے بعد امام تھے، ان کے بعد امامت کو ان کے بیٹے ابو ہاشم کی طرف نسبت دیتے ہیں، اس میں بھی چند گروہ

.....

(۱) ابن بیثم البحرانی، حیثم بن علی، النجاة فی القيامة فی تحقیق امر الامامة، مجمع الفکر الاسلامی، قم طبع اول، ص ۱۷۲-۱۷۴

(۲) شہرستانی، کتاب ملل و نحل، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۳۶۴ھ ش، ج ۱، ص ۱۵۰

ہیں، ایک گروہ معتقد تھا کہ ابو ہاشم نے محمد بن علی عباسی کی امامت کی تاکید کی تھی، دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد حنفیہ کی امامت کی تاکید کی تھی، تیسرے گروہ کا کہنا ہے کہ ابو ہاشم نے اپنے بھتیجے حسن بن علی کو اپنا جانشین بنایا تھا، چوتھا گروہ معتقد تھا کہ ابو ہاشم نے عبداللہ بن عمرو کندی کی امامت کے بارے میں تاکید کی تھی۔ (۱)

زیدیہ بھی تین بنیادی گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں: (۲)

جارودیہ: یہ لوگ حضرت رسولؐ اکرم کے بعد حضرت علی کو خلافت کا مستحق جانتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیغمبرؐ نے حضرت علی کو ان کے اوصاف کے ساتھ لوگوں کو پہنچوایا نہ کہ نام کے ساتھ لوگوں نے ان کو پہچاننے میں کو تابی کی اور ابو بکر کو اپنے اختیار سے چنا اور کفر اختیار کیا۔

سليمانيه: به لوگ قائل هين كه امام كا انتخاب شوري كه ذريعه هوتا به به لوگ فاضل كه هوتے هونے مفضول كي امامت كو جائز جانتے هين، اسي بنا پر ابو بكر و عمر كي خلافت كو جائز جانتے هينان كا خيال به كه امت نه حضرت علي كا انتخاب نه كر كه خطا كي به ليكن فسق كي مرتكب نهين هونے به لوگ عثمان كو بهي كافر جانتے هين۔ (۳)

.....

(۱) شهرستاني، كتاب ملل و نحل، منشورات الشريف الرضي قم، ۱۳۶۴ هـ ش، ج ۱ ص ۱۳۱۔ ۱۳۵
(۲) وه ابى جارود كه اصحاب زياد بن ابى زياد تهے اس وجه سے ان كو جاروديه كهتے هين
(۳) ان كا ربنما ايک شخص سليمان بن جرير تھا، اس وجه سے اس فرقه كو سليمانيه كهيا گیا.

بتريه: ان كه عقائد بهي سليمانيه كي طرح هين، صرف اس فرق كه ساتھ كه عثمان كه بارے ميں به توقف كه قائل هين۔ (۱)
فرقه اسماعيليه بهي تين گروه ميں تقسيم هوكيا:
ايك فرقه قائل به كه امام صادق كه بعد ان كه فرزند اسماعيل امام هين اور وه ابهي تك زنده هين اور وهي مهدي موعود هين۔

دوسرا فرقه قائل به كه اسماعيل دنيا سے جا چكه هين ان كه بيٹے محمد امام هين اور وه غائب هين ايک دن ظاہر هون گے اور دنيا كو عدل و انصاف سے بهر ديں گے۔

تيسرا فرقه بهي دوسرے فرقه كي طرح محمد بن اسماعيل كي امامت كا قائل به فرق صرف به به كه وه كهتے هين كه محمد دنيا سے رخصت هونگے اور امامت ان كي نسل ميں باقى به۔ (۲)

ان ميں سے بهت سے فرقے زياده دنون تك باقى نهين رهے بلكه ان پر فرقه هونے كا اطلاق بهي مشكل سے هوكا جو اپنے قائد كي موت كه بعد نابود هونگے اور انهين سياسي و اجتماعي ميدانوں ميں ان كا كوئي خاص كردار نهين رها ان فرقوں ميں سے تين فرقه كيسانيه زيديه، اسماعيليه پهلي دوسري اور تيسري صدي هجري ميں پاندار تهے البته فرقه اسماعيليه اگرچه دوسري صدي ميں امام صادق كي شهادت كه بعد پيكر تشيع سے جدا هوكيا تھا ليكن تيسري صدي هجري كه نصف تك ان ميں كوئي خاص ترقي نهين هونے تهی ان

.....

(۱) كثير النوى ابتر نام كا شخص به اس وجه سے به ابتريه كهلانے (شهرستاني، كتاب ملل و نحل منشورات الشريف الرضي قم، ۱۳۶۴ هـ ش، ج ۱، ص ۱۴۰۔ ۱۴۲)
(۲) خراساني، تاريخ و عقائد فرقه آقا خانيه: ص ۳۰۲

كيبيشوا خفيه زندگي بسر كر رهے تهے۔ (۱)

پهلي صدي هجري ميں شيعة اماميه كه بعد زيد كه خروج تك كيسانيه ايک موثر ترين شيعة فرقه شمار هوتا تھا، كيسانيه فرقه كا قيام مختار مينابم كردار رها به اگر مختار كو كيسانيه سے وابسته نه بهي جانين تو بهي ان كي فوج ميں بهت سے افراد كيسانيه فرقه پرقائم تهے۔ (۲)

اس فرقه نه پهلي صدي هجري كه آخر تك اپني سياسي كوشش كو جاري ركهيا اور ابوباشم عبد الله بن محمد نفس زكيه جو اس فرقه كه قائد تهے انهون نه پهلي مرتبه لفظ داعي اور حجت كه لفظ كا اطلاق اپنے مبلغين كه لے كيا اور بعد ميں دوسرے فرقوں نه ان الفاظ سے فائده اٹھا ياجيسے عباسي، زيدي، اسماعيلي اسي طرح سب سے پهله انهون نه بي خفيه تبليغ و مبلغين كا نظام قائم كيا اس كه بعد عباسيون نه اس سے بهر پور فائده اٹھايا۔ (۳)

اموي خليفه سليمان بن عبد الملك نه جس وقت اس كي طرف سے خطرہ كا احساس كيا اس كو شام بلاكر زهر دے ديا جب ابو باشم كو معلوم هوا كه ان كي زندگي كا خاتمہ هونے والا به تو خفيه طور پر بني عباس ميں سے اپنے چچازاد بهانيون كي ربائش (مقام حميمه) پر گئے اور اپنے چچا زاد بهاني محمد بن علي عباسي كو اپنا جانشين بناديا اور اپنے مبلغين اور فوج سے ان كي شناسائي كرائي۔ (۴)

.....

(۱) خراساني، محمد كريم، تاريخ و عقائد فرقه آقا خانيه، تلخيص و تنظيم، حسين حسني، نشر الهادي، ص ۴۳
(۲) مسعودي علي بن الحسين، مروج الذهب، منشورات لاعلمي، للمطبوعات، بيروت ۱۴۱۱ هـ ج ۳ ص ۹۱
(۳) مختار ليثي ڈاكتور سميرة، جهاد الشيعه، دار الجبل، بيروت، ۱۳۹۶ هـ، ص ۸۷

(۴) مقاتل الطالبین، ابو الفرج اصفہانی، منشورات شریف الرضی، قم ۱۶، ۵۱۴، ص ۱۲۴، ابن عدیہ اندلسی، احمد بن محمد، العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۹ھ، ج ۴ ص ۳۸

اس کے بعد بنی عباس نے کیسانہ کی قیادت کو اپنے کاندھوں پر لے لیا اور اپنی فعالیت و سرگرمی کو خراسان میں متمرکز کر دیا جیسا کہ ابو الفرج اصفہانی کا بیان ہے :

اہل خراسان معتقد ہیں کہ ابو ہاشم اپنے باپ کاجانشین تھا اور اس کے باپ نے وصایت کو اپنے باپ (حضرت علی) سے ارث کے طور پر لیا تھا اور انہوں نے بھی محمد بن علی عباس کو اپنا جانشین قرار دیا تھا اور محمد بن علی نے اپنے بیٹے ابراہیم کو امام بنایا اس طرح سے وہ بنی عباس میں اپنی جانشینی کو ثابت کرتے ہیں۔ (۱)

شہرستانی یہاں تک معتقد ہے کہ ابو مسلم خراسانی ابتدا میں کیسانہ تھا لیکن بعد میں جب عباسی کامیاب ہو گئے تو اپنی مشروریت کو یعنی اپنے جد عباس کی جانشینی کو رسول خدا سے وابستہ اور منسلک کر دیا، کیسانوں کی سیاسی اور اجتماعی فعالیت کو عبد اللہ بن معاویہ (کہ جو جعفر طیار کی نسل سے تھے) کے قیام میں تلاش کیا جاسکتا ہے شہرستانی کا کہنا ہے: کیسانوں میں سے کچھ عبد اللہ بن عمرو کندی کی جانشینی کے معتقد تھے اور جب لوگوں نے اس کی خیانت اور جھوٹ کو دیکھ لیا تو عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر طیار کی امامت کے قائل ہو گئے عبد اللہ بن معاویہ اور محمد بن علی کے ماننے والوں کے درمیان امامت کے سلسلے میں شدید اختلاف تھا۔ (۲)

فرقہ کیسانہ کے بعد جو فرقہ سیاسی اور اجتماعی میدان میں بہت زیادہ فعال و سرگرم تھا وہ فرقہ زیدیہ ہے کہ جو قیام زید کے بعد وجود میں آیا یہ فرقہ شیعہ فرقوں میں سب سے زیادہ سیاسی رہا ہے اور تمام شیعہ فرقوں کی بہ نسبت اہل سنت کے اصول سے

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۱۲۵
(۲) شہرستانی، کتاب ملل و نحل، ج ۱، ص ۱۳۵

بہت زیادہ نزدیک تھا چنانچہ فرقہ زیدیہ بتیریہ ابو بکر و عمر و عثمان کی خلافت کو قبول کرنے کے ساتھ ساتھ عائشہ، طلحہ، زبیر کی تکفیر بھی نہیں کرتے تھے۔ (۱)

اسی وجہ سے فقہائے اہل سنت کی کافی تعداد نے محمد نفس زکیہ (کہ جو زیدی تھے) کے قیام کی تائید کی ہے۔ (۲)

فرقہ مرجئہ کے بزرگ مسعر بن کدام نے محمد نفس زکیہ کے بھائی ابراہیم کو کوفہ آنے کے لئے خط بھی لکھا تھا۔ (۳)

ابو حنیفہ مذہب حنفی کے امام محمد نفس زکیہ کے قیام میں شریک تھے اور لوگوں کو ان کی مدد کرنے کی تشویق کرتے تھے۔ (۴)

سعد بن عبد اللہ اشعری قمی فرقہ زیدیہ بتیریہ کے بارے میں کہتا ہے: انہوں نے ولایت علی - کو ولایت ابو بکر و عمر کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے، (۵) خاص کر اصول دین میں معتزلہ کے پیرو ہیں اور فروع دین میں ابو حنیفہ اور کچھ حد تک شافعی کی پیروی کرتے ہیں۔ (۶)

مذہب زیدی یعنی تشیع بمعنی اعم بہت زیادہ، سنی عقائد سے معارض نہیں تھا اسی

(۱) شہرستانی، کتاب ملل والنحل، ج ۱، ص ۱۴۲

(۲) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۲۴۷

(۳) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۳۱۴

(۴) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۳۱۴

(۵) اشعری سعد بن عبد اللہ، المقالات والفرق، مرکز انتشارات علمی و فرهنگی، تہران، طبع دوم ۱۳۶۰ھ ص ۱۰

(۶) شہرستانی کتاب ملل و نحل، منشورات الشریف الرضی، قم ۱۳۶۴، ج ۱ ص ۱۴۳

بنایر زیدیوں کے بعض قیام جیسے محمد نفس زکیہ اور ان کے بھائی ابراہیم کے قیام میں بہت سے علماء اہل سنت بھی شریک تھے اور جو شیعہ ان کے قیام میں ساتھ تھے ان کا خیال تھا کہ منجملہ سبھی علوی قیام کے قائد و رہنما امام معصوم کی طرف سے منصوب ہیں، شاید شیعوں کے ان کے ارد گرد سے منتشر ہونے کی علت یہی ہو خلاصہ یہ کہ صرف زیدی پوری طرح ان رہبروں کے ساتھ باقی رہ گئے تھے مثلاً محمد نفس زکیہ کے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ نے مسعودی کے بقول

زیدیوں کے چار سو افراد ہمراہ جنگ کی اور یہ چند لوگ ان کے ساتھ قتل ہوئے۔ (۱)

تیسرا فرقہ جو اجتماعی اور سیاسی میدان میں فعال و سرگرم تھا وہ فرقہ اسماعیلیہ ہے یہ فرقہ دوسری صدی کے دوسرے نصف میں پیکر تشیع سے جدا ہو گیا لیکن تیسری صدی ہجری کے آخر تک اسے معاشرے میں کوئی خاص اہمیت و مقبولیت حاصل نہیں ہوتی اور اس کے قانڈین ۲۹۶ھ یعنی مرقش مینہلے فاطمی خلیفہ عبید اللہ مہدی تک خفیہ زندگی بسر کرتے رہے اس وجہ سے اس فرقہ کے تشکل کے مراحل کا پوری طرح سے علم نہیں ہے نو بختی جو تیسری صدی ہجری میں موجود تھا اس نے ان کی پہلی فعالیت اور سرگرمیوں کو غلات اور ابن الخطاب کی پیروی سے ربط دیا ہے۔ (۲)

ان کے عقائد بھی ابہام کی شکل میں باقی رہ گئے۔

مسعودی اس بارے میں لکھتا ہے مختلف فرقوں کے متکلمین مثلاً شیعہ، معتزلہ

(۱) مسعودی ، علی بن الحسین ، مروج الذهب ، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات ، بیروت ۱۴۱۱ھ ، ج ۳ ص ۳۲۶

(۲) فرق الشیعہ المطبعة الحیدریہ ، نجف ۱۳۵۵ ۱۹۳۶ھ ص ۷۱

مرجنہ او رخوار ج نے اپنے فرقوں کی موافق میں اور اپنے مخالفین کی رد میں کتابیں لکھی ہیں... لیکن ان میں سے کسی نے بھی فرقہ قرامطہ کے عقائد کے بارے میں کچھ نہیں لکھا اور جنہوں نے ان کی رد بھی کی ہے جیسے قدامہ بن یزید النعمانی ، ابن عبد الجرجانی ، ابی الحسن زکریا الجرجانی ، ابی عبد اللہ محمد بن علی بن الرزام الطائی الکوفی اور ابی جعفر الکلابی ، ان میں سے ہر ایک اہل باطن کے عقائد کی شرح کرتا ہے کہ جس کو دوسرے بیان نہیں کرتے بینا اور خود اس فرقہ والوں نے ان مطالب سے انکار کیا ہے اور ان کی تائید نہیں کی ہے ، (۱) یہ چیز علت بنی کہ یہ لوگ مختلف مناطق میں متفاوت ناموں سے یاد کئے گئے۔

خواجہ نظام الملک نے اس بارے میں لکھا : ان کو ہر شہر میں ایک الگ نام سے یاد کیا جاتا تھا ، حلب و مصر میں اسماعیلی ، قم ، کاشان ، طبرستان اور سبزوار میں سبعی ، بغداد اور ماوراء النہر میں قرمطی ، ری میں خلفی اور اصفہان میں... (۲)

فاطمی حکومت بننے سے پہلے اسماعیلیوں نے سیاسی کو ششیں کم کر دینے زیادہ تر توجہ تبلیغ و تربیت پر مرکوز رکھی اسی وجہ سے اسماعیلی قانڈین منجملہ محمد بن اسماعیل ، عبد اللہ بن محمد ، احمد بن عبد اللہ و حسین بن احمد نے ان علاقوں میں جیسے ری ، نہاوند ، دماوند ، سورہ ، جبال ، قندھار ، نیشاپور ، دیلم ، یمن ، ہمدان ، استانبول ، اور آذر بایجان گئے انہوں نے ان مناطق میں اپنے چاہنے والوں اور مبلغین کو بھیجا (۳) یہ وہ جگہیں تھیں جس کی بنا پر قرمطیوں نے اپنے کو فرقہ اسماعیلیہ سے منسوب کیا اور اتنی وسعت اختیار کی کہ عباسیوں کا لشکر بھی ان کے آشوب کو خاموش نہیں کر سکا۔ (۴)

۲۹۶ھ میں فاطمی حکومت مرقش میں اسماعیلی مذہب کی بنیاد پر وجود میں آئی اور بہت سی اسلامی سر زمینوں کو عباسیوں کے ہاتھوں سے چھین لیا۔

(۱) التنبیہ والاشراف ، دار الصاوی لطبع والنشر والتالیف ، قاہرہ ، ص ۳۴۱

(۲) سیاست نامہ ، انتشارات علمی و فربنگی تہران ۱۳۶۴ھ ص ۳۱۱

(۳) جعفریان ، رسول ، تاریخ تشیع در ایران از آغاز تا قرن ہفتم ہجری ، سازمان تبلیغات اسلامی ، طبع ۱۳۷۷ ، ص ۲۰۹ ، ۲۰۷

(۴) مسعودی ، علی ابن الحسین ، مروج الذهب ، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات ، بیروت ، طبع اول ، ۱۴۱۱ھ ، ج ۴ ص ۲۹۷

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبیت صغری تک

شیعہ فرقوں کے وجود میں آنے کے اسباب بارہ اماموں کے اسماء مبارک احادیث نبوی میں وارد ہوئے ہیں اور پہلے دور کے شیعہ ان حضرات کو دیکھنے سے پہلے ان کے نام جانتے تھے، جیسا کہ پیغمبرؐ کے وفا دار صحابی جابر بن عبد اللہ انصاری نقل کرتے ہیں کہ جس وقت قرآن مجید کی یہ آیت: (يا ايها الذين آمنوا اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولى الامر منكم) (1) اے ایمان لانے والو! اللہ کی، اس کے رسول کی اور صاحبان امر کی اطاعت کرو۔ نازل ہوئی تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں خدا اور اس کے رسولؐ کو پہچانتا ہوں اور ان کی اطاعت بھی کرتا ہوں لیکن اولی الامر سے مراد کون لوگ ہیں جن کی اطاعت کو خدا وند عالم نے اپنی اور آپ کی اطاعت کے ساتھ ذکر کیا ہے؟ حضرت نے

(1) سورہ نساء، ۴ آیت ۵۹

فرمایا: اولی الامر سے مراد میرے جانشین اور میرے بعد کے پیشوا ہیں، ان میں سب سے پہلے علی بن ابی طالب اور ان کے بعد حسن ان کے بعد حسین ان کے بعد علی بن حسین ان کے بعد محمد بن علی جو توریت منبیاقر کے نام سے معروف ہیں ان کی زیارت بھی کرو گے جس وقت تم ان کو دیکھنا میرا سلام کہنا، ان کے بعد جعفر بن محمد ان کے بعد موسیٰ بن جعفر ان کے بعد علی بن موسیٰ ان کے بعد محمد بن علی ان کے بعد علی بن محمد پھر ان کے بعد حسن بن علی اور ان کے بعد ان کا فرزند جو میرا ہمنام اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی وہ امام ہو گا، اسی کے ذریعہ شرق و غرب فتح ہوں گے وہ لوگوں کی آنکھوں سے غائب ہو گا اس کی غیبت اتنی طولانی ہوگی جس کی وجہ سے لوگ اس کی امامت مینشک کریں گے سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں کو خدا وند عالم نے ایمان کے ذریعہ پاک کیا ہے۔ (۱) یہی جابر مسجد نبوی کے دروازے پر بیٹھ کر کہتے تھے اے باقر العلم! آپ کہانہیں؟ لوگ کہتے تھے: جابر بذیان بک رہا ہے۔ جابر کہتے تھے کہ میں بذیان نہیں بک رہا ہوں بلکہ مجھ کو رسول اکرم نے خبر دی ہے کہ میرے خاندان میں سے ایک شخص جو میرا ہم نام اور میرا ہم شکل ہو گا تم اس کی زیارت کرو گے وہ علم کو شکافتہ کرے گا۔ (۲) ائمہ معصومین نے بھی دلیلوں اور معجزوں کے ذریعہ اپنی حقانیت ثابت کی ہے اس کے باوجود بعض اسباب و عوامل اس بات کا باعث بنے کہ بعض شیعہوں پر حقیقت مشتبہ ہوگئی اور وہ راہ (حق) سے منحرف ہو گئے ان عوامل کو ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

(۱) پیشوائی، مہدی، شخصیت ہای اسلامی، انتشارات توحید قم ۱۳۵۹ ص ۶۳، تفسیر صافی سے نقل کیا ہے، ج ۱، ص ۳۶۶، کمال الدین و تمام النعمہ، ج ۱، ص ۳۶۵، طبع تہران، فارسی ترجمہ
(۲) شیخ طوسی اختیار معرفة الرجال، (رجال کشی) موسسہ آل البيت لاحیا التراث قم، ۱۴۰۴ھ، ج ۱، ص ۲۱۸

(۱) اختناق (گھٹن، اضطراب)

۴۰ھ کے بعد خاندان پیغمبرؐ اور ان کے چاہنے والوں پر اس قدر گھٹن کا ماحول چھایا ہوا تھا کہ شیعہ کے لئے ممکن نہیں ہوسکا کہ وہ اپنے اماموں سے رابطہ برقرار کریں اور ان کی ضروری معرفت حاصل کر تے پہلی صدی میں ۷۲ھ اور ابن زبیر (جو شیعوں کا دشمن تھا) کی شکست کے بعد حجاج بن یوسف بیس سال تک عراق و حجاز پر حاکم رہا اور شیعوں کو بہت زدو کوب کیا ان کو قتل کیا زندان میں ڈالا اور عراق و حجاز سے انہیں فرار ہونے پر مجبور کیا۔ (۱) امام سجاد تقیہ میں تھے اور شیعہ معارف کو دعائوں کی شکل میں بیان کرتے تھے فرقہ کیساتیہ اسی زمانہ میں رونما ہوا، امام باقر اور امام صادق کو اگرچہ نسبتاً آزدی ملی تھی، انہوں نے شیعہ معارف کو وسعت بخشی لیکن جب منصور عباسی کو حکومت ملی تو شیعوں کی طرف متوجہ ہوا اور جس وقت اس کو امام صادق کی خبر شہادت ملی تو اس نے مدینہ میں

اپنے والی کو خط لکھا کہ امام صادق کے جانشین کی شناسائی کر کے ان کی گردن اڑادے، امام جعفر صادق نے پانچ لوگوں کو اپنا جانشین بنایا تھا، ان میں ابو جعفر منصور (خلیفہ) محمد بن سلیمان، عبداللہ، موسیٰ اور حمیدہ تھے۔ (۲)

.....

(۱) زین عاملی، محمد حسین، شیعہ در تاریخ، ترجمہ محمد رضا عطانی، انتشارات آستانہ قدس رضوی، طبع دوم، ۱۳۷۵ھ ش، ص ۱۲۰
(۲) طبرسی، ابو علی فضل بن حسن، اعلام الوری، موسسہ آل البیت، لایحیاء التراث، قم ۱۷۴۱۷ھ ج ۲ ص ۱۳

امام کاظم کی عمر کا زیادہ حصہ زندان میں گذرا سب سے پہلے موسیٰ بادی عباسی نے حضرت کو زندان میں ڈالا اور کچھ مدت کے بعد آزاد کر دیا ہارون نے چار بار امام کو گرفتار کیا اور شیعوں کو آپ کے پاس آنے جانے اور دیدار سے منع کیا
(۱)-

شیعہ حیران و سرگردان اور بغیر سرپرست کے رہ گئے، اسماعیلیہ اور فطحیہ کے مبلغین کے لئے راستہ ہموار ہو گیا، اس زمانہ میں کوئی ایسا نہیں تھا جو شیعوں کو ان کے شبہ کا جواب دیتا، عباسی حکومت اور اس کے جاسوسوں کی نظر امام کاظم کی کوششوں کے بارے میں اس حد تک تھی کہ علی بن اسماعیل جو آپ کے بھتیجے تھے وہ بھی اپنے چچا کی مخالفت میں چغخوری کرتے تھے (۲) اکثر شیعہ اس وقت یہ نہیں جانتے تھے کہ امام موسیٰ کاظم زندہ ہیں یا نہیں؟ چنانچہ یحییٰ بن خالد برمکی کا بیان ہے:

میں نے رافضیوں کے دین کو ختم کر دیا اس لئے کہ انکا خیال ہے کہ دین بغیر امام کے زندہ اور استوار نہیں رہ سکتا آج وہ نہیں جانتے کہ ان کے امام زندہ بینا مردہ۔ (۳)

حضرت کی شہادت کے وقت ایک بھی شیعہ حاضر نہیں تھا اسی لئے واقفہ نے آپ کی موت (شہادت) سے انکار کر دیا اگرچہ مالی مسائل واقفہ کے وجود میں زیادہ مؤثر تھے، ائمہ معصومین مسلسل عباسی حکومت کے زیر نظر تھے، یہاں تک کہ امام بادی اور

.....

(۱) مظفر، محمد حسین، تاریخ شیعہ، منشورات مکتب بصیرتی، قم، (بی تا) ص ۴۷
(۲) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۶۴۱۶ھ ص ۱۴
(۳) زین عاملی، (محمد حسین) شیعہ در تاریخ: ج ۱، ص ۲۳

امام عسکری کو سامرہ کی فوجی چھاوٹی میں رکھا گیا تا کہ ان دو نوناموں پر کڑی نظر رکھ سکیں، امام حسن عسکری کی شہادت کے بعد آپ کے جانشین (حضرت ولی عصر) کو پہچاننے کے لئے امام حسن عسکری کی کنیزوں اور بیویوں کو قید خانوں میں ڈال دیا، یہاں تک کہ جعفر بن علی (جو جعفر کذاب کے نام سے مشہور ہیں) نے اپنے بھائی امام حسن عسکری کے خلاف جد و جہد کی اسی وجہ سے غلات کے عقائد نصیری یعنی محمد ابن نصیر فہری کے ذریعہ پھیل گئے چند لوگ جعفر کے ارد گرد جمع ہو گئے اور انہوں نے امامت کا دعویٰ کر دیا۔ (۱)

(۲) تقیہ

یعنی جب جان کا خوف ہو تو حقیقت کے خلاف اظہار کرنا، شیعوں نے اس طریقہ کار کو گذشتہ شریعتوں اور شریعت اسلام کی پیروی میں عقل و شرع سے اخذ کیا ہے جیسا کہ مومن آل فرعون نے فرعون اور فرعونوں کے خوف سے اپنے ایمان کو چھپایا، اصحاب رسولؐ میں سے عمار یاسر نے بھی مشرکین کے شکنجہ اور آزار کی وجہ سے تقیہ کیا اور کفر کا اقرار کیا اور روتے ہوئے پیغمبرؐ کے پاس آئے تو حضرت نے فرمایا: اگر دوبارہ تم کو شکنجہ کی اذیت دیں تو پھر اس کام کو انجام دینا۔ (۲)

شیعہ چونکہ بہت ہی کم مقدار میں تھے اس لئے اپنی حفاظت کے لئے تقیہ

.....

(۱) شیخ طوسی، اخبار معرفت الرجال (رجال کشی) موسسہ آل البیت لایحیاء التراث، قم، ۱۴۰۴ھ ج ۲
(۲) امین، سید محمد، اعیان الشیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت (بی تا) ج ۱، ص ۱۹۹

کرتے تھے اور اس روش کی بنا پر مکتب تشیع باقی رہا جیسا کہ ڈاکٹر سمیرہ مختار اللیثی نے لکھا ہے: شیعہ تحریک جاری رہنے کے عوامل میں سے ایک عامل تقیہ اور مخفی دعوت ہے کہ جس نے یہ فرصت دی کہ شیعوں کی نئی تحریک خلفائے عباسی اور ان کے حاکموں کی آنکھوں سے دور رہ کر ترقی کرے۔ (۱)

لیکن دوسری طرف تقیہ شیعوں کے مختلف گروہوں میں تقسیم ہونے کا سبب بنا کیونکہ شیعہ وقت کے ظالموں کے خوف سے اپنے عقائد کو مخفی رکھتے تھے اور ہمارے ائمہ بھی ایسا کرتے تھے چنانچہ اس دور کی خفقانی کیفیت اور گھٹن اور سختی کی وجہ سے اپنی امامت کو ظاہر نہیں کرتے تھے یہ بات امام رضا اور واقفیون کے درمیان ہونے والی گفتگو سے روشن ہوجاتی ہے۔

علی بن ابی حمزہ کہ جس کا تعلق واقفی مذہب سے تھا اس نے امام علی رضا سے سوال کیا کہ آپ کے والد کیا ہوئے؟ امام نے فرمایا: انتقال کر گئے، ابن ابی حمزہ نے کہا: انہوں نے اپنے بعد کس کو اپنا جانشین قرار دیا؟ امام نے فرمایا: مجھ کو، اس نے کہا: تو پس آپ واجب الاطاعت ہیں؟ امام نے فرمایا: ہاں، واقفیون کے دو افراد، ابن سراج اور ابن مکاری نے کہا: کیا آپ کے والد نے امامت کے لئے آپ کو معین کیا ہے؟ امام رضا نے فرمایا: وای ہو تم پر یہ لازم نہیں ہے کہ میں خود کہوں کہ مجھے معین کیا ہے، کیا تم چاہتے ہو کہ میں بغداد جانوں اور ہارون سے کہوں کہ میں امام واجب الاطاعت ہوں؟ خدا کی قسم یہ میرا وظیفہ نہیں ہے، ابن ابی حمزہ نے کہا: آپ نے ایسی چیز کا اظہار

.....

(۱) جہاد الشیعہ، دار الجیل، بیروت، ۱۳۹۶ھ، ص ۳۹۴

کیا کہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے بھی ایسی چیز کا اظہار نہیں کیا، امام نے فرمایا: خدا کی قسم میں ان کا بہترین جانشین ہونی یعنی پیغمبرؐ پر جس وقت آیت یہ نازل ہوئی اور خداوند متعال نے حکم دیا کہ تم اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائو تو آپ نے اس کا اظہار کیا۔ (۱)

امام محمد باقر نے اپنے زمانہ میں کئی مسئلہ کے جواب میں تقیہ سے کام لیا جس کی وجہ سے کچھ شیعہ آپ کی امامت سے منحرف ہو کر فرقہ زیدیہ بترہ کے پیروں ہو گئے۔ (۲)

دوسری طرف بعض افراد تقیہ کی مصلحت کو نہیں سمجھ سکے اور ائمہ اطہار کا اپنی امامت کے بارے میں کھل کر اظہار نہ کرنے کو خطا سے تعبیر کیا یعنی وہ لوگ تند خو اور افراطی تھے یہ بات بھی زیدیہ مذہب کے وجود میں آنے کا سبب بنی، جس وقت فشار و گھٹن کا ماحول کم ہوا اور حالات کچھ بہتر ہوئے اور ائمہ نے اپنی حجت تمام کی تو شیعوں کے اندر فرقہ بندی بھی کم ہو گئی امام صادق کے زمانہ میں امویوں اور عباسیوں کے درمیان کشمکش کی وجہ سے ایک بہترین موقع فراہم ہو گیا تھا اور امام صادق کو عملی اعتبار سے آزادی حاصل تھی اس بنا پر شیعہ فرقہ بندی میں کمی واقع ہو گئی تھی، لیکن آپ کی شہادت کے بعد منصور خلیفہ مقتدر عباسی کا دباؤ بہت زیادہ تھا، فرقہ ناؤسیہ، اسماعیلیہ، خطابیہ، قرامطہ، سمطیہ اور فطحیہ وجود میں آئے۔ (۳)

.....

(۱) جہاد الشیعہ، دار الجیل، بیروت، ۱۳۹۶ھ، ص ۷۶۳

(۲) اشعری قمی، سعد بن عبد اللہ، مقالات والفرق، مرکز انتشارات علمی فرهنگی، تہران ص ۷۵

(۳) اشعری قمی، سعد بن عبد اللہ، مقالات والفرق، مرکز انتشارات علمی و فرهنگی تہران، ص ۷۹

امام رضا کے زمانہ میں حالات بہتر ہو گئے یہاں تک کہ ہارون کے زمانہ میں حضرت نسبتاً عمل میں آزاد تھے اور اس زمانہ میں واقفیہ کے چند بزرگ مثلاً عبد الرحمن بن حجاج، رفاعہ بن موسیٰ، یونس بن یعقوب، جمیل بن دراج، حماد بن عیسیٰ، وغیرہ اپنے باطل عقیدہ سے پھر گئے اور حضرت کی امامت کے قائل ہو گئے، اسی طرح امام رضا کی شہادت کے بعد باوجود اس کے کہ امام جواد سن میں چھوٹے تھے لیکن امام رضا کی کوششوں اور اپنے فرزند کو جانشین کے عنوان سے پہچنوانے کی بنا پر شیعوں کے اندر فرقہ بندی میں کمی آگئی تھی۔

(۳) ریاست طلبی اور حب دنیا :

جس وقت گھٹن کا ماحول ہوتا تھا تو ائمہ اطہار اساس تشیع کے تحفظ نیز شیعوں کی جان کی حفاظت کے لئے تقیہ کرتے تھے، اس وقت مطلب پرست اور ریاست طلب افراد جو شیعوں کی صفوں میں شامل ہوتے تھے لیکن دیانت پر بالکل اعتقاد

نہیں رکھتے تھے وہ اس وضعیت سے غلط فائدہ اٹھاتے تھے جیسا کہ امام جعفر صادق نے ایک صحابی کے جواب میں کہ جس نے احادیث کے اختلاف کے بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: کچھ لوگ ایسے ہیں جو ہماری حدیثوں کی تاویل کر کے دنیا اور ریاست تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ (۱)

اس بنیاد پر دوسری صدی ہجری میں اور اس کے بعد جب شیعیت پھیل گئی تھی امام صادق، امام کاظم اور امام عسکری کی شہادت کے بعد مطلب پرست اور ریاست طلب افراد شیعوں کے درمیان کچھ زیادہ پیدا ہو گئے تھے، مال اور ریاست کی بنیاد پر

(۱) شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، رجال کشی، موسسه آل البيت لاحیاء التراث، قم ۱۴۰۴ ج ۱ ص ۳۷۴

فرقوں کو ایجاد کرتے تھے امام باقر کی شہادت کے بعد مغیرہ بن سعید نے اپنی امامت کا دعویٰ کیا اور کہا: امام سجاد اور امام باقر نے میرے بارے میں تاکید کی ہے اس وجہ سے اس کے طرفدار مغیرہ کہلائے۔ امام صادق کی شہادت کے بعد نائوسیہ اور خطابیہ فرقے پیدا ہوئے جن کے رہبروں نے لوگوں کو اپنی طرف جذب کرنے کے لئے امام صادق اور ان کے فرزند اسماعیل کے نام سے فائدہ اٹھایا، فرقہ نائوسیہ کا رہبر ابن نائوس ہے اس نے امام صادق کی رحلت کا انکار کیا اور ان کو مہدی مانا ہے اور خطابیہ امام صادق کے فرزند اسماعیل کی موت کے منکر ہیں اور ان کے رہبروں نے ان دو بزرگوں کے بعد خود کو امام کے عنوان سے مشہور کیا۔ (۱)

امام موسیٰ کاظم کی شہادت کے بعد مال کی وجہ سے کثرت سے فرقے وجود میں آئے یونس جو امام کاظم کے صحابہ ہیں نقل کرتے ہیں: جس وقت امام موسیٰ کاظم دنیا سے گئے ان کے نوابین و وکلا کے پاس بہت سے مال اور رقوم شرعیہ موجود تھی اسی وجہ سے انہوں نے حضرت پر توقف کیا اور حضرت کی شہادت کے منکر ہو گئے، نمونہ کے طور پر زیاد قندی انباری کے پاس ستر ہزار دینار اور علی بن حمزہ کے پاس تیس ہزار دینار تھے یونس کا بیان ہے: جس وقت میں نے ان کی اس وضعیت کو دیکھا تو میرے لئے حقیقت روشن ہو گئی اور حضرت امام رضا کی امامت کا قضیہ بھی مرے لئے واضح ہو گیا تھا، میں نے حقائق بیان کرنا شروع کر دیئے اور لوگوں کو حضرت کی جانب دعوت دی، ان دونوں نے میرے پاس پیغام کہلوا یا کہ تم کیونلوگوں کو امام رضا کی امامت کی طرف دعوت دیتے

(۱) شیخ طوسی، رجال کشی، موسسه آل البيت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۴ ج ۱ ص ۸۰

ہوا اگر تمہارا مقصد مال حاصل کرنا ہے تو ہم تم کو بے نیاز کر دیں گے اور انہوں نے دس ہزار دینار کی مجھے پیش کش کی لیکن میں نے قبول نہیں کیا لہذا وہ غصہ ہوئے اور انہوں نے مجھ سے دشمنی اور عداوت کا اظہار کیا۔ (۱)

سعد بن عبد اللہ اشعری کا بیان ہے: امام کاظم کی شہادت کے بعد فرقہ ہسمویہ کا یہ عقیدہ تھا کہ امام موسیٰ کاظم کی وفات نہیں ہوئی ہے اور وہ زندان میں بھی نہیں رہے ہیں بلکہ وہ غائب ہو گئے ہیں اور وہی مہدی ہیں، محمد بن بشیر ان کا رہبر تھا اس نے دعویٰ کیا کہ ساتویں امام نے خود اس کو اپنا جانشین بنایا ہے، انگوٹھی اور وہ تمام چیزیں جن کی دینی اور دنیوی امور میں احتیاج ہوتی ہے اسے میرے حوالے کیا ہے اور اپنے اختیارات بھی مجھے دینے ہیں اور مجھے اپنی جگہ بٹھایا ہے لہذا میں امام کاظم کے بعد امام ہوں محمد بن بشیر نے اپنی موت کے وقت اپنے فرزند سمیع بن محمد کو اپنی جگہ بٹھایا اور اس کی اطاعت کو امام موسیٰ کاظم کے ظہور تک واجب قرار دیا اور لوگوں سے کہا کہ جو بھی خدا کی راہ میں کچھ دینا چاہتا ہے وہ سمیع بن محمد کو عطا کرے ان لوگوں کا نام ممتورہ پڑا۔ (۲)

(۱) زین عاملی، محمد حسین، شیعہ در تاریخ، ص ۱۲۳، شیخ طوسی کی غیبت سے نقل کی ہے ص ۴
(۲) اشعری قمی، سعد بن عبد اللہ، المقالات والفرق، ص ۹۱

(۴) ضعیف النفس افراد کا وجود :

شیعوں میں کچھ ضعیف النفس افراد موجود تھے جس وقت امام سے کوئی کرامت دیکھتے تھے تو ان کی عقلیں اس کو تحمل نہیں کر پاتی تھیں اور وہ غلو کر نے لگتے تھے اگرچہ خود ائمہ طاہرین نے شدت سے اس طرح کے عقائد کا مقابلہ کیا ہے، رجال کشی کے نقل کے مطابق بصرہ کے سیاہ نام لوگوں میں سے ستر لوگوں نے جنگ جمل کے بعد حضرت علی کے بارے میں غلو کیا۔ (۱) مفاد پرست اور ریاست طلب افراد ان لوگوں کے عقیدے سے سوء استفادہ کرتے تھے ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو منحرف کرتے تھے اور اپنے مفاد میں ان سے کام لیتے تھے جیسا کہ ابی خطاب نے فرقہ خطابیہ کو ایجاد کیا اور امام صادق کو مقام پیغمبری میں قرار دیا اور کہا: خدا ان میں حلول کر گیا ہے اور خود کو ان کا جانشین بتایا۔ (۲) امام زمانہ کی غیبت صغریٰ میں بھی ابن نصیر نے خود کو پہلا باب اور احکام کے نشر کرنے اور اموال جمع کرنے میں خود کو امام کا وکیل مشہور کیا، اس کے بعد پیغمبری کا دعویٰ کیا اور آخر میں خدائی کا دعویٰ کیا، (۳) اس کے چاہنے والوں نے اس کو قبول بھی کر لیا بلکہ اپنے چاہنے والوں کے ایمان کی بنا پر ہی اس نے یہ دعوے کئے تھے اور اسی طرح فرقہ غلات وجود میں آئے۔

.....

(۱) جب امیر المومنین جنگ جمل سے فارغ ہوئے ۷۰ لوگ جو سیاہ پوست جو بصرہ میں رہتے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے نے اپنی زبان میں علی سے بات کرنا شروع کی علی نے ان کی زبان میں ان کو جواب دیا انہوں نے آپ کے بارے میں غلو کیا علی نے فرمایا: میں خدا کی مخلوق اور اس کا بندہ ہوں انہوں نے قبول نہیں کیا انہوں نے کہا: آپ ہی خدا ہیں، آپ نے ان سے توبہ کرنے کی درخواست کی لیکن انہوں نے توبہ نہیں کی اس وجہ سے آپ نے ان کو پھانسی دی، شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، رجال کشی، موسسہ آل البيت لاحیاء التراث، قم، ۱۴۰۴ھ، ج ۱، ص ۳۲۵

(۲) شہرستانی، کتاب ملل و نحل، منشورات شریف رضی، قم، ج ۱، ص ۱۶۰

(۳) شیخ طوسی، رجال کشی، ج ۲، ص ۸۰۵

غالیوں کے خلاف ائمہ کا مبارزہ

اہم ترین خطروں میں ایک خطرہ جو طول تاریخ میں شیعوں کے لئے چیلنج کا سبب بنا رہا وہ غالیوں کا مسئلہ اور عقائد کا شیعوں کی طرف نسبت دینا ہے ہمیشہ شیعوں کے دشمن شیعوں کو ان کے اماموں کے متعلق غلو اور زیادہ روی سے متہم کرتے تھے ہم یہاں غلات کے مختلف فرقوں اور ان کے عقائد کو بیان نہیں کریں گے لیکن قابل توجہ مطلب یہ ہے کہ اہم ترین خصوصیت اور غلات کے تمام فرقوں کے درمیان نقطہ اشتراک ائمہ اطہار کے بارے میں غلو کرنا ہے اور ان کو خدا کے مرتبہ تک پہنچانا ہے مسلمانوں کے درمیان غلات کا وجود داخلی عوامل سے زیادہ خارجی عوامل کی بنیاد پر ہے جب دشمنان اسلام براہ راست مقابلہ نہیں کر سکے اور وہ تمام تر کوششوں کے باوجود اسلام کو خاطر خواہ نقصان نہ پہنچا سکے تو انہیں یہ حربہ اپنایا، چونکہ اسلام ان کی سر زمینوں میں داخل ہو چکا تھا اور ان کی پوری طرح سے شکست ہو چکی تھی لہذا ان کی یہ کوشش یہ رہی کہ اسلام کو داخلی طریقہ سے نقصان پہنچایا جائے اسی وجہ سے انہوں نے اسلام کے پہلے اصول کو مورد ہدف قرار دیا، سیاسی حکومتیں بھی اس جانب مائل تھیں کہ اہل بیت پیغمبرؐ کے چاہنے والوں اور ان کے شیعوں کے درمیان ایسے افراد پیدا ہونجن کے عقائد کی نسبت شیعوں کی طرف دی جائے اور اس طریقہ سے اہل بیت کے چاہنے والوں کو غالی اور مسلمانوں کے زمروں سے علیحدہ کر دیا جائے، اگرچہ یہ سلسلہ خلافت امیر المومنین کے دور سے شروع ہو گیا تھا اور کچھ غیر فعال لوگ آپ کے بارے میں فراطی عقیدہ رکھنے لگے تھے جب وہ اپنے عقیدہ سے نہ ہنپٹتے تو حضرت نے ان کو ختم کر دیا۔ (۱)

.....

(۱) شیخ طوسی، رجال کشی، ج ۱، ص ۳۲۵

عبداللہ بن سبا جو ایک موبوم اور خیالی شخص ہے جس نے سب سے پہلے اس کا نام لیا وہ طبری ہے اس نے ابن سبا کی داستان کو سیف ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ تمام علمائے رجال ابن سیف کے کذاب ہونے پر متفق ہیں، (۱) ائمہ اطہار مسلسل اس طرح کے مسائل سے دوچار تھے اور انہوں نے شدت سے اس کا مقابلہ کیا ہے اور ہمیشہ ان پر لعنت کی ہے اور لوگوں

کو ان کے خطرات سے آگاہ کیا ہے اور شیعوں کو حکم دیا ہے کہ ان کے پاس نہ بیٹھیں اور ان سے رابطہ برقرار نہ کریں۔ (۲)

امام صادق نے چند غالی لیڈروں کا نام لیا ہے، جیسے مغیرہ بن سعید، بیان، صائدندی، حارث شامی، عبدالله بن حارث، حمزہ بن عمار بربری، اور ابوالخطاب وغیرہ اور ان افراد پر لعنت بھی کی ہے۔ (۳)

یہ لوگ ائمہ طاہرین کی نفرین اور لعنت کی وجہ سے سخت عذاب میں مبتلا ہوتے تھے اور بری حالت میں مارے جاتے تھے جیسا کہ امام رضا نے فرمایا: بنان نے امام سجاد پر جھوٹ کا الزام لگایا خدا نے اس کو تیز تلوار کا مزہ چکھایا، مغیرہ بن سعید نے امام باقر پر جھوٹ کا الزام لگایا کہ اس کو بھی خدا نے تیز تلوار کا مزہ چکھایا، محمد بن بشیر نے امام کاظم کی طرف جھوٹی نسبت دی اس کو بھی خدانے تلوار کے ذریعہ ختم کر دیا ابوالخطاب نے امام صادق کی نسبت جھوٹ الزام لگایا وہ بھی شمشیر کی زد میں آیا اور جو مجھ پر جھوٹ کا الزام لگاتا ہے وہ محمد بن فرات ہے۔ (۴)

.....

- (۱) رجوع کیا جائے، عسکری، سید مرتضیٰ، عبدالله بن سبا و اساطیر اخری، طبع ششم، ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ ج ۲ ص ۳۲۸-۳۷۵
(۲) شیخ طوسی، رجال کشی، ج ۲، ص ۵۸۶
(۳) شیخ طوسی، رجال کشی، ص ۵۷۷
(۴) شیخ طوسی، رجال کشی، ص ۵۹۱

امام حسن عسکری کے دور میں غلات کا سلسلہ بہت زیادہ وسیع ہو گیا تھا اس وجہ سے امام نے قاسم یقینینی، علی بن حسنہ قمی، ابن باباقمی فہری، محمد بن نصیر نمیری و فارس بن حاتم قزوینی وغیرہ غلات کے رببر اور سردار تھے ان لوگوں پر آپ نے لعنت بھیجی ہے۔ (۱)

شیعہ نشین علاقہ جیسے قم کہ جو ہمیشہ غالیوں کا مخد ل ف تھا اور غالیوں کو یہاں سکونت کی اجازت نہیں تھی اس بنا پر ابن دانود نے حسین بن عبدالله محرر کی سوانح حیات کے ضمن میں یہ تحریر کیا ہے: روایت میں ہے کہ اس کو کسی غالی کے ساتھ ہونے کی بنا پر قم سے نکال دیا گیا تھا۔ (۲)

ابن جزم کے نقل کے مطابق ابوالحسن محمد بن احمد جو امام کاظم کے فرزند وں میں سے ہیں اور جنہوں نے تیسری صدی ہجری میں آذر بانیجان میں زندگی بسر کی ہے، وہاں ان کا ایک بلند مقام تھا انہوں نے غلات کے مبلغین پر بہت سختی کی یہاں تک کہ ان کے قتل کے اسباب فراہم کئے اور آذر بانیجان کے حاکم ابن ابی ساج کے غلام مفلح کو اس بات پر وارد کیا کہ وہ تمام مبلغین غلاف کو قتل کر دے۔ (۳)

.....

- (۱) شیخ طوسی، رجال کشی، ص ۸۰۵
(۲) رجال ابن دانود، منشورات رضی، قم، ص ۲۴۰
(۳) جمہرۃ انساب العرب، بیروت، طبع اول، ۱۴۰۳ھ، ص ۶۳

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغری تک

ساتویں فصل

شیعوں کی علمی میراث

شرع مقدس اسلام میں تالیف و تصنیف کی اہمیت کسی پر مخفی نہیں ہے کیونکہ علم و آگاہی کے منتقل کرنے کے راستوں

میں ایک راستہ لکھنا ہے، عرب کے معاشرے میں اسلام سے پہلے اس نعمت سے بہت کم لوگ بہرہ مند تھے اور صرف چند افراد لکھنے اور پڑھنے کی توانائی رکھتے تھے۔ (۱)

لیکن بعثت پیغمبرؐ اور نزول وحی کے بعد تعلیمات اسلامی سے واقفیت کے لئے قرآنی آیات کے لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی، جیسا کہ ابن ہشام نے نقل کیا ہے کہ عمر بن الخطاب کے مسلمان ہونے سے پہلے ان کی بہن فاطمہ بنت خطاب اور ان کے شوہر سعید بن زید مسلمان ہوئے، خباب ابن ارث نے ایک نوشتہ کے ذریعہ کہ جسے صحیفہ کہتے، عمر کی نظروں سے مخفی ہو کر انہیں سورہ طہ کی تعلیم دی۔ (۲)

مدینہ میں بھی رسول خداؐ مسلمانوں میں سے بعض افراد کو کہ جو لکھنے پر قادتھے وحی لکھنے کے لئے انتخاب کیا اس کے علاوہ پیغمبرؐ امیر المومنین کو کہ جو دائمی وحی لکھنے والے تھے

(۱) ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، (مقدمہ) دار احیاء التراث، بیروت، ۱۴۰۸ھ ص ۴۱۷
 (۲) ابن ہشام، سیرۃ النبوة، دار المعرفة، بیروت، (بی تا) ج ۱، ص ۳۳۴

مسلل آیات محکمت و متشابہات اور ناسخ و منسوخ آیات کے بارے میں وضاحت پیش کرتے تھے جس کی بنا پر صحیفہ جامعہ کے نام سے ایک کتاب رسول خداؐ املایا جو حلال و حرام، احکام و سنن اور وہ احکام جن کی دنیا و آخرت میں لوگوں کو ضرورت ہے ان سب کو شامل تھی۔ (۱)

دوسری دو کتابیں جن میں سے ایک دیات کے بارے میں تھی جس کا نام صحیفہ تھا اور دوسری کتاب جس کا نام فریضہ تھا اس کی نسبت بھی حضرت کی طرف دی گئی ہے۔ (۲)

بعض دوسرے صحابہ نے بھی رسولؐ خدا کی تقاریر اور احادیث کو جمع کیا تھا اس کو بھی صحیفہ کہتے تھے جیسا کہ بخاری نے ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے: اصحاب پیغمبرؐ میں سے سب سے زیادہ میں احادیث رسولؐ کو نقل کرتا ہوں سوائے عبد اللہ بن عمر کے کیونکہ وہ جو چیز بھی پیغمبرؐ سے سنتے تھے اس کو لکھ لیتے تھے لیکن میں نہیں لکھتا تھا۔ (۳)

(۱) نجاشی احمد بن علی، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، مؤسسة النشر الاسلامی التابع لجماعة المدرسين، قم ۱۴۰۷ھ ص ۳۶۰، اور طبرسی، اعلام الوری باعلام الہدی، مؤسسة آل البيت لاحیاء التراث، قم طبع اول، ۱۴۱۷ھ ج ۱ ص ۵۳۶
 (۲) شیخ طوسی، محمد بن حسن، تہذیب الاحکام، مکتبۃ الصدوق، طبع اول، ۳۷۶ھ ق ۱۸۴۱۸ھ ج ۱، ص ۳۳۸-۳۴۲
 (۳) صحیح بخاری، دار الفکر، للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ج ۱، ص ۳۶

لیکن وفات پیغمبرؐ کے بعد دوسرے خلیفہ، عمر نے احادیث رسولؐ کو لکھنے سے منع کر دیا۔ (۱)

عمر بن عبدالعزیز نے پہلی صدی ہجری کے آخر میں اس ممانعت کو ختم کر دیا اور ابو بکر بن حزم کو احادیث لکھنے کے لئے خط لکھا۔ (۲)

لیکن دوسری صدی ہجری کے شروع تک یہ کام عملی طور پر نہیں ہو سکا کیونکہ غزالی کے نقل کی بنا پر جن لوگوں نے اہل سنت کے درمیان حدیث کی کتاب کو سب سے پہلے تالیف کیا ہے وہ یہ ہیں: ابن جریج، معمر بن راشد، مالک بن انس اور سفیان ثوری، (۳) یہ لوگ دوسری صدی ہجری کے نصف دوم میں تھے، ان کی وفات کے سال ان کے نام کی ترتیب کے ساتھ اس طرح ہیں ۱۵۰ھ، ۱۵۲ھ، ۱۷۹ھ، ۱۶۱ھ لیکن خلیفہ دوم کی طرف سے کتابت احادیث پر پابندی اور روک ٹوک شیعوں کے درمیان مؤثر نہ ہوئی اور شیعوں کے بزرگ اصحاب جیسے سلمان فارسی، ابو ذر غفاری، ابو رافع قیطی نے تالیف و تصنیف کی راہ میں پہلے قدم بڑھائے، ابن شہر آشوب کا بیان ہے، غزالی معتقد ہے کہ سب سے پہلی کتاب جو جہان اسلام میں لکھی گئی وہ ابن جریج کی کتاب ہے جو تفاسیر کے حروف اور آثار کے بارے میں ہے کہ جس کو مجاہد اور عطا نے مکہ میں نقل کیا ہے، اس کی کتاب کے بعد یمن مینم عمر بن راشد صنعانی کی کتاب ہے اس کے بعد مدینہ میں موطا مالک بن انس کی کتاب ہے نیز اس کتاب کے بعد سفیان ثوری کی کتاب جامع ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ عالم اسلام میں سب سے پہلی کتاب

- (۱) حیدر، اسد، امام صادق و مذاہب اربعہ، دارالکتاب عربی، بیروت، ۱۴۰۳ھ، ج ۱ ص ۵۴۴
 (۲) صحیح بخاری، دار الفکر، للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ج ۱، ص ۲
 (۳) ابن شہر آشوب، معالم العلماء، منشورات المطبعة الحیدریہ، نجف، ۱۳۸۰ھ، ص ۲

امیر المومنین نے لکھی ہے کہ جس میں قرآن کو جمع کیا ہے حضرت کے بعد سلمان فارسی، ابو ذر غفاری اصبح بن نباتہ عبیداللہ بن ابی رافع نے تصنیف و تالیف کی راہ میں قدم اٹھایا اور ان کے بعد امام زین العابدین نے صحیفہ کاملہ تالیف کی۔ (۱)

ابن ندیم نے بھی شیعہ تالیفات کو پہلی صدی سے مربوط جانتا ہے۔ (۲)
 شیعوں کی تالیف و تصنیف اور آثار نبوی کی جمع آوری مینمقدم ہونے کی وجہ سے ذہبی نے ابان بن تغلب کی سوانح حیات میں کہا ہے: اگر ابان جیسے شخص کی وثاقت تشیع کی طرف جھکائو اور میلان کی وجہ سے ختم ہو جائے تو نبی اکرم ﷺ کی بہت سی حدیثیں اور آثار ہمارے درمیان سے ختم ہو جائیں گے۔ (۳)
 اہل سنت کے گذشتہ فقہا اور محدثین خصوصاً ائمہ اربعہ نے امام صادق سے بلا واسطہ یا با لواسطہ استفاہ کیا ہے نیز اس کے علاوہ مستقل طور پر شیعہ محدثین کی شاگردی بھی کی ہے اور ان سے احادیث دریافت کی ہیں۔ (۴)

.....

- (۱) ابن شہر آشوب، معالم العلماء، ص ۲
 (۲) الفہرست، دار المعرفة، للطباعة والنشر، بیروت، ص ۳۰۷
 (۳) ذہبی، میزان الاعتدال، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ج ۱ ص ۴
 (۴) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت، ج ۱، ص ۱۸

لیکن ان کتابوں کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے جو شیعوں کے درمیان تیسری صدی ہجری تک لکھی گئی ہیں، صاحب وسائل نے کہا ہے: ائمہ اطہار کے ہم عصر دانشمندیوں اور محدثوں نے امام امیر المومنین کے زمانہ سے لے کر امام حسن عسکری

کے زمانہ تک چھ ہزار چھ سو کتابیں تحریر فرمائی ہیں۔ (۱)
 شیعوں نے اس دور میں روز مرہ کے مختلف علوم جیسے ادبیات، لغت، شعر، علوم قرآن، تفسیر، حدیث، اصول فقہ، کلام، تاریخ، سیرت، رجال، اخلاق کے بارے میں بے حد کوششیں کی ہیں اور کثیر تعداد میں اپنی تالیفات چھوڑی ہیں نیز بیشتر علوم میں وہ سبقت رکھتے ہیں۔

ابوالاسود دونلی نے علم نحو کی بنیاد رکھی، (۲) انہوں نے ہی سب سے پہلی مرتبہ قرآن پر نقطہ گذاری کی۔ (۳)
 مسلمانوں کی سب سے پہلی لغت کی کتاب، کتاب العین ہے جس کو خلیل بن احمد نے مرتب کیا ہے (۴) ان کا شمار شیعہ دانشوروں میں ہوتا ہے۔ (۵)
 پیغمبر ﷺ کی جنگوں اور سیرت کے بارے میں سب سے پہلی کتاب ابن اسحاق نے لکھی اور ابن حجر نے اس کے شیعہ ہونے کی گواہی دی ہے۔ (۶)
 اس مختصر سی روشنی ڈالنے کے بعد ہم یہاں علم فقہ و حدیث اور کلام کی مختصر وضاحت پیش کرتے ہیں جن کو مکتب تشیع نے اپنے مبنی اور اصول کی بنیاد پر اپنے سے مخصوص کیا ہے۔

.....

- (۱) شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ، مکتبۃ الاسلامیہ، تہران، طبع ششم ج ۲۰، ص ۴۹
 (۲) ابن ندیم، وہبی کتاب ص ۶۱
 (۳) بیستانی، دائرۃ المعارف، دار المعرفة، بیروت، ج ۱، ص ۷۸۸
 (۴) ابن ندیم، وہبی کتاب، ص ۶۳
 (۵) اردبیلی الغری الحائری، محمد بن علی، جامع الرواۃ، منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۳ھ قمری، ج ۱، ص ۲۹۸
 (۶) ابن حجر عسقلانی، تحریر تقریب التہذیب، مؤسسة الرسالۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء، ج ۳، ص ۲۱۲-۲۱۱

علم حدیث:

حدیث یا سنت:

قرآن کے بعد اسلامی فقہ کا دوسرا منبع و ماخذ ہے یعنی معصوم کا قول، فعل اور تقریر، (تقریر یعنی معصوم کے سامنے کوئی کام انجام دیا جائے اور معصوم خاموش رہیں اس کی رد میں کچھ نہ کہیں) اہل سنت حضرات سنت یا حدیث کو پیغمبرؐ کے قول و فعل و تقریر میں منحصر جانتے ہیں لیکن شیعہ امام معصوم کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حجت قرار دیتے ہیں اور حدیث کا حصہ شمار کرتے ہیں (۱) اب ہم ائمہ کے زما نے میں حدیثوں کی تحقیق کے چار طبقہ جو چار مرحلوں کو شامل ہے انجام دینگے :

پہلا طبقہ :

نجاشی کے مطابق پہلے حدیث لکھنے والے حسب ذیل ہیں :

ابو رافع قطبی ، علی ابن ابی رافع ، ربیعہ بن سمیع ، سلیم بن قیس ہلالی، اصبع بن نباتہ مجاشعی ، عبید اللہ بن حر جعفی یہ افراد امیر المومنین علیہ السلام اور امام حسن و امام حسین کے اصحاب میں سے ہیں۔ (۲)

.....

(۱) شہید ثانی، شیخ زین الدین، ذکر الشیعہ فی احکام الشریعہ، طبع سنگی، ص ۴، اور الرعاۃ فی علم الدراۃ، شہید ثانی، مکتبۃ آیۃ اللہ مرعشی نجفی، طبع اول ۱۴۰۸، ص ۲۵۰
(۲) رجال نجاشی، موسسہ نشر اسلامی التابعہ لجامعۃ المدرسین ، قم ، ۱۴۰۷ھ ، قم ، ۱۴۰۷ھ ق ص ۹۰۴

دوسرا طبقہ :

بعض محققین کے مطابق امام سجّاد اور امام باقر کے اصحاب کے درمیان بارہ افراد صاحب تالیف اور صاحب کتاب تھے۔ (۱) ان میں ابان بن تغلب کا نام لیا جا سکتا ہے کہ جن کو ائمہ کے نزدیک ایک خاص مقام و مرتبہ تھا امام باقر نے ان سے فرمایا : مسجد نبیؐ میں بیٹھ کر لوگوں کو فتویٰ دو کیونکہ مینتم جیسے افراد کو اپنے شیعوں کے درمیان دیکھنا چاہتا ہوں۔ (۲)

نجاشی کا بیان ہے : ابان بن تغلب مختلف فنون و علوم میں ماہر تھے ، ابان نے ان فنون کے بارے میں کتابیں تحریر کی ہیں ، ان میں سے تفسیر غریب القرآن اور کتاب الفضائل وغیرہ ہیں۔ (۳)

اسی طرح ابو حمزہ ثمالی جن کے بارے میں امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ابو حمزہ اپنے زمانے میں سلمان کی طرح تھے، (۴) ان کی تالیف کردہ کتابیں درج ذیل ہیں کتاب نوادر ، کتاب زہد اور تفسیر قرآن۔ (۵)

.....

(۱) ان بارہ افراد کے نام یہ ہیں ، برد الاسکاف ، ثابت بن ابی صفیہ ابو حمزہ ثمالی ، ثابت بن برمّز ، بسام بن عبد اللہ صیرفی ، محمد بن قیس بجلی ، حجر بن زائد حضرمی ، زکریا بن عبد اللہ فیاض، ابو جہم کوفی ، حسین بن ثویر ، عبد المؤمن بن قاسم انصاری ، عبد الغفار بن قاسم انصاری ، اور ابان بن تغلب ، رجوع کریں مقدمہ وسائل الشیعہ، مکتبۃ الاسلامیہ ، طبع تہران ، ج ۶ ، ۱۴۰۳ھ ق ص

(۲) نجاشی ، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، ص ۱۰

(۳) نجاشی ، احمد بن علی ، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، موسسہ النشر الاسلامی لجامعۃ المدرسین، قم، ص ۱۱

(۴) احمد بن علی ، نجاشی ، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، ص ۱۵

(۵) ابن شہر آشوب ، معالم العلماء ، منشورات مطبعۃ الحیدریہ، نجف ، ۱۳۸۰ھ ص ۳۰

تیسرا طبقہ :

امام صادق کا زمانہ اسلامی معاشرہ میں علوم کی پیشرفت اور رشد کا زمانہ تھا اور شیعہ بھی نسبتاً آزاد تھے، شیخ مفید کے مطابق امام صادق کے موثق اور معتبر شاگردوں کی تعداد چار ہزار سے زائد ہے۔ (۱)

امام رضا کے صحابی حسن بن علی وشاکا بیان ہے میں نے مسجد کوفہ میں نو سو افراد کو دیکھا جو امام صادق سے حدیث

نقل کر رہے تھے، (۲) اس وجہ سے حضرت سے کئے گئے سوالات کے جوابات میں چار سو کتابیں تالیف کی گئیں، (۳) کہ جن کو اصل کہتے ہیں ان کتابوں کے علاوہ بھی دوسری کتابیں مختلف علوم و فنون میں امام صادق کے اصحاب اور شاگردوں کے ذریعہ تحریر میں آئی ہیں۔

چوتھا طبقہ :

یہ دور امام صادق کے بعد کا دور ہے اس دور میں بہت سی حدیثوں کی کتابیں لکھی گئیں مثلاً امام رضا کے صحابی حسین بن سعید کوفی نے تیس کتابیں حدیث میں لکھی ہیں۔ (۴)
 امام رضا کے دوسرے صحابی محمد بن ابی عمیر نے چورانوے (۹۴) کتابیں لکھی ہیں اور امام رضا و امام جواد کے صحابی صفوان بن بجلی نے تیس ۳۰ کتابیں تالیف کی
 بینان کتابوں میں اکثر پر جامع کا عنوان منطبق ہوتا ہے محدثین جیسے ثقہ الاسلام کلینی شیخ صدوق، شیخ طوسی نے اپنی کتابوں کی تالیف میں ان لوگوں کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

.....

- (۱) شیخ مفید، الارشاد، ترجمہ، محمد باقر ساعدی، خراسانی، کتاب فروشی اسلامی، تہران، ۱۳۷۶ھ، ص ۲۵
 (۲) نجاشی، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، ص ۴۰۳۹
 (۳) اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ، موسسة آل البيت الاحیاء التراث، قم طبع اول ج ۱ ص ۵۳۵
 (۴) معالم العلماء، ص ۴۰

علم فقہ :

مجموعی طور پر انسان کے اعمال کا رابطہ خدا اور اس کی مخلوق سے ہے کہ جس کے لئے کچھ اصول اور قوانین کی ضرورت ہے اسی اصول اور قوانین کا نام علم فقہ ہے اسلامی قوانین خدا کی جانب سے ہیں اور خدا کے ارادے سے ظاہر ہوتے ہیں، البتہ ارادہ خدا کہیں بھی فقط قرار دادی اور اعتباری نہیں ہیں بلکہ مصالح و مفسد تکوینی کی بنیاد پر استوار ہوتے ہیں رسول اکرم خدا کے بھیجے ہوئے نبی ہیں ان کا حکم خدا کا حکم ہے :

(ما یُنطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحی) (۱)
 اور آیہ (اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم) (۲)
 کی بنیاد پر خدا نے ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ذکر کیا ہے، ائمہ معصومین علیہم السلام کی باتیں وحی کے سوا کچھ نہیں ہیں اور پیغمبر کی طرح ان کی بھی اطاعت واجب ہے۔

.....

- (۱) سورہ نجم، ۵۳، آیت ۳، ۴
 (۲) سورہ نساء، آیت ۵۹

عصر صحابہ و تابعین میں فقہ کی موقعیت و وضعیت

رسول اکرم کی وفات کے بعد حقیقی اسلام کا راستہ متغیر و منحرف ہو گیا اور لوگ برحق جانشین پیغمبر سے دور ہو گئے، مسائل شرعی میں اصحاب پیغمبر کی طرف رجوع کرنے لگے البتہ چند اصحاب ان میں سے پیش قدم تھے، جیسا کہ ابن سعد کا بیان ہے کہ ابوبکر، عمر، عثمان کے دور خلافت میں حضرت علی علیہ السلام، عبد الرحمن بن عوف، معاذ بن جبل ابی بن کعب اور زید بن ثابت فتویٰ دیتے تھے۔ (۱)
 اگرچہ ائمہ اطہار اور کچھ بزرگان شیعہ جیسے ابن عباس، ابو سعید خدری بھی فقیہ اور قانون شریعت سے واقف ہونے کی وجہ سے عامہ اور اہل سنت کے لئے مورد توجہ قرار پائے اور ان کی طرف لوگ رجوع بھی کرتے تھے۔ (۲)
 البتہ اس دور میں شیعہ افراد فقہی مسائل اور اسلامی معارف کے بارے میں اپنے معصوم امام نیز اہل بیت رسول کی جانب مراجعہ کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں فقہی اصول آج کی طرح بیان نہیں ہوئے تھے لیکن صحابہ کا دور ختم ہونے کے بعد تابعین کی کچھ تعداد نے جدید فقہی مسائل کے لئے فقہ میں کاوش کی اور فقیہ کا عنوان ان پر منطبق ہوا منجملہ ان میں سے وہ سات فقہائے مدینہ ہیں۔ (۳)

-
- (۱) ابن سعد، طبقات الکبریٰ، دار احیاء التراث، العربی، بیروت، طبع اول، ج ۲ ص ۲۶۷
- (۲) ابن سعد، طبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۲۸۵، ۲۷۹
- (۳) ابن سعد کہتا ہے: مدینہ میں جو لوگوں کے فقہی مسائل کا جواب دیتے تھے اور ان کا قول قابل اعتماد تھا وہ یہ ہیں: سعید بن مسیب، ابو بکر بن عبد الرحمن، عروہ بن زبیر، عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، قاسم بن محمد، خارجہ بن زید اور سلیمان بن سیار، طبقات الکبریٰ، ج ۲ ص ۲۹۳

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

شیعوں کے درمیان فقہ کی وضعیت و حیثیت

فقہ کی وضعیت شیعوں کے درمیان حضور معصوم کے سبب فرق کر تی ہے اور اس طرح کا اجتہاد جو اہل سنت کے درمیان رائج تھا وہ شیعوں کے درمیان معنی نہیں رکھتا ہے بلکہ کلی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ فقہ شیعہ اماموں کے حضور کے دوران غیبت صغریٰ کے ختم ہونے تک ایک فرعی چیز تھی جو اجتہاد کے لئے راستہ ہموار کر رہی تھی۔ (۱)

.....

(۱) آیۃ اللہ ابراہیم جناتی معتقد ہیں کہ ابتدائے اسلام سے اب تک فقہ شیعہ آٹھ دور گزار چکی ہے :

- (۱) اجتہاد کی ابتدا رسول اکرم ﷺ کی ہجرت سے ۱۱ھ تک ہوتی ہے -
 - (۲) تمبیدی دور یا اجتہادی مقدمات کا دور رسول اکرم ﷺ کی رحلت سے غیبت صغریٰ تک ہے
 - (۳) اصول قوانین کی تدوین یا مشترک عناصر اجتہادی کی تدوین کا دور جو ابن ابی عقیل ۳۲۹ھ سے شروع ہوتا ہے اور شیخ طوسی ۴۶۰ھ پر ختم ہوتا ہے -
 - (۴) اجتہاد کے مشترک عناصر کے یاد کرنے کا دور جو شیخ طوسی سے شروع ہوتا ہے اور ان کے پوتے ابن ادریس ۵۹۸ھ پر ختم ہوتا ہے -
 - (۵) اجتہادی مسائل کے استدلال کے پھیلنے کا دور جو ابن ادریس سے شروع ہو کر وحید بہبہائی ۱۲۰۵ھ پر ختم ہوتا ہے -
 - (۶) اجتہاد کے تکامل و ارتقا کا دور جو وحید بہبہائی سے شروع ہوتا ہے اور شیخ انصاری ۱۲۸۱ھ پر ختم ہوتا ہے -
 - (۷) اجتہادی مباحث میں عمیق غور و فکر کا دور جو شیخ انصاری سے شروع ہوتا ہے اور آقای خمینی پر ختم ہوتا ہے -
 - (۸) جدید طرز و روش سے اجتہاد سے فائدہ اٹھانے کا دور جس کے موجد آقای خمینی ہیں -
- (ادوار اجتہاد، سازمان انتشارات کیہان، طبع اول، ۱۳۷۲ھ، فصل دوم کے بعد سے)
- معصوم کے ہوتے ہوئے اور علم کا دروازہ کھلا رہنے کے ساتھ نیز نص تک دسترسی کی بنا پر اجتہادجو اکثر دلائلی ظنی سے وابستہ ہے اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی، فقہ شیعہ میں اجتہاد کی بنیاد سب سے پہلے ابن ابی عقیل عمانی کے ذریعہ قرن چہارم کے اوائل میں رکھی گئی، جو شیخ کلینی کے ہم عصر تھے، ان کے بعد محمد بن جنید اس کافی نے ان کے مقصد کو جاری رکھا اور اجتہاد و فقہ کی بنیادوں کو مستحکم کیا یہ لوگ قدیمین سے معروف ہیں، شیخ مفید متوفی ۴۱۳ھ، اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۳۶ھ ان لوگوں نے بھی اجتہاد کے راستہ کو ہموار کیا پھر نوبت شیخ طوسی ۴۶۰ھ تک پہنچی، شیعہ فقہ کو اس فقیہ بزرگ کے ذریعہ رونق اور ترقی ملی انہوں نے حدیث کی دو معتبر کتاب، تہذیب و استبصار کے علاوہ فقہی کتابیں بھی تالیف کی ہیں اور نہایت مبسوط اور خلاف جیسی کتا بینانہیں کی قلم سے معرض وجود میں آئی ہیں -

البتہ ایسا نہیں ہے کہ اجتہاد، فقہ و اصول حضور ائمہ میں اصل رائج ہی نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد مکانی کی وجہ سے ائمہ تک لوگوں کی رسائی نہیں تھی اس وجہ سے ائمہ معصومین ان موارد میں ان افراد کے ساتھ تعاون کر تے تھے اور فقہا کی شناسائی اور معیار کو جن کے ذریعہ ان تک رسائی ہوسکے ان کی نشاندہی کر تے تھے اور وہ اجتہاد کے ذریعہ لوگوں کے

سوالات کے جوابات دیتے تھے -

جیسا کہ مقبولہ عمر بن حنظلہ میں ہے کہ امام صادق سے سوال کیا گیا اگر شیعوں میں سے دو افراد کے درمیان کسی مسئلہ شرعی سلسلہ سے متعلق مثلاً قرض او رمیراث میں اختلاف ہو جائے تو کیا کہا جائے، امام نے فرمایا: اس کی طرف رجوع کرو جو ہماری احادیث کو نقل کر تا ہے اور ہمارے حلال و حرام پر نظر رکھتا ہے اور ہمارے احکام سے واقف ہے کہ میں نے ایسے شخص کو تمہارے لئے قاضی اور حاکم قرار دیا ہے۔ (۱)

ائمہ طاہرین بھی کبھی کبھی بعض اشخاص کو شیعوں کے مسائل شرعی کا جواب دینے کے لئے منتخب کرتے تھے جیسا کہ شیخ طوسی نے کہا: علی بن مسیب نے امام رضا سے عرض کی راستہ بہت دور ہے اور میں جب چاہوں آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا ایسی حالت میں میں احکام دین خُدا کے بارے میں کس سے سوال کروں؟ امام نے فرمایا: زکریا بن آدم قمی سے کیونکہ وہ دین و دنیا میں امین ہیں۔ (۲)

اسی طرح امام محمد باقر نے ابان بن تغلب کو حکم دیا کہ مسجد نبیؐ مینیٹیو کر لوگوں کو فتویٰ دیں۔ (۳)

آغاز اجتہاد:

اس دور میں ائمہ طاہر بن علیہم السلام اصول فقہ اور استنباط کے قواعد اپنے شاگردوں کو سکھاتے تھے، اسی وجہ سے وہ کتابیں جو شیعہ دانشمندانوں کے ذریعہ لکھی گئی ہیں، ان کی نسبت اماموں کی جانب دی جاتی ہے، مثلاً کتاب آل الرسول ہاشم خوانساری کی تالیف ہے اصول اصلین، سید عبداللہ بن محمد رضا حسین کی تالیف ہے، کتاب فصول المہمہ در اصول ائمہ محمد بن حسن حر عاملی کی تالیف ہے۔ (۴)

.....

- (۱) حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۱۸، ص ۹۹، کتاب القضا ابواب صفات قاضی، باب ۱۱، حدیث ۱
- (۲) شیخ طوسی، اختیار معرفۃ الرجال، موسسہ آل البيت لاحیاء التراث، قم ج ۲، ص ۸۵۷
- (۳) احمد بن علی، رجال نجاشی، النشر الاسلامی، الطباعة جامعة المدرسين، قم، ۱۴۰۷، ص ۱۰
- (۴) صدر سید حسین، تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، منشورات، الاعلمی، تہران، ۳۱۰

رجال کی کتابوں میں ائمہ طاہرین کے بعض بزرگ اصحاب، فقہاء میں شمار کئے گئے ہیں جیسا کہ فضل بن شاذان کے بارے میں نجاشی کا بیان ہے، "کان ثقة احد اصحابنا الفقہاء والمتکلمین"۔ (۱)

.....

(۱) رجال نجاشی، ص ۳۰۷۔

فقہاء اصحاب ائمہ

شیخ طوسی نے امام باقر، امام صادق، امام کاظم اور امام رضا کے اصحاب میں سے اٹھارہ اصحاب کو فقیہ بزرگ کے عنوان سے پہچنوا یا ہے اور انہیں فقہائے اصحاب ابی جعفر فقہائے اصحاب ابی عبداللہ اور فقہائے اصحاب ابی ابراہیم اور ابی الحسن الرضا سے تعبیر کیا ہے، پھر مزید فرماتے ہیں کہ شیعہ ان حضرات کی روایات کی صحت پر اجماع رکھتے ہیں اور اصحاب ائمہ کے درمیان ان کے ائمہ ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، شیخ نے ان کو تین طبقوں میں تقسیم کیا ہے:

پہلا طبقہ:

فقہائے اصحاب امام باقر، جیسے زرارہ، معروف بن خربوذ، بریدہ ابوبصیر اسدی، فضیل بن یسار اور محمد بن مسلم طائفی کہ زرارہ ان سب میں ائمہ تھے یعنی سب سے بڑے فقیہ تھے ان لوگوں کا اصحاب امام صادق علیہ السلام میں بھی شمار ہوتا ہے

دوسرا طبقہ:

فقہائے امام صادق علیہ السلام، جمیل بن درّاج، عبد اللہ بن مسکان، عبد اللہ بن بکیر، حماد بن عیسیٰ ا و رحمان بن عثمان۔

تیسرا طبقہ:

فقہائے امام کاظم اور امام رضا علیہما السلام، یونس بن عبدالرحمن، صفوان بن یحٰ، بیاع السابری، محمد بن ابی عمیر، عبد اللہ بن مغیرہ، حسن بن محبوب، احمد بن محمد بن ابی نصر۔ (۱)

ابن ندیم نے بھی چند شیعہ فقہا اور ان کی تالیف کردہ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ وہ بزرگان ہیں جنہوں نے فقہ کو اماموں سے نقل کیا ہے کہ اس کے بعد ابن ندیم نے ان کے ناموں کا تذکرہ کیا ہے جو حسب ذیل ہیں:

صالح بن ابی الاسود، علی بن غراب، ابی یحییٰ لیث مرادی، زریق بن زبیر، ابی سلمہ بصری، اسماعیل بن زیاد، ابی احمد عمر بن الرضیع، دائود بن فرقد، علی بن رئاب، علی بن ابراہیم معلی، ہشام بن سالم، محمد بن حسن عطار، عبدالمومن بن قاسم انصاری سیف بن عمیرہ نخعی، ابراہیم بن عمر صنعانی، عبد اللہ بن میمون قداح، ربیع بن ابی مدرک، عمر بن ابی زیاد ایزاری، زیکار بن یحییٰ واسطی، ابی خالد بن عمرو بن خالد واسطی، حریر بن عبد اللہ ازدی سجستانی، عبد اللہ حلّی، زکریا ی مومن ثابت ضرری، مثنیٰ بن اسد خیاط، عمر بن اذینہ، عمار بن معاویہ دہنی عبدی کوفی، معاویہ بن عمار دہنی، حسن بن محبوب سراد، ان بزرگوں میں سے ہر ایک نے فقہ مینکتاب تحریر کی ہے۔ (۲)

.....

(۱) شیخ طوسی، رجال کشی، موسسہ آل البيت لاحیاء التراث، قم، ج ۲ ص ۵۰۷۔۳۷۶۔۸۳۰
(۲) طوسی، ابی جعفر محمد بن حسن، بن علی، الفہرست، دار المعرفۃ للجماعۃ والنشر، بیروت، ص ۳۰۸

علم کلام

ان اعتقاد کے مجموعہ کا نام علم کلام ہے جن پر ہر مسلمان کو یقین رکھنا ضروری ہے، دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے کہ علم کلام ایک ایسا علم ہے جو اصول دین میں تحقیق و گفتگو کا متکفل ہوتا ہے اصول دین میں پہلا اختلاف مسئلہ امامت میں پیغمبرؐ کی وفات کے فوراً بعد وجود میں آیا، شہرستانی کا کہنا ہے: اسلام میں اہم ترین اختلاف امامت کے سلسلہ میں ہے امامت کی طرح کسی دوسرے دینی مسئلہ میں تلواریں نہیں کھینچی گئی۔ (۱)

نویختی کا بھی بیان ہے: رسولؐ خُدار بیع الاول ۱۰ ھ (۱) میں دنیا سے گئے آپ کی عمر ترسٹھ سال تھی اور مدت نبوت تیس سال تھی، اس وقت امت اسلام تین فرقوں میں تقسیم ہو گئی، ایک فرقہ کا نام شیعہ یعنی شیعان علی ابن ابی طالب تھا، شیعوں کی تمام قسمیں ان سے وجود میں آئی ہیں، دوسرا فرقہ جس نے حکومت و امارت کا دعویٰ کیا وہ انصار تھے، تیسرا فرقہ ابو بکر بن ابی قحافہ کی طرف مائل ہو گیا اور کہا: پیغمبرؐ نے کسی کو اپنا جانشین نہیں بنایا ہے اور اس کا اختیار امت کو دے دیا ہے۔ (۲)

اس بنا پر اس وقت سے مسلسل شیعوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان امر امامت کے سلسلہ میں احتجاج بحث و مباحثہ نیز گفتگو کا سلسلہ جاری ہے لیکن دوسرے اصول اور مبنائی میں اختلاف پہلی صدی کے آخر اور دوسری صدی کے اوائل

.....

(۱) ملل و نحل، شہرستانی، منشورات الشریف الرضی قم، طبع دوم ۱۳۶۴ ھ ج ۱ ص ۳۰
(۲) مشہور یہ ہے کہ رسول خدا نے اٹھائیس صفر کو رحلت فرمائی
(۳) نو بختی ابن ابی محمد حسن بن موسیٰ، فرق الشیعہ، مطبع حیدریہ نجف ۱۳۵۵، ۱۹۳۶ ص ۳۰۲

میں وجود میں آیا ہے، جیسا کہ شہرستانی کا بیان ہے: اصول میں اختلاف صحابہ کے آخری ایام میں ہوا، معبد جہنی، غیلان دمشقی اور یونس اسواری نے خیر و شر کے سلسلہ میں قدر جیسے قول کی بدعت جاری کی ہے اور اصل بن عطا جو حسن بصری کا شاگرد ہے اور عمر بن عبید نے قدر میں کچھ چیزوں کا اضافہ کیا ہے۔ (۱)

وہ کلامی فرقے جو اس دور میں تھے حسب ذیل ہیں:

وعیدہ، خوارج، مرجہ اور جبریہ، البتہ کلامی بحث اس وقت عروج پر پہنچی جب واصل بن عطا، حسن بصری سے علیحدہ ہو گیا اور مذہب معتزلہ کی بنیاد رکھی، (۲) مکتب معتزلہ کہ جو زیادہ تر عقلی استدلال پر مبنی تھا اہل حدیث کے مقابلہ میں قرار پایا کہ جسے حشویہ کہا جاتا ہے ابو الحسن اشعری تیسری صدی ہجری کے آخر میں مکتب معتزلہ سے جدا

ہو گیا اور مذہب اہل حدیث کا عقلی بنیادوں پر دفاع کیا اور اس کا مذہب، مذہب اشعری کے نام سے موسوم ہو گا۔ (۳) اس کے بعد معتزلی مذہب نے پیشرفت نہیں کی اور اہل حدیث کے مقابلے میں عقب نشینی اختیار کی اس حد تک کہ اس وقت اہل سنت کے درمیان رائج کلام اشعری کاکلام ہے، کلام شیعہ مسلمانوں کے درمیان سابق ترین کلامی مکتب ہے، شیعوں کے پہلے امام معصوم حضرت علی نے اعتقادی مسائل جیسے توحید قضا و قدر، جبر و اختیار کے بارے میں گفتگو کی اور اس طریقے کے مطالب حضرت کی زبان سے نہج البلاغہ میں جمع ہوئے

.....

(۱) شہرستانی، ملل و نحل، منشورات الشریف الرضی، قم طبع دوم ۱۳۶۴ھ ج ۱ ص ۳۵
 (۲) ملل و نحل، شہرستانی، ص ۵۰۰
 (۳) شہرستانی، ملل و نحل، ص ۸۶.۸۵

ہیں، لیکن شیعوں کے درمیان امامت کے سلسلہ میں کلامی گفتگو پیغمبرؐ کی وفات کے فوراً بعد حضرت علی کی حقانیت کے دفاع میں شروع ہو گئی تھی، شیخ صدوق کے مطابق جنہوں نے سب سے پہلے سقیفہ کے مقابلہ میں حضرت علی کے حق سے دفاع کیا وہ پیغمبرؐ کے بزرگ اصحاب میں سے بارہ افراد ہیں جنہوں نے سقیفہ کے چند روز بعد مسجد نبیؐ میں ابو بکر کے خلاف احتجاج کیا اور ابو بکر ان کے جواب میں عاجز و ناتواں نظر آئے۔ (۱) ان کے بعد بھی ابوذر غفاری جیسے شخص، امیر المومنین کے حق کے غاصبوں کے مقابلہ میں خاموش نہیں بیٹھے، عثمان نے خوف کی وجہ سے ان کو شام اور ربذہ شہر بدر کر دیا، پیغمبرؐ کے ابن عم حضرت علی کے شاگرد ابن عباس (مفسر قرآن، عظیم دانشور اور بر جستہ ہاشمی سیاست مدار) مکتب تشیع کے مدافعین میں سے تھے اور مستقل حقانیت علی کی جانبداری کرتے تھے یہاں تک کہ عمر نے ان پر اشکال و اعتراض کیا کیوں آپ کہتے رہتے ہیں کہ ہمارا حق غصب ہوا ہے؟ وہ آخر عمر میں نا بیباک ہو گئے تھے، ایک روز سنا کہ کچھ لوگ کہیں پر علی کو برا کہہ رہے ہیں اپنے بیٹے علی سے کہا میرا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے چلو، جس وقت وہاں پہنچے ان کو مخاطب کر کے کہا تم میں سے کون خُدا کو بُرا کہہ رہا تھا: سب نے کہا: کوئی نہیں، پھر سوال کیا تم میں سے کون رسول خُدا کو برا کہہ رہا تھا؟ سب نے کہا: کوئی نہیں پھر کہا: تم میں سے کون علی کو بُرا کہہ رہا تھا؟ اس بار ان لوگوں نے کہا: ہم کہہ رہے تھے، ابن عباس نے کہا گواہ رہنا میں نے رسول خُدا سے سنا ہے کہ جس نے

.....

(۱) شیخ صدوق، الخصال، منشورات جماعة المدرسين، فی الحوزہ العلمیہ قم ۱۴۰۳ ص ۴۶۱، ۴۶۵

علی کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا اور جس نے مجھ کو برا کہا اس نے خُدا کو برا کہا اور خُدا کو برا کہنے والا جہنم میں جائے گا، وہاں سے پلٹتے وقت راستے میں بیٹے سے کہا ان کو کس حال میں دیکھ رہے ہو، بیٹے نے یہ شعر پڑھا:
 نظروا الیک بأعین محمرہ
 نظرا لیتوس الی سفار الجارز
 آپ کو سُرخ آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جیسے قربانی کے جانور کی نگاہ قصاب کی چھری پر ہو تی ہے، ابن عباس نے کہا: آگے پڑھو، کہا:

خزر الحواجب نا کسی ادقا نہم

نظر الذلیل الی العزیز القادر

ان ابرو اور ان کی بھوئیں چڑھی ہوئی تھیں منہ پچکا ہوا تھا، اس طرح آپ کو دیکھ رہے تھے جیسے ذلیل قدرتمند کو دیکھتا ہے۔

ابن عباس نے کہا: مزید کہو، بیٹے نے جواب دیا: دوسری چیزیں بیان نہیں کر سکتا، ابن عباس نے خود یہ شعر پڑھے:

احیا و ہم خزی علی امواتہم

والمیتون فضیحة للغابر (۱)

ان کے زندہ ان کے مرنے والوں کے لئے ذلت کا باعث ہیں اور ان کے مرنے والے گزشتہ لوگوں کے لئے توہین کا سبب ہیں

(۱) شیرازی سید علی خان ، الدرجات الرفیعة، منشورات مکتبہ بصیرتی، قم ، (بی تا) ص ۱۲۷

اصحاب امیر المؤمنین میں سے بعض بزرگان جیسے صعصعة بن صوحان، میثم تمار، کمیل بن زیاد ، اویس قرنی ، سلیم بن قیس ، حارث حمدانی اور اصبع بن نباتہ نے بھی امیر المؤمنین کے حق کا دفاع کیا اور اس بارے میں حضرت کے دشمنوں سے احتجاج کیا ، لیکن شیعوں میں سب سے پہلے علم کلام میں کس نے کتاب لکھی یہ تحقیقی موضوع ہے ، ابن ندیم و ابن شہر آشوب کے مطابق علی بن اسماعیل بن میثم تمار کلام شیعہ کے پہلے مصنف ہیں، انہوں نے اس بارے میں کتاب امامت اور کتاب استحقاق لکھی ہے۔ (۱)

لیکن مرحوم سیّد حسن صدر علم کلام میں پہلے مصنف عیسیٰ بن روضہ کو جانتے ہیں۔ (۲)

البتہ کلام شیعہ کی قدیم ترین کتاب جو آج بھی دسترس میں ہے، کتاب "الایضاح" ہے جس کے مصنف فضل بن شاذان متوفی ۲۶۰ھ ہیں جو امام ہادی اور امام حسن عسکری کے صحابی تھے ، امام صادق کے دور میں علم کلام نے بھی دوسرے تمام علوم کی طرح ترقی پائی اور حضرت کے چند شاگرد جیسے ہشام بن حکم ، ہشام بن سالم، مومن طاق ، فضال بن حسن ، جابر بن یزید جعفی وغیرہ اس موضوع میں زیادہ برجستہ اور نمایاں تھے اور اس سلسلہ انہوں نے میں اپنی کتابیں چھوڑی ہیں ان کا دوسرے مکاتب کے دانشمندیوں سے مناظرہ ہوتا تھا ، فضل بن شاذان نیشاپوری متوفی ۲۶۰ھ ممتاز ترین شیعہ متکلم تھے ، انہوں نے امام رضا امام جواد اور امام ہادی کے زمانے کو درک کیا ہے اور کلام و عقائد اور منحرف مذاہب

(۱) ابن ندیم گزشتہ حوالہ ، ص ۲۴۹ ، اور ابن شہر آشوب ، معالم العلماء ، منشورات مکتبہ الحیدریہ ، نجف ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱م ص ۶۲
(۲) تاسیس الشیعہ لعلوم الاسلام، منشورات الاعلمی ، تہران ص ۳۵۰

کے خلاف کافی کتابیں لکھی ہیں۔ (۱)

حسن بن نو بختی متوفی ۳۱۰ھ شیعہ متکلمین میں سے تھے ان کی جملہ کتابوں میں سے ایک فرق الشیعہ ہے۔ (۲)

(۱) نجاشی، فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، نجاشی مؤسسة الاسلامی تابعة لجماعة المدرسین ، قم ۱۴۰۷ھ ، ص ۳۰۶
(۲) فہرست اسماء مصنفی الشیعہ، نجاشی مؤسسة الاسلامی التابعة لجماعة المدرسین ، قم ۱۴۰۷ھ ص ۶۳

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغری تک

آٹھویں فصل

شیعیت کے فروغ میں شیعہ شاعروں کا کردار

شیعہ شعراء اور اشعار کی اہمیت

گزشتہ زمانے میں شعر کو ایک خاص اہمیت حاصل تھی اشعار اپنے ادبی اور فنی پہلوؤں سے قطع نظر تبلیغی امور کا اہم ترین ذریعہ ہوا کرتے تھے اور جو کام آج اخبار ریڈیو ٹیلی ویژن انجام دیتے ہیں وہ کام اشعار کے ذریعہ لیا جاتا تھا، زمانہ جاہلیت میں عرب قوموں کے درمیان یہ چیز بہت زیادہ قابل اعتناء تھی کیونکہ وہ فصاحت و بلاغت اور حُسن کلام کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کے اہم ترین اعجاز کا ایک پہلو اس کی فصاحت و بلاغت ہے، اسی وجہ سے عربوں کے درمیان شعر کو ایک خاص اہمیت حاصل تھی، جیسا کہ یعقوبی کا اس بارے میں کہنا ہے :

عرب لوگ شعر کو علم و حکمت کے برابر اور ہم پلہ جانتے تھے جس وقت کسی قبیلہ میں کوئی نکتہ سنج شاعر اور سخنور ظاہر ہوتا تھا تو اس کے لئے سالانہ کے بازاروں اور مراسم حج جیسے اجتماعات میں شرکت کا موقع فراہم کرتے تھے تاکہ وہ شعر پڑھے اور اس کے شعر کو دوسرے قبیلہ والے سنیں اور اس پر فخر کریں، عرب اپنے تمام امور کے لئے شعر کا سہارا لیتے تھے شعر کے ذریعہ دشمنی کرتے تھے شعر کے ذریعہ مثال پیش کرتے تھے شعر کے ذریعہ ایک دوسرے پر افتخار کرتے تھے، ایک دوسرے کی عیب جوئی کرتے تھے اور ایک دوسرے کی مدح و ثنا کرتے تھے۔ (۱)

سقیفہ کی تشکیل اور تشیع کی صف علیحدہ ہونے کے بعد عربی اشعار نے اپنی حیثیت محفوظ کر لی اور شیعان علی نے اپنے امر امامت و ولایت میناپنے نظریات کی وسعت کے لئے اس سے فائدہ اٹھایا اور شیعہ مدافعین ولایت مکتب تشیع کی حقانیت میں کہ جس کا اصلی مقصد خلافت کے باب میں امیر المومنین کی حقانیت کو ثابت کرنا ہے، اشعار کہا اور اس نے تشیع کی وسعت اور فروغ میں اہم رول ادا کیا، زبیر بن بکار جو شیعہ مخالف رجحان رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے کچھ اشعار کو ذکر کیا ہے منجملہ اشعار مینسے عتبہ بن ابی لہب کے اشعار ہیں :

ما کنت احسب ان الامر منصرف

عن ہاشم ثم منها عن ابی حسن

میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ خلافت کو بنی ہاشم سے اور ان کے درمیان ابو الحسن (علی) سے چھین لیا جائے گا۔

الیس او لی من صلی لقبلتکم

واعلم الناس بالقرآن والسنتن

کیا وہ پہلا شخص نہیں ہے کہ جس نے تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور قرآن و سنت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

.....

(۱) ابن واضح، تاریخ یعقوبی، منشورات شریف الرضی، قم، ج ۱، ص ۲۶۲

واقرب الناس عهداً بالنبی ومن

جبریل عون له فی الغسل والكفن

کیا وہ آخری فرد نہیں ہے جس نے پیغمبرؐ کو دیکھا؟ کیا وہ شخص وہ نہیں ہے کہ جبرئیل نے پیغمبرؐ کے غسل و کفن میں جس کی مدد کی ہے؟

ما فیہ وما فیہم لا یمترون بہ

ولیس فی القوم مافیہ من الحسن

کیوں نہیں اپنے اور علی کے درمیان فرق قائل ہوتے لوگوں کے درمیان کوئی ایسا نہیں ہے جو علی کے مانند فضائل رکھتا ہو۔

ماذا الذی ردہم عنہ فتعلمہ

ها ان ذاغنا من اعظم الغین (۱)

اس سے منصرف ہونے کی علت کیا ہے؟ ان کو اس مطلب سے آگاہ کرو کہ یہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہے۔

ائمہ طاہرین بھی شعر کے استعمال کی ضرورت اور اس کے نفوذ سے کاملاً آگاہ تھے اور شیعہ شعراء کا بے حد احترام و اکرام کرتے تھے، ایک روز کمیت اسدی امام باقر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصیدہ میمہ پڑھنا شروع کیا جس وقت اس شعر پر پہنچے :

وقتیل بالطف غودر منہم
بین غوعاء امة وطغام
سر زمین طف (کربلا) میں ذلیل اور پست صفت لوگوں کے درمیان انہیں شہید کر دیا گیا جو عظیم تھے۔

(۱) زبیر بن بکار، الاخبار الموفقیات، منشورات الشریف الرضی، قم، ۱۶، ۵۱، ص ۵۸۱

امام باقر علیہ السلام نے گریہ کیا اور فرمایا، اے کمیت! اگر ہمارے پاس ثروت ہوتی ہم تمہیں عطا کرتے لیکن جو رسول خداؐ نے حسان بن ثابت کے لئے فرمایا تھا وہی میں تم سے کہتا ہوں جب تک تم ہم اہل بیت کا دفاع کرو گے اس وقت تک روح القدس کے ذریعہ تمہاری تائید ہوتی رہے گی۔ (۱)

اسی طرح امام صادق فرماتے ہیں : اے شیعو! اپنی اولاد کو عبدی (۲) کے اشعار سکھائو کیونکہ وہ خدا کے دین پر ہیں۔ (۳)

اسی وجہ سے حقیقت گو شعراء شیعوں اور دوستداران پیغمبرؐ کے نزدیک قابل احترام و اعتبار تھے جیسا کہ ابن المعتز نے نقل کیا ہے قم کے لوگ پچاس ہزار درہم سا لاناہ شیعہ شاعر دعبل خزاعی کو ادا کرتے تھے۔ (۴)

(۱) مسعودی علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات مؤسسہ الاعلمی للمطبوعات بیروت، ج ۳، ص ۲۵۴

(۲) عبدی امام صادق کے اصحاب میں سے تھے ان کا نام رجال کشی میں سفیان بن مصعب اور ان کی کنیت ابو محمد ذکر ہوتی ہے، شیخ طوسی، اختیار معرفة الرجال، منواسة الال البيت لاحیاء التراث قم، ۱۴۰۴ھ، ج ۲، ص ۷۰۴، ابن شہر آشوب نے صفیان بن مصعب کو اہل بیت کے شعراء کے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور شعراء کے طبقہ میں (مجاہد) اس کے نام کو غلطی سے علی بن حماد عبدی کے نام سے ذکر کیا ہے (معالم العلماء، منشورات المطبعة الحیدریہ، النجف، ۱۳۰۸ ہجری، ۱۹۶۱ م، ص ۱۴۷ و ۱۵۱)

(۳) ابن شہر آشوب، گزشتہ حوالہ، ص ۱۴۷

(۴) ڈاکٹر شوقی، ضیف تاریخ الادب العربی العصر العباسی الاول، دارالمعارف، مصر، ص ۳۲۱

اسی بنا پر شیعہ شعراء بنی عباس اور بنی امیہ جیسے دشمن حاکمونی طرف سے مستقل آزار و اذیت کا شکار تھے، کمیت بن زیدی اسدی نے جو اشعار اہل بیت کی مدح اور ان کے غم میں کہے تھے اس کی بنا پر بنی امیہ نے ان کو زندان میں ڈال دیا (۱) سدیف بن میمون (۲) نے محمد نفس زکیہ کی مدح میں اشعار کہے تھے۔ (۳) جس کی بنا پر منصور عباسی کے غضب کا نشانہ بنے مدینہ کے حاکم عبد الصمد بن علی نے منصور کے حکم سے سدیف کو زندہ در گور کر دیا۔ (۴)

اسی طرح ابراہیم بن برہم جو شیعوں کے شیرین سخن شعراء میں سے تھے اور اہلبیت کی مدح میں کافی اچھے اشعار کہے تھے جس وقت وہ منصور عباسی کے دربار میں داخل ہوئے منصور نے ان سے تند لہجہ میں کہا : اگر اس کے بعد ایسے اشعار کہے جو ہماری پسند کے نہ ہوئے تو تم کو قتل کر دوں گا۔ (۵)

(۱) ابو الفرج اصفہانی، الاغانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۱۷، ص ۸۰۱

(۲) سدیف بن میمون امام سجاد کے مداح اور ماننے والوں میں سے تھے، ابن شہر آشوب نے آپ کو اہلبیت کا چاہنے والا اور میانہ رو لوگوں کی فہرست میں قرار دیا ہے انہوں ہی نے پہلے عباسی خلیفہ سفاح کو بنی امیہ کے باقی افراد کے قتل پر اپنے اشعار کے ذریعہ تحریک کیا تھا، امین، سید محسن، اعیان الشیعہ دارالتعارف للمطبوعات، بیروت، ج ۱، ص ۱۶۹

(۳) یہ امام حسن کے پوتوں میں سے تھے اور آپ کے باپ عبد اللہ بن حسن مثنیٰ تھے بنی امیہ کے آخری دور میں بنی ہاشم نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن امام صادق کا خیال یہ تھا کہ ان کا کام انجام کو نہیں پہنچے گا، عباسیوں کے خلاف پر آنے کے بعد عباسی خلیفہ کے دوسرے دور میں منصور نے مدینہ میں قیام کیا لیکن عباسی طاقت کے سامنے وہ شکست کھا گئے اور قتل ہو گئے (۴) ابن عبد ربہ اندلسی، العقد الفرید، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۵، ص ۷۳۰

ہاں بہت سے شاعر ایسے بھی تھے جو جان کی پروا نہیں کرتے تھے جان کو خطرے میں ڈال کر اشعار کہتے تھے، جیسے دعبل کہتے ہیں پچاس سال سے پھانسی کے پھندے کو گلے میں ڈالے پھر رہا ہوں کوئی نہیں ہے جو مجھے پھانسی دے۔ (۱)

غیبت صغریٰ تک کے شیعہ شعراء

جیسا کہ پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ سقیفہ کی تشکیل کے پہلے ہی روز سے شعراء کے درمیان ایسے حقیقت گو شعراء پیدا ہوئے کہ جنہوں نے اپنی نوک زبان کے ذریعہ مکتب تشیع کا دفاع کیا امیرالمومنین کے دور حکومت میں جنگ جمل و صفین مینان عراقی شعراء کے علاوہ کہ جو پیروان علی میں سے تھے حضرت کے بہت زیادہ اصحاب جیسے، عمار یاسر، خزیمہ بن ثابت، ابو ایوب انصاری، ابن عباس وغیرہ نے امیرالمومنین کے حق کے دفاع میں اشعار پڑھے۔ بنی امیہ کے دور میں بھی چند شعراء نے خاندان پیغمبرؐ سے اپنی وابستگی کا ثبوت دیا لیکن بنی امیہ کے زمانے میں بنی عباس کے زمانے کی بہ نسبت کم شعراء تھے کیونکہ بنی امیہ کے زمانے میں شیعہ معاشرہ پر شدید گھٹن کا چھایا ہوا حاکم تھا جیسا کہ ابوالفرج اصفہانی کا بیان ہے: وہ شعراء جو بنی امیہ کے دور میں تھے انہوں نے امام حسین کے مرثیہ میں کم اشعار کہے ہیں۔ (۲)

(۱) الشکعة، ڈاکٹر مصطفیٰ، الادب فی موكب الحضارة الاسلاميه كتاب الشعراء، دار الکتب اللبنايہ، ص ۱۶۲۔ ۳۶۳
(۲) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم ص ۱۲۱

جس وقت کمیت اسدی نے قبیلہ بنی ہاشم کی مدح و ثنا کی تو عبداللہ بن معاویہ نے کہ جو جعفر طیار کی اولاد میں سے تھے بنی ہاشم کو مخاطب کر کے کہا: اے بنی ہاشم! جس وقت لوگ تمہاری فضیلت بیان کرنے سے سکوت اختیار کئے ہوئے تھے اس وقت کمیت نے تمہارے بارے میں اشعار کہے اور بنی امیہ کے مقابلہ میں اپنی جان کی بازی لگا دی یہی اشعار ان کے گرفتاری کا باعث بنے اور انہیں شہید کر دیا گیا۔ (۱)

ان سے پہلے فرزدق بھی امام سجاد کی مدح و ثنا کرنے کی بنا پر بنی امیہ کے زندان میں گرفتار ہو چکے تھے۔ (۲) بنی عباس کا دور میں حقیقت گو شعراء کے لئے بہت زیادہ حساس تھا لیکن چونکہ شیعہ معاشرہ بنی عباس کے دور میں وسیع ہو چکا تھا لہذا بنی امیہ کے زمانہ کی بہ نسبت ان پر کم کنٹرول ہوسکا آہستہ آہستہ جب بنی عباس کمزور ہو گئے تو مکتب تشیع کے دفاع میں بہت سے شعراء نظر پڑے جیسا کہ ڈاکٹر شوقی ضیف کا کہنا ہے: "عباسیوں کے دوسرے دور میں بہت سے شیعہ اشعار کہے گئے، اور شیعہ شعراء اس دور میں دو گروہ میں بٹے ہوئے تھے ایک علوی شعراء دوسرے غیر علوی شعراء۔ (۳)

شیعہ شعراء کی تعداد کے بارے میں بزرگ دانشور ابن شہر آشوب، علی خان شیرازی اور مرحوم علامہ امینی نے تحریر کیا ہے، لیکن اس سلسلے میں جامع ترین کارنامہ سید محسن

(۱) ابو الفرج اصفہانی، الاغانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۱۷، ص ۸۰۱
(۲) قطب الدین راوندی الخرائج والجرانح مؤسسہ امام المہدی، قم، طبع ۱۴۰۹، ۵۱، ج ۱، ص ۲۶۷
(۳) ضیف، شوقی، تاریخ الادب العربی العصر العباسی الثانی، دار المعارف بمصر، ص ۳۸۶

امین نے انجام دیا ہے کہ شیعہ شعراء کو ان کے سال وفات کے ساتھ ۳۲۹ھ یعنی غیبت صغریٰ کے خاتمہ تک ایک ایک کا ذکر کیا ہے۔

شیعہ شعراء مرحوم سید محسن امین کے مطابق درج ذیل ہیں -

برجستہ شیعہ شعراء

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

حضرت فاطمہ زہرا بنت رسول اللہؐ

فضل بن عباس ، م ، ١٢ ، يا ١٥ هـ
 ربيعه بن حارث بن عبد المطلب
 حضرت عباس بن عبد المطلب ، م ٣٢
 حضرت حسن بن علي -
 حضرت حسين بن علي عليه السلام
 عبد الله بن عباس ، ٦٨ هـ
 عبد الله بن ابي سفيان بن حارث بن عبد المطلب ، ش ، ٦١ هـ
 ام حكيم بنت عبد المطلب ، پہلی صدی
 عمار بن ياسر ٣٧ هـ
 نابغة جعدى قيس بن عبد الله ، پہلی صدی
 ابو الهيثم بن تيهان انصاري ٣٧ هـ
 خذيمه بن ثابت ذو الشهادتين ٣٧ هـ
 اروى بنت عبد المطلب
 عبد الله بن بديل بن ورقا الخزاعي
 خزيم بن فاتك اسدي
 صعصعة بن صوحان العبدي ، پہلی صدی
 ليبيد بن ربيعة عامري ، م ٤١ هـ
 كعب بن زبير اسلمى ، م ٤٥ هـ
 حجر بن عدى كندى ، م ٥١ هـ
 كعب بن مالك انصاري ، پہلی صدی
 قيس بن سعد انصاري ، م ، ٦٠
 منذر بن جارود عبدي ، م ٦١ يا ٦٢ هـ
 سليمان بن صرد خزاعي ، ش ٦٥ هـ
 احنف بن قيس تميمي ، م ٦٧ يا ٦٨ هـ
 عدى بن حاتم طائي ، م ٦٨ هـ
 ابو الطفيل عامر بن وائلة كناني
 باشم مرقال ، ش ، ٣٧
 مالك اشتر ، ش ، ٣٨ ، يا ٣٩ هـ
 ثابت بن عجلان انصاري
 نجاشي قيس بن عمرو حائي ، شاعر اہل عراق
 قيس بن فهدان كندى ، م ٥١ هـ
 شريك بن حارث اعور ، م ، ٦٠ هـ
 سعية بن عريض ، پہلی صدی
 جرير بن عبد الله بجلي ، پہلی صدی
 رباب زوجہ امام حسين
 ام البنين فاطمہ كلايبہ زوجہ امير المومنين
 عبید الله بن حر جعفی ، پہلی صدی
 مثنى بن مخرمة عبدي ، پہلی صدی
 ابو دبيل جمحى ، پہلی صدی
 ابو الاسود الدؤلى ، م ٦٩ هـ
 عقبه بن عمر و سهمی
 عبد الله بن عوف بن احمر
 مسيب بن نجبة الفزاري ش ، ٦٥

عبد الله بن سعد بن نفييل ، ٦٥ هـ
 عبد الله ابن خضل طائي
 عبد الله بن وال تميمي ، ش، ٦٥ هـ
 رفاعه بن شداد بجلي ، ش، ٦٦ هـ
 اعشى حمدان ، پہلی صدی
 ابراہیم اشتر ، ش، ٦٦ هـ
 ایمن بن خريم اسدي ، م ، ٩٠ هـ
 فضل بن عباس بن عقبه بن ابی لہب
 ابو الرميح خزاعي ، م ، ١٠٠ هـ
 خالد بن معدان الطائي ، م ، ١٠٣ هـ
 كثير عزه ، م ، ١٠٥ هـ
 فرزدق همام بن غالب تميمي ، م ، ١١٠ هـ
 سفیان بن مصعب عبدي ، م ، ١٢٠ هـ
 زيد بن علی ابن الحسين ش، ١٢٢ هـ
 سليمان بن قتيبه عدوي ، م ، ١٢٦ هـ
 كميت بن زيد اسدي ، م ، ١٢٦ هـ
 مستحل بن كميت ، دوسری صدی
 يحيى بن يعمر ، م ، ١٢٧ هـ
 فضل بن عبد الرحمن بن عباس بن ربيعة بن حارث بن عبد المطلب ، م ، ١٢٩ هـ
 مالک بن اعين جهني ، دوسری صدی کے درمیان
 وردين زيدبرادر كميت ، م ، ١٤٠ هـ
 ابراہیم بن حسن ، ١٤٥ هـ
 قاضي عبد الله بن شبر مہ كوفي ، م ، ١٤٤ هـ
 موسى بن عبد الله ، دوسری صدی
 سديف بن ميمون ، ١٤٧ هـ
 زرارقبن اعين ، م ، ١٥٠ هـ
 محمد بن غالب بن حزيل كوفي ، دوسری صدی
 ابراہیم بن حرمت ، ١٥٠ هـ
 عبد الله بن معاويه از نسل جعفر طيار
 ابو ہريره اجلي ، دوسری صدی
 ابو ہريرة الابرار ، م دوسری صدی
 قدامت سعدي
 جعفر بن عفان طائي ، م ، ١٥٠ هـ
 ابو جعفر مومن طاق دوسری صدی ہجری
 شريك بن عبد الله نخعي ، دوسری صدی
 علی بن حمزه نحوي كسائي ، م ، ١٨٩ هـ
 منصور نمری ، دوسری صدی ہجری
 معاذ بن مسلم ہرہ ، م ، ١٨٨ هـ عبد الله بن غالب اسدي
 مسلم بن وليد انصاري ، دوسری صدی ہجری
 ، ابو نواس ، مستولد ، م ، ١٩٨ هـ
 سيد حميري ، م ، ١٩٩ هـ
 علی بن عبد الله خوافي ، تیسری صدی
 عبد الله علی مراني تیسری صدی ہجری

عبد الله بن ايوب حريبي
 مثنيع ماني ، تيسري صدي هجري
 قاسم بن يوسف كاتب ، تيسري صدي
 اشجع بن عمر و سلمى ، ٢١٠ هـ
 محمد بن و ب حميري ، تيسري صدي
 ابو دلف عجلي ، م ٢٥٥ هـ
 ابو طالب قمي ، تيسري صدي هجري
 ابو تمام حبيب بن اوس طائي
 ديك الجن تيسري صدي هجري
 ابراهيم بن عباس صولي ، م ٢٣٤ هـ
 ابن سكيث يعقوب بن اسحاق
 ابو محمد عبد الله بن عمار برقي ، م ٢٤٥ هـ
 دعبل بن علي خزاعي ، م ٢٤٦ هـ
 محمد بن عبد الله خزاعي
 عبد الله بن محمد خزاعي ، تيسري صدي
 حسين بن دعبل خزاعي ، تيسري صدي
 موسى بن عبد الملك ، م ٢٤٦ هـ
 احمد بن خالد اشروي ، تيسري صدي هجري
 احمد بن ابراهيم ، تيسري صدي
 بكر بن محمد نحوي م ٢٤٨ هـ
 احمد بن عمران اخفش
 ابو علي حسين بن ضحاک ، م ٢٥٠ هـ
 محمد بن اسماعيل صميري ، م ٢٥٥ هـ
 فضل بن محمد تيسري صدي کے درميان حماني علي بن محمد ، م ٢٦٠ هـ
 دائود بن قاسم جعفري ، م ٢٦١ هـ
 ابن رومي علي بن عباس ، م ٢٨٣ هـ
 بختري ، وليد بن عبيد طائي ، م ٢٨٤ هـ
 شريف محمد بن صالح ، تيسري صدي
 نصر بن نصير حلواني ، تيسري صدي
 علي بن محمد بن منصور بن بسام
 احمد بن عبيد الله ، م ٣٤١ هـ
 خُبزارزي بصري نصر بن احمد
 خباز البلدي محمد بن احمد چوتھی صدي
 احمد بن علويه اصفهاني ، م ٣٢٠ هـ
 ابو بكر محمد بن حسن دريد ، م ٣٢١ هـ
 محمد بن احمد بن ابراهيم طباطبائي حسني
 محمد بن مزید بو شنجي ، م ٣٢٥ هـ علي بن عباس نوبختي ، م ٣٢٩ هـ
 مفتح بصري محمد بن احمد ، م ، يا ، ش ٣٢٧ هـ

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

شیعوں کے ممتاز اور نمائندہ شعراء

ہر دور میں چند معروف شعراء شیعہ کے نام سے مشہور تھے جو شیعہ اشعار کے زرین دور کے نمائندے تھے اور انہوں نے خود کو خاندان پیغمبرؐ کی ولایت و دوستی میں محو کر دیا تھا من جملہ ان شعراء میں کمیت بن زید اسدی، کثیر عزم، فرزدق اور سید حمیری کہ جو بنی امیہ کے دور میں تھے، ابن عبد ربہ کا کہنا ہے: کمیت ا و رکثیر تند و عالی شیعوں میں سے تھے۔ (۱)

کمیت کے فرزند مستہل نے کہا ہے: (میرے باپ) کمیت نے موت کے وقت آخری بار آنکھ کھولی تو تین بار کہا: اللہم آل محمدؐ (۲)

ابن معنر کا بیان ہے: سید حمیری نے علی کے تمام معروف فضائل کو شعر میں جمع کیا ہے۔ (۳)
ابوالفرج اصفہانی کہتے ہیں: سید حمیری کے اکثر اشعار بنی ہاشم کی مدح اور ان کے دشمنوں کی سرزنش میں ہیں، بنی ہاشم کی مدح میں تئیس سو قصیدہ ان سے نقل ہوئے ہیں۔ (۴)
اسی وجہ سے شیعوں کے نزدیک سید حمیری کا مقام بہت بلند تھا اور مسجد کوفہ میں ان کے لئے ایک خاص مسند تھی۔ (۵)
پہلے عباسی دور میں دو بزرگ شاعر منصور نمری اور دعبل خزاعی شیعوں کے دوزدگو

.....

(۱) ابن عبد ربہ اندلسی، عقد الفرید، ج ۵، ص ۲۹۰

(۲) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ج ۱۷، ص ۴۰

(۳) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ج ۱۷، ص ۲۴۱

(۴) ابوالفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ج ۱۷، ص ۲۴۱

(۵) ابن عبد ربہ اندلسی، عقد الفرید، ج ۴، ص ۳۲۰

اور برجستہ شاعر تھے ہارون رشید نے نمری کے قتل کرنے کا دستور دیا تھا لیکن وہ ان کی موت سے پہلے انہیں نہیں پکڑ سکا۔ (۱)

ڈاکٹر مصطفیٰ شمعہ کا دعبل کے بارے میں کہنا ہے: دعبل اہل بیت پیغمبرؐ کی مدح کرتے تھے اور اہل بیت اطہار جن صفات کے اہل تھے ویسے وہ اشعار میں توصیف کرتے تھے نیز، بنی امیہ و بنی عباس کی سرزنش و مذمت کرتے تھے اور اگر وہ ان کو موت سے ڈراتے تھے تو کہتے تھے کہ میں پچاس سال سے پھانسی کے پھندے کو گردن میں ڈالے پھر رہا ہوں مگر کوئی نہیں ہے جو مجھے پھانسی دے۔ (۲)

ڈاکٹر شوقی ضیف کا اس بارے میں کہنا ہے: عباسیوں کے دوسرے دور (۳) میں بہت زیادہ شیعہ شعراء نے اشعار کہے ہیں ان میں سے بعض اشعار علوی شعراء کی جانب سے کہے گئے ہیں اور بعض کو تمام شیعہ شعراء نے کہا ہے اس دور میں اہم ترین علوی شعراء محمد بن صالح علوی حمانی اور محمد بن علی کہ جو عباس بن علی کے پوتوں میں سے تھے محمد بن علی نے متوکل کے زمانے میں اپنے اشعار میں اپنے باپ دادا پر افتخار کیا ہے اور شیعہ نظریوں کو اپنے اشعار میں پیش کیا۔ (۴)

.....

(۱) اسد حیدر، الامام الصادق المذاب الاربعہ، دارالکتب العربی، بیروت، طبع سوم، ۱۴۰۳ھ ج ۱ ص ۲۵۴، ذہر الآداب کے نقل کی بنا پر، ج ۳ ص ۷۰

(۲) الادب فی موبک الحضارة الاسلامیہ، کتاب الشعر ۱، دارالکتب اللیبانیہ، ص ۱۶۲-۱۶۳

(۳) عباسیوں کا دوسرا دور معتصم کے زمانہ میں تیسری صدی ہجری کے آغاز سے ترکوں کے عباسیوں کے دربار میں آنے سے شروع ہوا ہے

(۴) تاریخ العرب العربی العصر العباسی الثانی، دارالمعارف، مصر، ص ۳۸۶

شیعہ شعراء کا میدان

شیعہ شعرا نے مختلف میدانوں میں اشعار کہے ہیں ان عناوین کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے :

(۱) غاصبین حقوق اہل بیت کے مقابلہ میں احتجاج

شیعہ شعراء اور اہل سخن، سقیفہ کی تشکیل سے ہی حضرت علی اور ان کی اولاد کی ولایت کے معتقد تھے، ان کی مظلومیت کا نوحہ پڑھتے تھے، ان کے حق کا دفاع کرتے تھے ان کی کوشش تھی کہ جس راستے کو رسول اکرم ﷺ نے دکھایا ہے اسے لوگوں کے سامنے نمایاں کریں اس بارے میں مشہور ہے کہ سب سے پہلے شیعہ شاعروں کے لئے کمیت اسدی نے راستہ کھولا، علامہ امینی نے اس بات کی نسبت جاحظ کی طرف دیتے ہوئے فرمایا ہے : کمیت اسدی کا نطفہ معتقد ہونے سے بھی پہلے شیعہ صحابہ اور تابعین جیسے خزیمہ بن ثابت، ذو الشہادتین، عبد اللہ بن عباس، فضل بن عباس، عمار یاسر، ابوذر غفاری، قیس بن سعد انصاری، ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب، عبد اللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب، زفر بن زید بن حذیفہ، نجاشی بن حارث بن کعب، جریر بن عبد اللہ بجلي، عبد اللہ بن حنبل نے اپنے اشعار کے ذریعہ حق امیر المومنین کا دفاع کیا ہے (۱) جن لوگوں نے سب سے پہلے امیر المومنین کے دفاع میں شعر کہے ہیں ان میں عبد اللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبد المطلب ہیں۔

شیخ مفید نقل فرماتے ہیں : جس وقت رسول اکرم ﷺ کی وفات ہوئی عبد اللہ

.....

(۱) الغدیر، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ج ۱ ص ۱۹۱

بن ابی سفیان مدینہ میں نہ تھے جب مدینہ آئے دیکھا کہ لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کر لی ہے تو آپ نے مسجد کے وسط میں کھڑے ہو کر یہ اشعار پڑھے :

ما کنت احسب ان الا امر منتقل
عن ہاشم ثم منها عن ابی الحسن
میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ خلافت کو بنی ہاشم سے اور وہ بھی ابو الحسن علی سے چھین لیا جائے گا۔

الیس اول من صلی لقبلتہم

و اعرف الناس بالآثار والسنن (۱)

کیا وہ تمہارے قبیلہ کی طرف رخ کرے نماز پڑھنے والے پہلے شخص نہیں ہیں اور آثار و سنن کو سب سے زیادہ جاننے والے نہیں ہیں۔

.....

(۱) کتاب الجمل، شیخ مفید، مکتب الاعلام الاسلامی مرکز نشر، ص ۱۱۸

اس شعر کے شاعر کے بارے میں مؤرخوں کے درمیان اختلاف ہے شیخ مفید نے اس شعر کو عبد اللہ بن ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے منسوب کیا ہے، ابن حجر نے کہا ہے کہ یہ اشعار الاصابہ فضل بن عباس بن عتبہ بن ابی الہب کے ہیں، موید الدین خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب میں ان اشعار کو عباس بن عبد المطلب جو پیمبر کے چچا ہیں، ان سے نسبت دی ہے، شریف رضی نے اپنی کتاب المجالس مینربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کی طرف نسبت دی ہے قاضی بیضاوی اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں ان کی نسبت حسان بن ثابت کی طرف دی ہے زبیر بن بکار نے کہا ہے کہ یہ اشعار ابو الہب کے بیٹوں کے ہیں، قاضی نور اللہ نے ابن حجر کے نظریہ کو رد کیا ہے اور کہا ہے : ان اشعار کو سقیفہ سے پہلے کہا گیا ہے اور وہ فضل بن عباس بن عتبہ نہیں ہے کیونکہ وہ بعد میں پیدا ہوا تھا لہذا ان اشعار کو کہنے والا فضل تھالیکن وہ فضل بن عتبہ بن ابی الہب ہے بہر حال یہ اختلاف نظر ہماری بحث میں کوئی اثر نہیں رکھتا کیونکہ یہ بات مسلم ہے کہ ان اشعار کا پڑھنے والا شیعہ تھا۔

سید علی خان شیرازی، الدرجات الرفیعہ فی طبقات الشیعہ، منشورات مکتبۃ بصیرتی، قم، ص ۱۹۳

اسی طرح چند دوسرے شعراء نے بھی حقانیت علی کے دفاع میں اشعار کہے ہیں فضل بن عباس اپنے اشعار کے ضمن میں اس طرح کہتے ہیں:

الا ان خير الناس بعد محمد
وصى النبي المصطفى ﷺ عند ذى الذكر
آگاه ہو جائو کہ خدا کے نزدیک محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد ان کے جانشین (حضرت علی) سب سے بہتر ہیں۔

واول من صلّى وصنو نبیہ
واول من اردى الغواہ لدی بدر (۱)
وہ سب سے پہلا نماز گزار اور پیغمبر ﷺ کے بھائی بینانہونے بدر میں ستمگاروں کو عقب نشینی پر مجبور کر دیا تھا۔

مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب نے جنگ صفین میں اصحاب علی کو خطاب کرتے ہوئے کہا :
فیکم وصی رسول اللہ قائدکم
وصہرہ و کتاب اللہ قد نشرنا (۲)
تمہارے درمیان رسول خدا کا جانشین تمہارا قائدو فرمانروا ہے جو رسول کا داماد بھی ہے اور کتاب خدا کی تفسیر کرنے والا
بھی۔
.....

(۱) سید علی خان شیرازی ، الدرجات الرفیعیہ فی طقات الشیعہ، ص ۱۴۳
(۲) سید علی خان شیرازی ، الدرجات الرفیعیہ فی طقات الشیعہ، ص ۱۸۷

فضل بن عباس بن عتبہ بن ابی الہب پہلی صدی ہجری کے آخری مشہور شعراء میں سے تھے ،ابن عبدربہ نے نقل کیا
ہے: جس وقت ولید بن عبد الملک کعبہ کا طواف کر رہا تھا توفضل بن عباس زمزم کے کنویں سے پانی کھینچ رہے تھے اور
یہ اشعار پڑھ رہے تھے:
یا ایہا السائل عن علیّ
تسال عن بدرلنا بدریّ
اے علی کے بارے میں سوال کرنے والے کیا تو جنگ بدر میں شریک ہونے والے بنی ہاشم کے ماہ کامل بارے میں پوچھ
رہا ہے؟

مردّ فی المجد ابطحی
سائلہ عرتہ مضیی (۱)
ایک با فضیلت مرد کے شرف میں تم شک کر رہے ہو یا اس کے سابقہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہے ہو؟!

جنہوں نے حقانیت امیر المومنین کے دفاع میں سب سے پہلے اشعار کہے ہیں ان میں ایک عورت بھی ہے جس کا نام (ام
مسطح بن اثاثہ ہے) مورخین نے نقل کیا ہے کہ ابوبکر و عمر نے علی سے زبر دستی بیعت لینے پر سختی کا مظاہرہ کیا تو
ام مسطح مسجد میں آئی
.....

(۱) ابن عبد ربہ اندلسی،العقد الفرید،دار احیاء التراث العربی،بیروت،ج ۵،ص ۷۵

اور قہر پیغمبر ﷺ کی جانب رخ کر کے یہ اشعار پڑھے :
قد کان بعدک انبای و ہینمۃ
لو کنت شاہد ہا لم تکثر الخطب
آپ کے بعد وہ حوادث و اختلافات وجود میں آئے اگر آپ ہوتے تو ایسا نہ ہوتا

انا فقدناک فقد الارض وابلہا

فاختل قومك فاشهد هم ولا تغيب (۱)

ہم نے آپ کو ہاتھ سے کھو دیا جیسے پانی زمین کی تہوں میں غائب ہو جاتا ہے آپ کی قوم نے رخنہ ایجاد کیا، گواہ رہے گا اور غافل نہ ہوئے گا۔

وہ شعراء جنہوں نے علی کے دفاع میں زبان احتجاج کھولی، ان میں ایک عظیم شاعر اور ادیب ابو الاسود دونلی بھی تھے جو بصرہ کے محلہ قبیلہ بنی قیشر میں زندگی بسر کرتے تھے اس محلہ میں عثمانی رہتے تھے جو ابو الاسود دونلی کے ہم خیال نہیں تھے اسی وجہ سے وہ ان کو اذیت دیتے تھے اور رات میں ان کے گھر پر پتھر مارتے تھے انہوں نے اس طریقہ سے لوگوں کا جواب دیا ہے :

يقول الاردلون بنو قشير

طوال الدهر لا تنسى عليا

بنی قشیر جیسے پست لوگ کہتے ہیں کہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ علی کو کیوں فراموش نہیں کرتے!!

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، دارالکتب العربیہ، مصر، ج ۶، ص ۳۴

فقلت لهم وكيف يكون تركي

من الأعمال مفروضاً علياً

میں نے ان سے کہا جو اعمال مجھ پر علی کے حوالے سے واجب ہیں، ان کو کیسے ترک کر دوں۔

احب محمد أحباً شد يدا

و عباساً و حمزة و الوصيا

میں محمدؐ کو بے حد دوست رکھتا ہوں، اسی طرح عباس، حمزہ اور ان کے وصی علی کو۔

بنی عم النبی و اقر بیه

احب الناس کلهم إلینا

بیغمیرؓ کے چچا کی اولادیں اور ان کے قرابتدار تمام لوگوں میں سب سے زیادہ میرے لئے عزیز و محبوب ہیں۔

فان یک حُبهم رشداً أصبه

ولست بمخطیء ان کان غیاً

اگر ان کی دوستی ہدایت ہے تو میں حاصل کر چکا ہوں اور اگر یہ دوستی بے فائدہ ہے تو بھی میں نے کوئی ضرر نہیں کیا۔

هم اهل النصيحة غير الشك

واهل مودتي مادمت حياً

بے شک وہ لوگ اہل نصیحت ہیں اور جب تک زندہ ہوں وہ میرے دوست ہیں۔

رايت الله خالق كل شئى

هداهم واجتبی منهم نبیاً

خدا کو تمام چیزوں کا خالق جانتا ہوں، اس نے ان کی ہدایت کی ہے اور ان کے درمیان سے محمدؐ کو منتخب کیا ہے۔

ولم یخصص بها احداً سوا هم

هنیماً اصطفاه لهم مرّیاً (۱)

ان کے علاوہ کسی کو اس سے مخصوص نہیں کیا یہ انتخاب خدا کا نہیں ہے مبارک ہو۔

یہاں تک کہ بنی امیہ کے آخری زمانے میں بھٹ سے بزرگ اور معروف شاعر جیسے کمیت اسدی، کثیر عزمہ اور سید حمیری

جو علی کی ولایت میں ڈوبے ہوئے تھے حضرت کی حقانیت اور دفاع میں اشعار کہے ہیں :

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، الاغانی، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ج ۱۲، ص ۳۲۱

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغریٰ تک

(۲) شیعہ شعراء کا بنی امیہ اور بنی عباس کے شعراء سے مقابلہ

دوسرا موضوع کہ جس پر شیعہ شعراء نے اشعار کہے ہیں وہ بنی عباس اور بنی امیہ کے شعراء کے جواب میں ہیں
۳۵ھ کے بعد عثمان کا قتل ہوا، بنی امیہ نے اپنے برے اہداف کو حاصل کرنے کے لئے اور امیر المومنین کے خلاف لو
گوں کو بھڑکانے کے لئے بطور اسلحہ اشعار کا سے استفادہ کیا سب سے پہلے جس نے حضرت کے خلاف شعر کہا وہ
عثمان
کاماموں ولید بن عقبہ ہے کہ جس کو قرآن نے فاسق کہا ہے، اس نے بنی ہاشم خصوصاً حضرت علی کو عثمان کا قاتل اور
اموال کی غارتگری سے متہم کیا ہے اور کہا ہے:
بنی ہاشم ردو اسلاح ابن اختکم
ولا تنہوہ لا تحل نہائہ
بنی ہاشم اپنے بھانجوں کے اسلحہ واپس کر دو ان کے مال کو غارت نہ کرو کیونکہ ان کا مال تم پر حلال نہیں ہے۔

بنی ہاشم کیف الہوادة بیننا

وعند علی درعہ ونجائبہ

بنی ہاشم ہمارے اور تمہارے درمیان کیسے دوستی ہو سکتی ہے؟ جبکہ عثمان کا اونٹ اور زرہ علی کے پاس ہے۔

بنی ہاشم کیف التودد منکم

این اروی فیکم وحرائبہ (۱)

ا بینی ہاشم ہم کیسے تم سے دوستی کریں؟ جب کہ ابن اروی (عثمان) کے نیزے تمہارے پاس ہیں۔

اس موقع پر عبد اللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبد المطلب نے اس کا جواب دیا اور اپنے اشعار میں اس طرح کہا :

فلا تسألون سیفکم ان سیفکم

اضیع والقاہ لدی الروع صاحبہ

ہم سے اپنی تلواروں کو نہ مانگو کیونکہ جب اس کا مالک ڈر گیا تو اس کو پھینک کر بھاگ کھڑا ہوا۔

وشبہتہ کسریٰ وقد کان مثلہ

شبیباً بکسریٰ ہدیہ وضرائبہ

تم نے ان کو کسریٰ سے تشبیہ دی ہے وہ واقعات کے مثل تھے اور ان کی سواری اور مال کسریٰ سے مشابہ تھے۔

منا علی الخیر صاحب خیر

وصاحب بدر یوم سانت کتائبہ

علی سراسر خیر ہیں اور ہم میں سے ہیں اور فاتح بدر و خیر بینجب دشمن کے سپاہی ان کے مقابلہ میں آئیں۔

وكان ولي الامر بعد محمد
عليّ وفي كل المواطن صاحبه
محمدّ کے بعد ولی امر علی ہیں جو تمام جنگوں میں پیغمبرؐ کے ہمراہ تھے۔

وصی النبی المصطفیٰ وابن عمہ
و اول من صلی ومن لان جانبہ (۱)
وہ مصطفیٰؐ کے جانشین اور ان کے چچا کے بیٹے ہیں نیز وہ سب سے پہلے نماز گزار ہیں اور بہت خوش اخلاق ہیں۔

(۱) سید علی خان شیرازی ، الدرجات الرفیعیہ فی طقات الشیعہ ، ص ۱۸۸

دوسری مرتبہ جب اس نے حضرت امیر المومنین کے خلاف شعر کہے اور اپنے بھائی عمارہ بن ولید کو کوفہ میں خط لکھا
تو حضرت علی کے خلاف تحریک چلانے کے لئے اس طرح کہا :

ان یک ظنی فی عمارہ صادقاً
ینم ولا یطلب بذحل ولا وتر
اگر میرا گمان عمارہ کے بارے میں سچ ہے تو وہ سوربا ہے اور (عثمان کی) خون خرابی کے بارے میں سعی نہیں کر رہا ہے۔

یبیت واوتاد ابن عفان عنده
مخیمۃ بین الخورنق والقصر
وہ آرام سے سو رہا ہے حالانکہ عثمان کے قاتل اس کے نزدیک خورنق اور قصر کے درمیان خیمہ لگانے ہیں۔

تمشی رخی البال متشزر القوی
کاتک لم تسمع بقتل ابی عمر
آسودہ خاطر اور جسمانی صحت و سلامتی کے ساتھ راستہ چل رہے ہو جیسا کہ تم نے قتل ابو عمرو (عثمان) کو سنا ہی نہیں۔

الا ان خیر الناس بعد ثلاثہ
قتیل التجیبی الذی جاء من مصر (۲)
آگاہ ہو جاؤ تین افراد کے بعد بہترین شخص وہی ہے کہ جس کو تجیبی نے مصر سے آکر قتل کیا ہے۔

(۱) سید علی خان شیرازی الدرجات الرفیعیہ فی طقات الشیعہ ، ص ۱۸۹
(۲) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۲، ص ۱۱۴

اس موقع پر ان اشعار کا جواب فضل بن عباس بن عبدالمطلب نے اس طرح دیا:
اتطلب نارالست منه ولا له
وما لابن ذکر ان الصفوری والوتر
کیا تم اس کے خوں خواہ ہو جس کے ساتھ تمہاری کوئی رشتہ داری نہیں ہے ابن ذکران صفوری کہاں؟ اور خوں خرابی عثمان کہاں!؟

كما افتخرت بنت الحمار بامها
وتنسی اباها اذا تسامی اولو الفخر
تمہاری مثال اس خچر کی طرح ہے جو مقام فخر میں اپنے باپ گدھے کو تو بھول گیا ہے مگر اپنی ماں گھوڑی پر افتخار کرتا ہے۔

الا ان خیر الناس بعد نبیہم
وصی النبی المصطفیٰ عند ذی الذکر
آگاہ ہو جانو! پیغمبرؐ کے بعد خدا کے نزدیک نبی اکرمؐ کے جانشین سب سے افضل ہیں۔

و اول من صلی وصفو نیہ
و اول من اردی لغواہ لدی بدر (۱)
وہ پہلا نماز گزار اور نبی کا بھائی ہے اور اسی نے سب سے پہلے بدر میں ظالموں کو بھگایا۔

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۲، ص ۱۱۴

جنگِ جمل میں بنی امیہ کے طرفدار اور عثمانی افراد اپنی تحریک کی تائید میں اور اپنے دوستوں کو جوش دلانے کے لئے رجز پڑھتے تھے اصحابِ امیر المومنین بھی ان کے مقابلہ میں جواب دیتے تھے جواب دینے والوں میں عمار یاسر اور مالک اشتر تھے، مثلاً قبیلہ بنی ضبہ کے چند افراد جو عائشہ کے اونٹ کو گھیرے میں لے بونے اونٹ کی لگام پکڑے تھے اور قتل ہو رہے تھے آخری آدمی نے جب اونٹ کی لگام پکڑی تو اس طرح کہا:

نحن بنو ضبہ اصحاب الجمل
ننعی ابن عفان باطراف الاسل
ہم بنی ضبہ یاران جمل ہیں اور اپنے نیزوں کے ذریعہ عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔

ردوٰ علینا شیخنا ثم بجل (۱)

ہمارے بزرگ کو ہماری طرف صحیح و سالم پلٹادو۔

مالک اشتر اس کی طرف دوڑے اور اس طرح کہا:

کیف نردّ نعتلاً وقد قخل

سارت بہ ام المنايا ورحل (۲)

ہم کس طرح نعتل کو پلٹائیں جب کہ وہ سڑ گیا ہے اور بدن پر تلواریں لگنے کی وجہ سے مر گیا ہے یہ کہہ کر اس کو ضربت لگانی اور اس کو قتل کر دیا۔

.....

(۱) کتاب الجمل، شیخ مفید، مکتب الاعلام الاسلامی مرکز نشر، ص ۱۱۸،

(۲) کتاب الجمل، شیخ مفید، مکتب الاعلام الاسلامی مرکز نشر، ص ۱۱۸

جنگِ صفین میں جنگ کی مدت طولانی ہونے کی وجہ سے فوجی تصادم و پیکار کے علاوہ دونوں فوجوں میں شعری مقابلہ برقرار تھا، نصر بن مزاحم نے مالک اشتر، خزیمہ بن ثابت، فضل بن عباس، قیس بن سعد، عدی بن حاتم، عمرو بن حمق خزاعی، حجر بن عدی کندی، نعمان بن عجلان انصاری، محمد بن ابی سبرہ قریشی، مغیرہ بن حارث بن عبد المطلب جندب بن زبیر ابو زبید طائی، احمر شاعر عراق، ابو حبة بن غزیه انصاری وغیرہ جیسے بزرگوں کے اشعار کو نقل کیا ہے کہ جنہوں نے اہل شام کے شعراء کے مقابلہ میں شعر کہے:

خود امیر المومنین نے عمرو عاص جیسے افراد کے جواب میں شعر کہا ہے، ابن ابی الحدید کا کہنا ہے، صفین میں اہل عراق کے منجملہ شاعروں میں سے ایک نجاشی تھا کہ جس کو حضرت علی نے حکم دیا تھا کہ اہل شام کے شعراء مثل کعب بن جعیل اور اسی کے مانند دوسروں کا مقابلہ کرے۔ (۱)

.....

(۱) ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغہ، ج ۴، ص ۸۷

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبتِ صغریٰ تک

(۳) مرثیہ گوئی

دوسرے اہم ترین موضوعات جس پر شیعہ شعرائے اپنی سخنوری میں بہت ہی وسیع پیمانہ پر طبع آزمائی کی ہے اور شعر کہے ہیں وہ خاندانِ پیغمبر کی مصیبت کو یاد دلانا اور شہداء کے لئے مرثیہ ہے یہ موضوع ۶۱ ھ امام حسین کی شہادت کے بعد وجود میں آیا اسلسلہ میں دو حصہ میں گفتگو کی گئی ہے۔

(الف) امام حسین اور شہدائے کربلا کے مرثیہ

آغاز اسلام سے آج تک تاریخ اسلام میں واقعہ کربلا سے زیادہ درد ناک واقعہ پیش نہیں آیا چودہ سو سال گزرنے کے بعد

بھی ابھی تک مومنین کے دلوں میں اس کی تاثیر موجود ہے اس زمانے سے اہل بیت کے چاہنے والوں نے اپنی تو نائی کے مطابق اس سلسلے میں اشعار کہے ہیں۔

حادثہ کربلا کے بارے میں بہت زیادہ اشعار پہلی صدی ہجری کے اختتام بعد اور بنی امیہ کا زوال کے دور میں کہے گئے ہیں جیسا کہ ابو الفرج اصفہانی کا بیان ہے کہ بہت سے متاخرین شعراء نے امام حسین کے لئے مرثیہ کہے ہیں ، بحث کے طویل ہونے کی وجہ سے ہم ان اشعار کو ذکر نہیں کرسکتے ، لیکن بنی امیہ کے دور میں بنی امیہ کی طرف سے سختی کی بنا پر اس وقت کے شعراء نے امام حسین کے بارے میں بہت کم مرثیے کہے ہیں۔ (۱)

جیسے عید اللہ بن حربہ امام حسین کا مرثیہ کہنے کی وجہ سے ابن زیاد کی زیادتی کا نشانہ بنے اور فرار کرنے پر مجبور ہوئے۔ (۲)

اگرچہ پہلی صدی ہجری ہی میں امام حسین کے بارے میں کافی اشعار کہے گئے

.....

(۱) مقاتل الطالبین، منشورات الشریف الرضی، طبع دوم، ۱۴۱۶ھ، ۱۳۷۴ھ، ص ۱۲۱
(۲) ابی مخنف، مقتل الحسين، تحقیق حسن غفاری، قم، طبع دوم، ۱۳۶۴ھ، ص ۲۴۵

بینیکن ان کا حجم دوسری صدی ہجری میں کہے گئے اشعار کی بہ نسبت بہت کم ہے ، سب سے پہلے بنی ہاشم کی داغ دیدہ خواتین نے اپنے عزیزوں کے بارے میں مرثیہ کہے ہیں، جس وقت امام حسین کی خبر شہادت مدینہ پہنچی بنی ہاشم زینب بنت عقیل سے نالہ و شیون کرتی ہوئی باہر نکل آئیں ان کی زبان پر یہ اشعار تھے : .

ماذا تقولن اذ قال النبي لكم
ماذا فعلتم وانتم آخر الامم
بیغمیرؑ کو کیا جواب دو گے جب تم سے پوچھیں گے کہ اے آخری امت! تم نے کیا کیا؟

بعترتی و باہلی بعد مفتدی
نصف اساری و نصف ضررؑ جوابدم
میرے مرنے کے بعد میرے اہل بیت کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا؟ ان میں سے نصف کو اسیر کیا اور نصف کو خون میں نہلا یا۔

ما کان هذا جزائی اذ نصحت لكم
ان تخلفونی بشر فی ذوی رحمی (۱)
کیا میری بی بی جزا تھی؟! کہ میں تمہاری ہدایت کروں اور تم میرے اہل بیت کے ساتھ بد رفتاری کرو۔

.....

(۱) مقتل الحسين، ص ۲۲۷، ۲۲۸
(۲) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، منشورات شریف الرضی، قم، طبع دوم، ۱۴۱۶ھ، ۱۳۷۴ھ، ص ۹۰

من جملہ دل خراش مرثیوں میں سے شہدائے کربلا کے بارے میں سب سے زیادہ دل خراش مرثیہ جناب ابو الفضل العباس کی والدہ گرامی جناب ام البنین کا مرثیہ ہے ابو الفرج اصفہانی نقل کرتے ہیں :

حضرت عباس کے فرزند عبید اللہ کا ہاتھ پکڑ کر جناب
ام البنین بقیع جاتی تھیں، مدینہ کے لوگ ان کے ارد گرد جمع ہو جاتے تھے اور ان کے مرثیہ پڑھنے سے رو تے تھے ، مروان بن حکم جیسا شخص بھی اس بانو کے مرثیہ پر رو پڑا۔ (۲)

جناب ام البنین کے مرثیہ کے اشعار یہ تھے:

یامن رای العباس کر

علی جماہیر النقد

اے وہ لوگو! کہ جس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرا عباس کس طرح پست صفت لوگوں پر حملہ کرتا تھا۔

و کل لیث ذی لید
ورائہ من ابناء حیدر
اس کے پیچھے فرزندان حیدر شیر کے مثل کھڑے رہتے تھے۔

انبت ان ابنی اصیب
براسہ مقطوع ید
مجھے خبر دی گئی ہے کہ جب اس کے ہاتھ قلم ہو گئے تب سر پر گرز لگا۔
ویل علیٰ شبلی اما
لبراسہ ضرب العمد
افسوس میرے بیٹے کے سر پر گرز گرانپڑا۔

لوکان سیفک فی ید
یک لمادنا منک احد (۱)
(اے عباس!) اگر تیرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو تیرے پاس کوئی نہیں آتا۔

.....

(۱) غفاری، حسن، ذیل کتاب مقتل الحسین ابی مخنف، قم، ۱۳۶۴، ص ۱۸۱

جس وقت کربلا کے اسیروں کا کارواں مدینہ کی جانب چلا اور مدینہ کینزدیک پہنچا تو امام زین العابدین نے پہلے بشیر بن جذلم کو مدینہ بھیجا اور بشیر نے ان اشعار کے ساتھ اسیران اہل بیت علیہم السلام کے مدینہ میں داخلہ کی خبر دی:

یا اهل یثرب لا مقام لکم بہا
قتل الحسین فاد معی مدرار
اے اہل مدینہ! اب یہ جگہ تمہارے رہنے کے قابل نہیں رہی حسین قتل کر دئیے گئے ان پر آنسو بہاؤ۔

الجسم منہ بکر بلا مضرج
والرأس منہ علی القناتہ یدار (1)
ان کا جسم کربلا کی زمین پر خون میں غلطان اور ان کا سر نیزہ کے اوپر بلند تھا۔

شاعروں کے درمیان خالد بن معدان، عقبہ بن عمرو، ابو الرمیح خزاعی، سلیمان بن قتہ عدوی، عوف بن عبد اللہ احمر ازدی اور عبید اللہ بن حر پہلی صدی ہجری کے شعراء ہیں جنہوں نے مرثیہ گوئی کی ہے اور امام حسین کی مصیبت میں اشعار کہے ہیں جس وقت خالد بن معدان نے شام میں حضرت کاسر نیزہ پر دیکھا تو یہ اشعار پڑھے:

جائو ابراسک یا ابن بنت محمد
مترماً بد ما نر تر میلا
اے نواسہ رسول! آپ کے سر کو خون میں ڈوبا ہوا لائے۔

.....

(1) ابن طانوس، لہوف، ترجمہ محمد نز فولی، موسسہ فرہنگی و انتشاراتی انصاری، قم، طبع اول ۱۳۷۸، ص ۲۸۴

و کائما بک یا ابن بنت محمد
قتلوا جہاراً عامدین رسولاً

اے محمدؐ کے نواسے! تمہیں علی الاعلان قتل کر کے چاہتے ہیں کہ پیغمبرؐ سے انتقام لیں۔

قتلوک عطشانأو لم یترقیوا

فی قتلک التنزیل و التاویلا

آپ کو پیاسا قتل کیا اور آپ کے قتل میں قرآن کی تاویل و تنزیل کی رعایت نہیں کی۔

ویکبرون بان قتلت وائما

قتلو بک التکبیر و التہلیل (۱)

جب آپ قتل ہوئے تو تکبیریں بلند کیں حالانکہ آپ کے قتل ساتھ تکبیر و تہلیل کو بھی قتل کر دیا۔

گزشتہ شعراء میں عبید اللہ بن حر ہیں کہ جنہوں نے امام حسین کی مصیبت میں مرثیہ کہا ان کے مرثیہ کا پہلا شعر یہ ہے :

بقول امیر غادر ای غادر

ألا کنت قاتلت الشہید بن فاطمہ

خانن کامیر ،خانن کا بیٹا مجھ سے کہتا ہے کہ تم نے کیوں فاطمہ کے شہید فرزند کے ساتھ جنگ نہیں کی؟

.....

(۱) الامین، سید محسن، اعیان الشیعہ، دارالتعارف للمطبوعات، بیروت (بی تا) ج ۱ ص ۲۳۔

ابن زیاد نے جس وقت ان اشعار کو سنا عبید اللہ کے پیچھے بھاگا اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی جان بچائی۔ (۱)

.....

(۱) ابی مخنف، مقتل الحسین، ص ۲۴۵

سلیمان بن قتہ من جملہ اہم ترین مرثیہ کہنے والوں میں سے تھے ان کے اشعار یہ ہیں :

مررت علی ابیات آل محمد

فلم أرهاکعہدہایوم حلّت

میں آل محمدؐ کے گھروں کی جانب سے گزرا اور ان کو پہلے کی طرح بھرا ہوا نہیں پایا۔

و کانوا رجائاً ثم صاروا رزیة

و قد عظمت تلک الرّزایا وجلّت

آل محمدؐ امید کا گھر تھے اور بعد میں مصیبت کا محل بن گئے اور وہ بھی بزرگ اور عظیم مصیبتیں۔

الم ترآن الشمس اصحت مریضہ

لفقد حسین والبلاد اقشعرت

کیا تم نہیں دیکھتے سورج شہادت حسین سے مریض ہو گیا ہے اور شہر افسردہ ہو گئے ہیں۔

و قد اعولت تبکی السماء لفقده

وانجمها ناحت علیہ و صلّت (۱)

کیا تم نہیں دیکھتے آسمان نے امام حسین پر گریہ و نالہ کیا اور ستاروں نے نوحہ پڑھا اور درود بھیجا۔

پہلی صدی ہجری کے بعد اموی حکام کادبانو عباسیوں کے ساتھ اختلاف و ٹکرائو کی وجہ سے کم ہوا اور آخر کار امیونکا

عباسیوں کے ہاتھوں خاتمہ ہوا ائمہ اطہار نے امام حسین کی مرثیہ گوئی کو زندہ کیا اور بزرگ شعرا جیسے کمیت

اسدی، سید حمیری، سفیان بن مصعب عبدی، منصور نمری اور دعبل خزاعی ائمہ کے حضور میں امام حسین کی مصیبت میں اشعار پڑھتے تھے۔

جیسا کہ سفیان بن مصعب عبدی نے نقل کیا ہے کہ میں امام صادق کی خدمت میں حاضر ہو امام نے خادموں سے فرمایا: امّ فروہ سے کہو وہ انہیں اور سنیں ان کے جد امجد پر کیا گزری، امّ فروہ انہیں اور پشت پر دہ بیٹھ گئیں، اس وقت امام صادق نے مجھ سے فرمایا: پڑھو مینے قصیدہ پڑھنا شروع کیا قصیدہ اس بیت سے شروع ہوتا ہے:

فرو جودی بدمعك المسكوب
اے فروہ اپنی آنکھوں سے آنسو بہاؤ

اس موقع پر ام فروہ اور تمام عورتوں کی آواز گریہ بلند ہو گئی۔ (2)

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۱۲۱
(2) علامہ امینی، عبد الحسین، الغدير، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ج ۲، ص ۲۹۴۔۲۹۵

اسی طرح ابو الفرج اصفہانی، اسماعیل تمیمی سے نقل کرتے ہیں کہ میں امام صادق کی خدمت میں تھا کہ سید حمیری امام سے اجازت لے کر داخل ہوئے امام نے اہل خانہ سے فرمایا: پشت پر دہ بیٹھ جائیں، اس کے بعد سید حمیری سے امام حسین کی مصیبت میں مرثیہ پڑھنے کو کہا، سید نے ان اشعار کو پڑھا:

امرر علی جدث الحسین
فقل لا عظمہ الزکیہ
امام حسین کی قبر کی طرف سے گذر وتوان کی پاک ہڈیوں سے کہو۔

یا اعظماً لآزلت من
وظفأوساکبہ روہ
اے ہڈیو سلامت رہو اور مسلسل سیراب ہوتی رہو۔

فاذا مررت بقبرہ
فاطل بہ وقف المطیہ
جس وقت ان کی قبر کے پاس سے گذرنا اونٹوں کے مانند دیر تک ٹھہرنا۔

وایک المطہر للمطہر
والمطہرۃ النقیہ
امام مطہر کو حسین مطہر پر گریہ کراؤ۔

کبکاء معولہ انت
یومألو احدھا المنیة
اور تمہارا گریہ ایسا ہو جیسے مانا اپنے فرزند کی لاش پر روتی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام کی آنکھ سے آنسو جاری ہیں اور گھر سے بھی رونے کی آوازیں بلند ہیں۔ (۱)

کبھی کبھی دوسرے لوگ بھی جیسے فضیل رسان، ابو ہارون مکنوف وغیرہ سید حمیری کے اشعار امام جعفر صادق کی خدمت میں پڑھتے تھے اور حضرت کو رلاتے تھے، ابن قولوبہ کے مطابق امام صادق نے اپنے صحابی ابو عمار سے کہا:

عبدی کے مرثیہ کے اشعار جو امام حسین کے بارے میں بینمیرے سامنے پڑھو۔ (۲)
 دعبل خزاعی نے امام حسین کے لئے بہت سے مرثیہ کے اشعار کہے ہیں امام رضا علیہ السلام اپنے جد کا مرثیہ پڑھنے
 کے لئے ان کو بلاتے تھے۔ (۳)

- (۱) علامہ امینی ، عبد الحسین ، الغدير، دار الکتب الاسلاميه ، تهران ، ج ۲ ص ۲۳۵
 (۲) علامہ امینی ، عبد الحسین ، الغدير، دار الکتب الاسلاميه ، تهران ، ج ۲ ص ۲۹۵
 (۳) مسعودی ، علی ابن الحسين، مروج الذهب، منشورات لاعلمی للمطبوعات ، طبع اول ۱۱۴۱ھ، ج ۳ ص ۳۲۷، رجال ابن دانود ،
 منشورات رضی ، قم ، ص ۹۲

تاریخ تشیع ابتدا سے غیبت صغری تک

(ب) اولاد پیغمبرؐ اور دیگر تمام شہداء کے لئے مرثیہ
 دل سوختہ شیعہ شاعر جس وقت جناب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ کے حالات کا مشاہدہ کرتا ہے تو یہ اشعار اس کی
 زبان پر جاری ہو جاتا ہے:
 اذا كنت لا تدري ما الموت فانظري
 الى هاني في السوق وابن عقيل
 اگر نہینجانے کہ موت کیا ہے تو ابن عقیل اور ہانی کے ساتھ بازار کی سیر کرو اور دیکھو۔

الى بطل قد هشم السيف وجهه
 و آخريهوى في طمار قتيل
 ایک جوان مرد کی صورت کو تلواروں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دوسرے کو بالاخانہ سے گرا کر شہید کر دیا گیا۔

اصابها امر الامير فاصبها
 احاديث من يسعي بکل سيل
 امیر کے حکم سے وہ ان مصیبتوں میں مبتلا ہیں اور ان کی خبریں مسافروں کی زبان پر جاری ہے۔

ترى جسدًا وقد غير الموت لونه
 ونضج دم قد سال كل مسيل
 تم جس جسم کو دیکھ رہے ہو موت نے ان کا رنگ بدل دیا ہے اور ہر طرف سے خون بہ رہا ہے

ايترك اسماء المهاج آمنًا
 وقد طلبته مذ حج بزحول (۱)
 کیا قبیلہ اسماء مہاج امان میں رہ سکتے ہیں؟ حالانکہ قبیلہ مذحج فاصل کے درپے ہیں۔

(۱) مسعودی ، علی بن الحسين، مروج الذهب، ج ۳ ص ۷۱

شاعر ا عشی حمدان نے طولانی قصیدہ کے ضمن میں شہداء ء تو ابین کے بارے میں اس طرح کہا ہے:
 توجه من دون ثنية سائرا

الی ابن زیاد فی الجموع الکتاب
تمام فوجی دستہ تئیںہ کی طرف سے ابن زیاد کی طرف روانہ ہوئے۔

فیاخیر حبش للعراق واهله
سقیتم روایا کل اسحم ساکب(۱)
اے عراق کے بہترین سپاہ! تم نے ہر ابرباراں کو سیراب کیا ہے۔

اسی طرح شیعہ شعراء نے زید بن علی کے بیٹے یح اور امام حسن کے فرزند کہ جنہونے عباسیوں کے دور میں قیام کیا تھا اور شہید ہو گئے تھے، ان کے بارے میں شعر کہے ہیں، اسی طرح علی بن عبداللہ خوافی، مشیع مدنی، اشجع بن عمر وسلمی اور ابو طالب قمی جیسے شعراء نے امام رضا کے بارے میں مرثیہ لکھا ہے۔(۲)
لیکن امام حسین کے بعد آل ابو طالب کے شہداء میں سب سے زیادہ اشعار یح بن عمر طالبی کے بارے میں کہے گئے ہیں انہونے ۲۴۸ھ میں قیام کیا اور محمد بن عبداللہ ابن طاہر کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔(۳)
مسعودی کا بیان ہے: دور اور نزدیک والوں نے ان کے حال میں مرثیہ کہا ہے چھوٹے اور بڑے ان پر روئے ہیں۔(۴)

- (۱) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، ج ۳ ص ۱۱۰
(۲) الامین، سید محسن، اعیان الشیعہ، ص ۱۷۰
(۳) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، ج ۴ ص ۱۶۰-۱۵۹
(۴) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، ج ۴ ص ۱۶۲

ابو الفرج اصفہانی کا بیان ہے کہ آل ابی طالب کے فرزندوں میں کہ جو عباسیوں کے دور میں قتل ہوئے ہیں یح بن عمر طالبی سے سے زیادہ کسی کے بارے میں اشعار و مرثیہ نہیں کہے گئے ہیں۔(۱)

(۴) خاندان پیغمبرؐ کے فضائل و مناقب
دوسری صدی ہجری کے بعد شیعہ شعراء زیادہ تر فضائل امیر المومنین میں شعر کہتے تھے اور اس کے ذریعہ مذہب تشیع کی ترویج اور حضرت علی کی جانشینی اور امامت سے لوگوں کو آگاہ کرتے تھے، اس سلسلہ میں فرزدق، کمیت اسدی، حمیری، سفیان بن مصعب عبدی اور دعبل خزاعی سب سے آگے تھے۔
سید حمیری نے اپنی زندگی کو فضائل علی بیان کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا یہ اپنے دور میں مکتب تشیع کے بزرگ ترین مبلغ تھے، اسی وجہ سے شیعوں کے نزدیک ان کا بہت زیادہ احترام ہے، ابو الفرج اصفہانی کے بقول انہوں نے تئیس سو، ۲۳۰۰ قصیدے بنی ہاشم کی مدح میں کہے ہیں اور کوئی بھی شعر اہل بیت کی مدح اور دشمنوں کی سرزنش سے خالی نہیں ہے، اسی طرح ابو الفرج اصفہانی کہتے ہیں: سید حمیری کوفہ میں سلیمان بن مہران معروف بہ اعمش کے گھر جاتے تھے اور ان سے فضائل علی سنتے تھے اور ان کو لکھنے کے بعد شعر مینقلم بند کرتے تھے۔
ابن معتز کا بیان ہے: سید حمیری نے حضرت علی کے تمام فضائل کو شعر میں تبدیل

(1) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۵۱۱

کر دیا ہے اور جس مجلس میں آل محمدؐ کا ذکر نہیں ہوتا تھا وہاں جلدی خستہ ہو جاتے تھے، چنانچہ ایک شخص نے نقل کیا ہے کہ میں عمرو بن علاء کے پاس بیٹھا تھا کہ سید حمیری تشریف لائے ہم لوگ روز مرہ کی گفتگو میں سرگرم تھے سید اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور جانے لگے اور جب ان سے اس کا سبب معلوم کیا گیا تو اس طرح جواب دیا:
انی لا کرہ ان اطلیل بمجلس
لا ذکر فیہ لفضل آل محمد
مینجلس میں رہوں اس میں اگر آل نبیؐ کا ذکر نہ ہو تو وہاں میرے لئے بیٹھنا باعث کراہت ہے۔

لا ذکر فیہ لأحمد و وصیہ
و بنیہ ذلک مجلس نطف ردی
جس مجلس میں احمدؓ اور ان کے جانشین نیز ان کی اولاد کا ذکر نہ ہو وہ مجلس بے ارزش ہے -

ان الذی ینسأهم فی مجلس
حتى یفارقہ لغیر مسدد(۱)
جس نے ان کو اپنی مجلس میں بھلا دیا ہے وہ بغیر فائدہ کے اس مجلس سے جائے گا۔

اسی طرح ایک روز کوفہ کے امراء میں سے کسی نے ان کو گھوڑا اور کچھ تحفہ عطا کیا انہوں نے ہدیہ لیا اور گھوڑے پر سوار ہوئے اور کوفہ کے محلہ کنا سے آئے اور شیعوں کو مخاطب
.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۲۴۲

کر کے کہا: اے علی والو! اگر کوئی علی کے فضائل میں سے ایسی فضیلت پیش کرے کہ جس کے بارے میں میں نے شعر نہ کہا ہو تو میں یہ گھوڑا اور یہ تحفہ اس کو بخش دوں گا لوگوں نے ہر طرف سے مولا علی کی فضیلت کو بیان کرنا شروع کیا اور انہوں نے اس فضیلت کے بارے میں جو شعر کہا تھا اسے پڑھ کر سنایا ان میں سے کسی نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا: ایک روز علی نے چاہا اپنی نعلین پہن کر گھر سے باہر تشریف لے جائیں ایک نعلین پہنی تھی کہ عقاب (ایک پرندہ) آیا اور اپنی منقار (چونچ) سے دوسرے پیر کی نعلین لے کر آسمان کی طرف چلا گیا اور دوبارہ وہاں سے اس نعلین کو نیچے گرایا کہ جس ایک کالا سانپ نکلا اور سوراخ میں چلا گیا، پھر حضرت نے اس نعلین کو پہنا، اس وقت سید حمیری نے تھوڑی دیر سوچا اور کہا: مینے اس کے متعلق ابھی تک کوئی شعر نہیں کہا ہے اس وقت اس شخص کو گھوڑا اور تحفہ بخش دیا اور یہ اشعار کہے:

الا یا قوم للعجب العجاب
لخف ابی الحسن وللحباب
اے لوگو! آگاہ ہو جاؤ ابو الحسن کی نعلین کا یہ عجیب و غریب کارنامہ ہے۔

عدو من عداة الجن و غد
بعید فی المرادہ من صواب
کہ علی دشمنوں میں سے ایک جن نے کہ جو کم عقل اور راستے سے منحرف ہے۔

اتی خفأه انساب فیہ
لینہش رجلہ منہ بناب
علی کی نعلین میں خود کو چھپایا تاکہ انہیں گزند پہنچائے۔

لینہش خیر من ركب المطايا
امیر المؤمنین ابا تراب
اس بہترین شخص کو گزند پہنچائے جو چار پایوں پر سوار ہوتا ہے یعنی امیر المؤمنین ابو تراب کو۔

فخر من السماء له عقاب
من العقبان او شبه العقاب
اس وقت آسمان سے ایک عقاب یا عقاب کی شبیہ کوئی پرندہ نیچے آیا۔

ودفع عن ابی حسن علی

نقیع سمامہ بعد انسیاب (۱)
اور اس پر حملہ آور ہوا اس طرح سے ابوالحسن علی سے زہرا ورشر دفع ہو گیا۔

سفیان بن مصعب عبدی کا شمار منجملہ ان شعراء میں ہوتا ہے کہ جنہوں نے اپنی عمر کو ذکر علی میں صرف کر دیا، علامہ امینی ان کے بارے میں کہتے ہیں: آل محمدؐ کے علاوہ کسی کی مدح میں میں نے ان کے ایک شعر بھی نہیں دیکھے، خاندان پیغمبرؐ کے فضائل و مناقب کی حدیثیں امام صادق سے یاد کرتے تھے اور فوراً ان کو شعر کے قالب میں ڈھال لیتے تھے۔ (۱)
ابن شہر آشوب نقل کرتے ہیں: امام صادق نے فرمایا: اے گروہ شیعہ! اپنی اولاد کو عبدی کے اشعار کی تعلیم دو کیونکہ وہ دین خدا پر ہیں۔

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۲۴۲-۲۴۱
(۲) ابو الفرج اصفہانی، مقاتل الطالبین، ص ۲۹۵

(۵) خاندان پیغمبرؐ کے دشمن کی بجو

دشمن سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک راستہ تبلیغ ہے جو آج کی دنیا میں ارتباط کی صورت میں پورے طور پر رائج اور معمول ہے، گذشتہ زمانے میں بھی شعر کے دائرے میں تبلیغ کے سلسلہ میں مہم ترین تاثیر قائم تھی، شیعہ شعرا نے بھی اپنے اشعار کے ذریعہ اصل تشیع کا دفاع کیا ہے اور دشمنان اہل بیت کی بجو کی بے نیز موقع و مناسبت سے کچھ شعر کہہ کر اپنے دشمن کو ذلیل کیا اور ان کی کمر توڑ دی ہے، معاویہ، ولید بن عقبہ و عمرو بن عاص جیسے لوگ جو دشمن خدا ورسول تھے بارشعراء نے بنی ہاشم کی طرف سے مورد بجو قرار پائے ہیں، ایسے شعراء کہ جو نہیں چاہتے تھے کہ ان کے نام آئیں کہ جس کی وجہ سے منظر عام پر بنی امیہ انہیں نقصان پہنچائیں انہوں نے یزید کی موت کے بعد یزید کی بجو اور مذمت کر کے شیعوں کے دل کو ٹھنڈا کیا اور اس طرح کہا:

یا ایہا القبر بحوارینا

ضممت شرّ الناس اجمعینا (۱)

اے وہ قبر! جو حواریں میں ہے! دنیا کے سب سے بدترین آدمی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، (حواریں ایک شہر ہے جہاں یزید کی قبر ہے)

.....

(۱) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، منشورات موسسہ الاعلمی للمطبوعات بیروت طبع اول، ۱۱۴۱ھ، ج ۳ ص ۶۵

منجملہ بنی امیہ کی مذمت اور بجو میں بہترین اشعار کمیت بن زید اسدی کے ہیں جو انہوں نے بنی امیہ کے بارے میں کہے ہیں:

فقل لینی امیہ حیث حلّوا

وان خفت المهندو القطیعا

بنی امیہ جہانکہیں بھی ہوں ان سے کہو کہ تلوار، تازیانہ سے ڈریں۔

اجاع اللہ من اشبعتموه

واشبع من بجورکم اجیعا

خدا اسے بھوکا رکھے جسے تو نے سیر کیا ہے اور خدا انہیں اسیر کرے جو تمہارے ظلم کی وجہ سے بھوکے رہے ہیں۔

میرضی السیاسة ہاشمی

یکون حیالاًمتہ ربیعاً (۱)

بنی ہاشم کی پسندیدہ سیاست امت کے لئے بہار زندگی فراہم کرنا ہے۔

ڈاکٹر شوقی ضیف کا بیان ہے: شیعہ عراق، خراسان اور حجاز میں کمیت کے اشعار کو ایک دوسرے تک منتقل کرتے تھے اسی سبب سے امویوں اور ان کے حاکم یوسف بن عمر ثقفی نے کمیت کی جانب سے شدید خطرہ کا احساس کیا۔ (۲) ابو الفرج اصفہانی نے کمیت کے بارے میں کہا ہے: بنی امیہ کے طرف سے سختی اور پابندی کے دور میں ہر لحاظ سے کمیت اسدی شیعوں میں بہت بڑے شاعر تھے، وہ شعراء

.....

(۱) حافظ ابی عثمان عمر و بن بحر، البیان والتبیین، مطبعة لجنة التألیف والترجمة والنشر، قاہرہ، طبع اول، ۱۳۶۷ھ، ج ۱۹، ص ۳۶۵

(۲) الشعر و طوابع الشعبیہ علی مَرِّ العصور، دار المعارف، قاہرہ، ص ۳۶

جو علی کے دشمن تھے اور بنی امیہ کے طرفدار تھے اور خاندان پیغمبرؐ کے خلاف شعر کہتے تھے، ان کا جواب دینے سے باز نہیں آتے تھے۔

حکیم بن عباس کلبی جس نے علی کی ہجو کی تھی اور قحطانیوں میں اس کا شمار ہوتا تھا، کمیت نے اس پر شدت سے حملہ کیا اور اس کے اشعار کو بزرگان قریش اور عدنانیوں کے مدمقابل قرار دیا اور اس طرح اس کی ہجو کی اور اس کو مغلوب کیا۔ (۱)

کبھی کبھی شعراء بغیر نام لئے حکومتی شعرا کا جواب دیتے تھے اور ان کو ذلیل و رسوا کرتے تھے، سعید بن حمید جو مستعین کے دور حکومت میں تھا اور حضرت علی و خاندان پیغمبرؐ کا دشمن تھا مختلف مواقع پر شیعہ شعراء کی جانب سے مورد ہجو قرار پایا۔

اسی طرح شاعری کے اس دور میں علی بن جہم جو ناصبی اور امیر المومنین کا دشمن تھا، علی بن محمد بن جعفر علوی جو شیعہ شاعر تھے، انہوں نے اس کی ہجو کی اور اس کے نسب سے انکار کیا اور کہا: سامۃ بن لوی کی جانب اس کی نسبت صحیح نہیں ہے۔

ابن زیاد کی ہجو میں ابو الاسود دوٹلی کہتے ہیں:

اقول وذاک من جزع و و جد

ازل اللہ ملک بنی زیاد

غم واندوہ کی بنیاد پر کہتا ہوں خدا ابن زیاد کی حکومت کو نیست و نابود کرے۔

وابعدہم بما غدروا و خانوا

کما بعدت ثمود و قوم عاد (۲)

اور ان کو ان کی حیلہ و خیانت کی وجہ سے اس طرح ہلاک کرے جس طرح قوم عاد و ثمود ہلاک ہو گئی۔

.....

(۱) ابو الفرج اصفہانی، الاغانی، ج ۱۷، ص ۳۶

(۲) مسعودی، علی بن الحسین، مروج الذهب، ج ۳، ص ۸۱

بنی عباس کے ایک قاضی نے سید حمیری کی گواہی فقط شیعہ ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کی تو سید حمیری نے اس کی ہجو میں اس طرح کہا:

ابوک ابن سارق عنز النبی

وانت ابن بنت ابی جحدر

تیرا باپ پیغمبرؐ کی بھیڑونکا چرانے والا ہے اور تو جحدر کی بیٹی کا بیٹا ہے۔

ونحن علی رعمک الرافضون

لأهل الضلال له والمنكر (۱)

اور ہم تیرے خیال اور نظریہ کے مطابق رافضی ہیں یعنی اہل ضلالت و گمراہی کو ترک کرنے والے ہیں۔

ابو نعامہ دقیقی کوفی تیسری صدی ہجری کے ان شعراء میں سے ہیں جنہوں نے اپنے اشعار کے ذریعہ بنی عباس کے بزرگان کی ہجو کی ہے اور ان کی طرف برے کاموں کے ارتکاب کی نسبت دی ہے آخر مینوہ عباسی حکومت کے ایک ترک سردار کے ذریعہ جس کا نام مفلح تھا قتل کر دئے گئے۔ (۲)

والحمد لله رب العالمين

.....

(۱) علامہ امینی، عبد الحسین، الغدير، ص ۲۵۶

(۲) تاریخ الادب العربی العصر العباسی الثانی، دار المعارف، مصر، ص ۳۸۸.